حدیث کی انتیس (29) مشہور کتابوں میں سے انتخاب

امام ابو حنیفہؒ سے مروی بعض احادیث کی تحقیق

ناشر

پیر جی سید عبدالمتین

[illegible] گلی نمبر ۱ [illegible] گوجرانوالہ

حدیث کی انتیس (29) مشہور کتابوں میں سے انتخاب

امام ابوحنیفہؒ سے مروی بعض احادیث کی تحقیق

جمع و ترتیب

پیر جی سید مشتاق علی شاہ

ناشر

پیر جی سید عبدالمبین

محلہ گوبند گڑھ گلی نمبر ۸، کالج روڈ گوجرانوالہ

نام کتاب	امام ابو حنیفہؒ سے مروی بعض احادیث کی تحقیق
مرتب	پیر جی سید مشتاق علی
کمپوزنگ	ماہیر گرافکس 0300-0074745
صفحات	288
تاریخ اشاعت	اگست 2023
قیمت	
تعداد	100

ملنے کا پتہ

ضروری اعلان:

ہم نے اس رسالہ میں اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے کہ کوئی غلطی نہ ہو۔ مگر پھر بھی اگر کوئی غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ فرمائیں۔ ان شاء اللہ ضرور درست کر دی جائے گی۔ ہم قرآن وسنت کے خلاف کسی کی بات نہیں مانتے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن وسنت پر صحیح معنی میں عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین!!

احقر

پیر جی سید مشتاق علی

22-8-2023

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مرتب

امام ابوحنیفہؒ کے مخالفین آپؒ پر طرح طرح کے اعتراض کرتے ہیں (دیکھئے امام محمدی) جن میں سے ایک مشہور اعتراض یہ ہے کہ محدثین نے اپنی کتابوں میں آپ سے روایت نہیں لی۔ اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ یہ اعتراض سو فی صد جھوٹ ہے۔ بہت سے محدثین نے اپنی سند سے آپؒ سے روایات لی ہیں۔ پیش نظر کتاب میں ہم نے یہ بات محدثین کی انتیس (29) کتابوں سے اکیاسی (81) احادیث مع سند کے نقل کر کے ثابت کی ہے۔

اس اعتراض کا جواب حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب نے بھی دیا ہے وہ ہم یہاں پر نقل کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کی روایات صحاح ستہ میں موجود نہیں، اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ ستہ کے نزدیک وہ قابل استدلال نہ تھے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ انتہائی سطحی اور عامیانہ اعتراض ہے، ان حضرات کا کسی جلیل القدر امام سے روایت کو اپنی کتاب میں نہ درج کرنا اس کی تضعیف کو مستلزم نہیں ہے، کھلی ہوئی بات ہے کہ امام بخاریؒ نے امام شافعیؒ کی بھی کوئی روایت نہیں لی ہے۔ بلکہ امام احمد بن حنبلؒ جو امام بخاریؒ کے استاذ ہیں اور جن کی صحبت انہوں نے بہت اٹھائی ہے، ان کی بھی پوری صحیح بخاری میں صرف دو روایتیں ہیں، ایک تعلیقاً منقول ہے اور دوسری امام بخاریؒ نے کسی واسطہ سے روایت کی ہے۔ اسی طرح امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں امام بخاریؒ سے کوئی روایت

نقل نہیں کی، حالانکہ وہ ان کے استاذ ہیں، نیز امام احمدؒ نے اپنی مسند میں امام مالکؒ کی صرف تین روایات ذکر کی ہیں، حالانکہ امام مالکؒ کی سند اصح الاسانید شمار کی جاتی ہے، کیا اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ، تینوں ضعیف ہیں۔ اس معاملہ میں حقیقت وہ ہے جو علامہ زاہد الکوثریؒ نے "شروط الائمة الخمسة للحازمیؒ" کے حاشیہ پر لکھی ہے کہ در حقیقت ائمہ حدیث کے پیش نظر یہ بات تھی کہ وہ ان احادیث کو زیادہ سے زیادہ محفوظ کر جائیں، جن کے ضائع ہونے کا خطرہ تھا بخلاف امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ جیسے حضرات کہ ان کے تلامذہ اور مقلدین کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ ان کی روایات کے ضائع ہونے کا اندیشہ نہ تھا، اس لیے انہوں نے اس کی حفاظت کی زیادہ ضرورت محسوس نہیں کی۔

(درس ترمذی، مولانا محمد تقی عثمانی کی تقریر "جامع ترمذی"، ترتیب وتحقیق مولانا رشید اشرف سیفی، ناشر مکتبہ دار العلوم کراچی، ج ا ص ۱۰۸، ۱۰۹)

جن حضرات نے ہمارے ساتھ اس کام میں کسی بھی قسم کا تعاون فرمایا ہے اللہ تعالیٰ ان کو دنیا اور آخرت میں اس کا صلہ عطا فرمائے اور ہم سب کے لئے نجات کا ذریعہ بنائے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو قرآن وسنت پر صحیح معنوں میں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

احقر سید مشتاق علی

بروز پیر مورخہ 13 جون سن 2023ء

مصنف عبدالرزاقؒ میں سے
امام ابوحنیفہؒ کی مروی ۹۰/احادیث

(۱)......سدل کا بیان

متن حدیث:

عبد الرزاق عن ابی حنیفة عن علی بن الاقمر قال مر النبی صلی الله علیه وسلم برجل قد سدل ثوبه وهو یصلی فعطف ثوبه علیه

ترجمہ حدیث:

عبدالرزاق نے امام ابوحنیفہ سے روایت کی۔ وہ علی بن الاقمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جس نے نماز میں اپنا کپڑا (زمین تک) لٹکایا ہوا تھا تو آپ نے اس کا کپڑا اس پر ڈال دیا۔

(مصنف عبدالرزاق ج: ۲ ص: ۳۶۳، باب السدل حدیث نمبر ۱۴۱۵)

تخریج حدیث:

عبدالرزاق کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اس روایت کو اپنی سند سے روایت کیا ہے
(۱) بیہقی السنن الکبریٰ ج: ۲ ص: ۲۴۳ حدیث نمبر ۳۱۲۹ (۲) طبرانی، المعجم الاوسط ج: ۲، کتاب الآثار ص: ۱۴۸، کتاب الاثار مترجم ص: ۲۱، حدیث نمبر ۱۲۷ (۳) طبرانی المعجم الصغیر ج: ۲، ج: ۱۰۱، حدیث ۸۶۷، طبرانی کبیر ج: ۲۲ ص: ۱۱۱)

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام عبدالرزاق ہیں جو مصنف عبدالرزاق کے مؤلف ہیں۔ امام بخاری کے استاذ ہیں اور ثقہ ہیں۔ اس سند کے دوسرے راوی امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت المتوفی ۱۵۰ھ ہیں جو امام عبدالرزاق کے استاذ ہیں۔ مجتہد مطلق ہیں اور ائمہ اربعہ میں سے ایک ثقہ امام ہیں۔

حکم حدیث:

یہ حدیث مرسل ہے۔

اس سند کے تیسرے راوی علی بن الاقمر بن عمرو بن الحارث الهدانی ثم الوداعی الکوفی تابعی ہیں۔ یہ امام ابوحنیفہ کے استاذ ہیں اور ثقہ ہیں۔ دیکھئے (تاریخ دمشق ج ۱۴ص ۱۲۶۲ ابن عساکر)

شرح حدیث:

اس حدیث کو علی بن الاقمر نے بغیر صحابی کے واسطہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ جبکہ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نہیں پایا۔ اس لئے یہ روایت اس سند سے مرسل ہے۔ اور مرسل حدیث اکثر محدثین کے نزدیک قابل عمل ہے اور احناف کے ہاں تو مرسل پر عمل کرنے میں کسی قسم کی کوئی قباحت ہی نہیں۔ مگر یہ یاد رہے کہ یہ صرف اس سند سے مرسل ہے۔ عبدالرزاق کے علاوہ بہت سے محدثین نے اس کو مرفوع بھی نقل کیا ہے جو جامع المسانید ج اول صفحہ ۵۲۰ پر اس کی سند اس طرح ہے۔ ابو حنیفه عن علی بن الاقمر عن ابو جحیفة رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم مر برجل سادل ثوبه فعطفه علیه. امام ابوحنیفہ نے علی بن الاقمر سے روایت کیا ہے وہ حضرت ابوجحیفہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو (نماز میں) اپنے کپڑے کو لٹکائے ہوئے تھا آپ نے وہ کپڑا اس پر ڈال دیا۔ جامع المسانید کے علاوہ کشف الاستار حدیث نمبر ۵۹۵ طبرانی کبیر جلد ۲۲ ص ۱۲۳ حدیث ۳۵۳۔ الکامل ابن عدی جلد ۲ ص ۷۸۹ بیہقی سنن الکبریٰ ج ۲ ص ۲۴۳ میں یہ روایت مرفوع نقل کی گئی ہے۔

البتہ طبرانی کی سند میں ایک راوی ابی مالک النخعی ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی نے اس کو متروک کہا ہے۔ بہر حال اس حدیث کے شواہد بے شمار ہیں لہٰذا عمل کے قابل ہے یہ روایت محدثین نے دونوں طرح نقل کی ہے مرسل بھی اور مرفوع بھی۔ اس حدیث کی تائید ایک قولی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں سدل سے منع فرمایا ہے۔ (دیکھئے ابوداؤد ج ۱ ص ۹۴ ترمذی ص ۸۱ مستدرک حاکم ا ج ص ۲۵۳) فقہ حنفی میں

اس مسئلہ کے متعلق لکھا ہے۔

نماز میں سدل (یعنی سر پر کپڑا لٹکانا بغیر لپیٹنے کے) مکروہ ہے۔ ہدایہ ص ۹۱ ج ۱۔ شرح نقایہ ج ۱ ص ۹۴، کبیری ص ۳۴۷۔ آج کل بھی عموماً مساجد میں بعض لوگوں کو لاعلمی سے اس طرح کرتے دیکھا گیا ہے۔ علما کو چاہیے کہ اس فعل (سدل) سے منع کریں۔

(۲)...... باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق کیسے دی

متن حدیث:

عبدالرزاق عن ابی حنیفة عن الهیثم أو أبی الهیثم شک أبوبکر - ان النبی صلی الله علیه وسلم طلق سودة تطلیقة له فی طریقه فلما مر سألته الرجعة وأن تهب قسمها منه لأي أزواجه شاء رجاء أن تبعث یوم القیامة زوجه فراجعها وقبل ذلك

ترجمہ حدیث:

عبدالرزاق امام ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہیں وہ ہیثم یا ابوالہیثم سے شک کیا ابوبکر نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہؓ کو ایک طلاق دی وہ آپ کے لئے آپ کے راستے میں بیٹھ گئی جب آپ گزرے تو انہوں نے آپؐ سے رجوع کا مطالبہ کیا اور یہ کہ اپنی باری آپ جس زوجہ کو چاہیں بخش دیں اس اُمید پر کہ قیامت کے دن وہ آپ کی زوجہ اٹھائی جائے تو آپ نے رجوع فرمایا اور اس کو قبول کرلیا۔

(مصنف عبدالرزاق ج: ۲، ص: ۲۳۹ رقم ۱۰۶۵۷ باب کیف کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یطلق)

تخریج حدیث:

(۱) طبرانی المعجم الکبیر جلد نمبر ۲۴ ص ۳۳ رقم ۸۷ (۲) بیہقی السنن الکبریٰ جلد: ۷، ص: ۳۷۵، ہیثمی مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۲۴۶

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے پہلے راوی امام عبدالرزاق ہیں ان کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ دوسرے راوی۔ امام ابوحنیفہ ہیں ان کا ذکر بھی پہلے گزر چکا ہے۔ تیسرے راوی، ھیثم بن حبیب ہیں جو امام ابوحنیفہ کے استاذ ہیں۔ یہ طبقہ سادسہ میں شمار کیے جاتے ہیں۔ اسحاق بن منصور نے یحیٰی بن معین سے روایت کیا ہے کہ ہیثم بن حبیب ثقہ ہیں۔ ابوزرعہ۔ ابوحاتم دونوں نے کہا کہ وہ حدیث میں ثقہ وصدوق ہیں۔ (تہذیب الکمال مزی ج ۱۰ ص ۴۹۱)

حکم حدیث:

یہ روایت معضل ہے۔

شرح حدیث:

اس اسناد کے اعتبار سے تو یہ روایت معضل ہے۔ معضل ایسی سند کو کہا جاتا ہے جس کے دو راوی مسلسل ساقط ہوں۔ (تیسیر مصطلح الحدیث اردو، ص ۸۲) لہٰذا اس سند میں بھی ہیثم بن ابی ھیثم نے اپنے استاذ کا ذکر نہیں کیا اور نہ اس سے اوپر کے کسی صحابی کا ذکر کیا ہے۔ خود ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ نقل کر رہے ہیں۔ جبکہ یہ اس زمانہ میں نہیں تھے۔ لہٰذا یہ روایت اس سند سے معضل ہوئی مگر دوسری اسناد سے مرفوع ومسند ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

دوسری سند **ابو حنیفه عن حماد عن ابراهیم عن الاسود عن عائشة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لسودة حین طلقها اعتدی۔**

(مسند امام اعظم باب ثبوت الطلاق فی الحیض)

امام ابوحنیفہ حماد سے وہ ابراہیم نخعی سے وہ اسود سے وہ حضرت عائشہؓ سے حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہؓ کو جب طلاق دی تو ان سے فرمایا۔ اعتدی۔ تم اپنی عدت گزارو۔

مسند امام اعظم کے علاوہ یہ روایت جامع المسانید مترجم جلد دوم ص ۵۸۹ سنن الکبریٰ بیہقی ج ۷ ص ۳۴۳۔ ابوداؤد میں بھی یہ روایت مرفوع آتی ہے۔ ابوداؤد مترجم جلد دوم ص ۱۵۳)

اس میں طلاق کا ذکر نہیں ہے۔

حضرت عائشہؓ کے علاوہ یہ حدیث حضرت جابر بن عبداللہؓ سے بھی مرفوع مروی ہے۔ اس کی سند اس طرح ہے۔

ابو حنیفة عن ابی الزبیر عن جابر رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لسودة حین طلقها اعتدی. (سنن الکبریٰ بیہقی ج ۷ ص ۳۴۳)

امام ابوحنیفہ ابی زبیر سے وہ حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ کو جب طلاق دی تو فرمایا اعتدی تم اپنی عدت گزار لو۔

یہ دونوں روایات مرفوع ہیں باقی حضرت سودہؓ کا یہ واقعہ مختلف الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ حدیث کی مشہور کتابوں میں موجود ہے دیکھئے۔ (۱) کتاب الاثار امام محمد حدیث نمبر ۵۱۳ (۲) کتاب الاثار امام ابو یوسف حدیث نمبر ۶۳۵ (۳) عقود الجواهر المنیفہ ج ۱ ص ۱۷۲ (۴) نصب الرایہ ج ۳ ص ۲۱۷ (۵) سنن سعید بن منصور باب من قال لامرأته اعتدی حدیث نمبر ۱۲۳۴، ۱۲۳۸ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۵ ص ۳۰،۲۹ بخاری حدیث نمبر ۱۹۲۰ وغیرہ۔

ہم نے تحقیق کر کے بتا دیا ہے کہ یہ روایت قابل عمل ہے اور مصنف عبدالرزاق کی روایت میں جو سقم تھا وہ دیگر شواہد کی وجہ سے دور ہو جاتا ہے اور امام ابوحنیفہ کے علاوہ بھی حضرت سودہؓ کا یہ واقعہ بہت سے محدثین نے روایت کیا ہے۔ جس کی وجہ سے امام ابوحنیفہ کی روایت کو تقویت ہو جاتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اعتدی کہنے سے ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے۔ لہٰذا اس میں رجوع کیا جا سکتا ہے۔

(۳)......حاملہ کی عدت وضع حمل ہے

متن حدیث:

عبد الرزاق عن أبی حنیفة عن حماد عن ابراهیم قال إذا توفي الرجل وامرأته حامل فأجلها أن تضع حملها وذكر أن سبیعة ولدت بعد وفاة زوجها بعشرین أو قال لسبع عشرة لیلة فأمرها النبی صلی الله علیه وسلم

أن تنكح.

ترجمہ حدیث:

عبدالرزاق امام ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہیں، وہ حماد سے، وہ ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا جب کوئی شخص فوت ہو جائے اور اس کی بیوی حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ حضرت سبیعہؓ کے ہاں ان کے شوہر کی وفات پا جانے کے بیس یا سترہ دن بعد بچے کی ولادت ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نکاح کرنے کا حکم دیا۔

(مصنف عبدالرزاق، ج: ٦، ص: ٤٧٦ باب المطلقة يموت عنها زوجها وهي في عدتها او تموت في العدة حديث نمبر ١١٧٢١)

تخریج حدیث:

عبدالرزاق کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اس حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(١) بخاري الصحيح كتاب الطلاق باب واولات الاحمال اجلهن أن يضعن حملهن حديث نمبر ٥٠١٤

(٢) نسائي السنن الكبرىٰ ج: ٣، ٢٨٥. ٢٨٦ حديث نمبر ٥٦٩٩. ٥٧٠٣

(٣) ابن ماجه السنن كتاب الطلاق باب الحامل المتوفى عنها زوجها اذا وضعت حلت للازواج حديث نمبر ٢٠٢٧-٢٠٢٩

(٤) مسند امام اعظم مترجم ص ٢٦٥ میں یہ روایت حضرت ابراہیم نخعی اپنے استاد اسود سے روایت کرتے ہیں

(٥) جامع المسانید کتاب النکاح میں یہ روایت اسود کے واسطہ سے نقل کی گئی ہے اور کتاب الطلاق میں بغیر اسود کے واسطہ کے

(٦) ابن حبان حدیث نمبر ۴۲۹۴

(٧) احمد ج: ٦، ص: ۴۳۲

(٨) مسلم حدیث نمبر ۱۴۸۴ کتاب الطلاق

(۹) ابوداؤد حدیث نمبر ۲۳۰۶ کتاب الطلاق باب فی عدۃ الحامل

حکم حدیث:

یہ روایت معضل ہے۔

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی عبدالرزاق ہیں ان کا تعارف پہلے گزر چکا ہے۔ دوسرے راوی۔ امام ابوحنیفہ ہیں ان کا تعارف بھی گزر چکا ہے۔ تیسرے راوی حماد بن سلیمان ہیں۔

آپ کا نام حماد ہے۔ والد کا نام مسلم اپنے نام سے زیادہ اپنی کنیت ابوسلیمان سے مشہور ہیں۔ سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ حماد بن مسلم بن یزید بن عمرو۔ آپ کے آباؤ اجداد اصفہان کے شمالی علاقے برخوار کے رہنے والے تھے۔ (طبقات المحد ثین باصبہان ج ۱ ص ۳۳۷، تاریخ اصفہان ج ۱ ص ۲۸۹) آپ تابعی ہیں آپ کے اساتذہ میں خادم رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس بن مالک کے علاوہ بڑے بڑے جلیل القدر تابعین ہیں جن سے آپ نے فیض پایا۔ مثلاً (۱) حضرت خواجہ حسن بصری (۲) حضرت زید بن وہب جہنی (۳) سعید بن جبیر (۴) حضرت سعید بن میسب (۵) حضرت ابووائل شقیق بن سلمہ (۶) حضرت عامر بن شراجیل شعبی (۷) عبداللہ بن بریدہ (۸) عبدالرحمن بن سعد مولی آل عمر (۹) عکرمہ مولی ابن عباس (۱۰) حضرت ابراہیم نخعی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ دیکھئے۔ (تہذیب الکمال علامہ مزی۔ ج ۷ ص ۲۷۰) (تہذیب الاسماء واللغات ج ۱ ص ۱۰۴ للامام النوویؒ) (تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۸۹، ص ۹۶)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ جو آپ کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں ان سے جب یہ سوال ہوا کہ جن فقہا کو آپ نے دیکھا ہے ان میں سب سے زیادہ بڑے فقیہ کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا۔ مارأیت افقہ من حماد۔ حضرت حمادؒ سے بڑا کوئی فقیہ میں نے نہیں دیکھا (مناقب ابی حنیفہ امام موفق ص ۴۸) اسحق بن منصور یحییٰ بن معین سے نقل کرتے ہیں کہ ان سے سوال ہوا کہ مغیرہ بن مقسم اور حماد میں سے کون اثبت ہیں؟ ابن معین نے فرمایا: حماد، نیز فرمایا کہ حماد ثقہ ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۷ ص ۲۷۶)

چوتھے راوی امام ابراہیم نخعی ہیں۔ حضرت ابراہیم بن یزید نخعی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۵ مشہور تابعی ہیں۔ آپ نے حضرت عائشہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہا کی زیارت کی ہے۔ بچپن میں آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی وفات کے بعد فرمایا کہ ابراہیم نے اپنے سے بڑا عالم اور فقیہ کوئی نہیں چھوڑا۔ لوگوں نے کہا کہ حسن بصری اور ابن سیرین بھی نہیں؟ تو امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نہ صرف حسن بصری اور ابن سیرین بلکہ اہل بصرہ، کوفہ، حجاز اور شام میں بھی کوئی نہیں۔ (تہذیب الاسماء واللغات ج ا ص ۱۰۴ امام نووی)

امام بخاری نے تاریخ الکبیر ج اوّل ترجمہ نمبر ۱۴۴ میں آپ کا ذکر کیا ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی نے بھی تہذیب التہذیب ج اول ص ۸ ۷ ا میں آپ کا ذکر کیا ہے۔ آپ ثقہ ہیں اور امام بخاری اور امام مسلم دونوں نے آپ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری حضرت ابراہیم نخعی کی سند سے ایک حدیث اس طرح نقل کرتے ہیں۔

حدثنا عثمان قال حدثنا جرير عن منصور عن ابراهيم عن الاسود عن عائشه قالت ما شبع آل محمد صلى الله عليه وسلم منذ قدم المدينة من طعام بر ثلاث ليال تباعا حتى قبض

(بخاری کتاب الرقاق باب كيف كان عيش النبي صلى الله عليه وسلم و اصحابه و تخليهم من الدنيا. حديث نمبر ٦٠٠٤)

امام مسلم نے بھی یہ حدیث اپنی سند سے اس طرح نقل کی ہے۔

حدثنا ذهير بن حرب واسحاق بن ابراهيم قال اسحاق قال ذهير قال جريد عن منصور عن ابراهيم عن الاسود عن عائشة رضى الله عنها قالت ماشبع ال محمد صلى الله عليه وسلم منه قدم المدينة من طعام بر ثلاث ليال تباعا حتى قبض

(مسلم مترجم جلد ۶ ص ۴۸۶ کتاب الزہد، ترجمہ: علامہ وحید الزماں مطبوعہ خالد احسان پبلشرز لاہور)

ہم نے بخاری و مسلم سے ایک ایک مثال نقل کر دی ہے۔ امام اعمش کا قول ہے کان النخعی صیر فی الحدیث، نخعی حدیث کے نقاد تھے۔ (تہذیب الاسماء امام نووی) علقمہ بن قیس تابعی کبیر آپ کے سگے نانا تھے اور اسود و عبدالرحمٰن یہ دونوں آپ کے رشتے میں ماموں لگتے ہیں آپ کی والدہ کے تایازاد بھائی ہیں۔ یہ بھی تابعی ہیں۔ اس طرح آپ کے خاندان میں چار شخص تابعی ہوئے۔

(۱) علقمہ بن قیسؒ۔ اسودؒ۔ عبدالرحمٰنؒ۔ ابراہیم نخعی

آپ امام ابوحنیفہ کے دادا استاذ بھی ہیں اور استاذ بھی۔

یہاں تک سند کی بحث مکمل ہوئی۔ امام عبدالرزاق نے جو روایت امام ابوحنیفہ سے نقل کی ہے۔ دوسرے محدثین نے بھی کچھ فرق کے ساتھ یہ روایت اپنی کتب میں نقل کی ہے۔ الفاظ کے فرق کے علاوہ یہ حدیث مفہوماً اتنی مشہور ہے کہ ہر شخص اس مسئلہ کو جانتا ہے فقہ کی تقریباً تمام کتب میں یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے۔

امام محمد بن حسن شیبانی نے بھی اس کو امام ابوحنیفہ کی سند سے نقل کیا ہے۔

(کتاب الاثار مترجم ۳۵۶ حدیث نمبر ۴۹۰ باب عدۃ المطلقۃ الحامل)

امام ابو یوسف بھی اس کو امام ابوحنیفہ کی سند سے روایت کرتے ہیں۔

(کتاب الاثار باب العدۃ حدیث نمبر ۶۵۵)

امام ابن ابی شیبہ نے بھی ابراہیم نخعی کی یہ روایت دوسری سند سے نقل کی ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۵ ص ۲۷۷، ۲۷۸)

شواہد:

ابراہیم نخعی کی ایک اور روایت بھی آتی ہے جس میں حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔ اس کی سند اس طرح ہے۔

محمد قال اخبرنا ابو حنيفة عن حماد عن ابراهيم عن عبد الله مسعود رضي الله عنه أنه قال: نسخت سورة النسأ القصرى كل عدة في القرآن واولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن (پارہ نمبر ۲۸ سورۃ الطلاق آیت نمبر ۴)

امام محمد فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی امام ابوحنیفہ نے وہ حماد سے وہ ابراہیم نخعی سے وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا چھوٹی سورۃ نساء نے قرآن کریم کی تمام عدتوں کو منسوخ کر دیا۔ فرمایا:

واولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن

ترجمہ..... حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے۔

امام محمد فرماتے ہیں ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اگر عورت کو طلاق دی گئی یا اس کے شوہر کا انتقال ہوا۔ اور اس کے بعد ایک دن یا اس سے کم یا زیادہ میں اس کا بچہ پیدا ہوگیا تو اس کی عدت پوری ہوگئی اور وہ اسی وقت مردوں کیلئے حلال ہوگئی۔ چاہے نفاس میں کیوں نہ ہو یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔ (کتاب الآثار مترجم ص ۳۵۶)

یہ روایت مسند بزار حدیث نمبر ۱۵۳۵، نسائی حدیث نمبر ۳۵۲۲، سنن الکبریٰ بیہقی جلد نمبر ۷ ص ۴۳۰ عبدالرزاق حدیث نمبر ۶۱۵!! ۔ بخاری حدیث نمبر ۴۹۱۰، ابوداؤد حدیث نمبر ۲۳۰۷ میں بھی موجود ہے۔

اور سنن ابن ماجہ میں تو ابراہیم نخعی سے ہی یہ روایت مروی ہے۔

ملاحظہ فرمائیں:

حدثنا ابو بكر بن ابی شيبة ثنا ابو الاحوص عن منصور عن ابراهيم (نخعی) عن الاسود عن ابی السنابل قال وضعت سبيعة الاسلمية بنت الحارث حملها بعد وفاة زوجها ببضع وعشرين ليلة فلما تعلت من نفاسها تشوفت فعيب ذلك عليها وذكرها للنبی صلی الله عليه وسلم فقال ان تفعل فقد مضى اجلها

(سنن ابن ماجہ مترجم ج اول ص ۵۶۴ ابواب الطلاق۔ باب الحامل المتوفی عنھا زوجھا اذا وضعت حلت للازواج)

ترجمہ: حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہ ابوالاحوص سے وہ منصور سے وہ ابراہیم نخعی سے وہ اسود سے وہ ابی السنابل سے ابوالسنابل کہتے ہیں کہ سبیعۃ الاسلمیہ بنت الحارث کے خاوند کی

وفات کے بیس روز بعد وضع حمل ہوگیا جب نفاس سے پاک ہوئیں تو انہوں نے عمدہ کپڑے پہننے شروع کر دیئے لوگوں نے ان پر نکتہ چینی شروع کی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی عدت پوری ہو چکی ہے۔ یہ دونوں روایتیں مصنف عبدالرزاق والی روایت کی تائید کرتی ہیں۔

(۴)......حج کی فضیلت کا بیان

متن حدیث:

عبدالرزاق عن أبی حنیفة عن قیس بن أبی بکر بن أبي موسی عن أبیه قال بینا أنا قاعد عن بن عباس إذ أتاه رجل فقال إني أصبت طیبا وأنا محرم فقال بن عباس فإني أحکم علیك أنا وأبوبکر شاة ثم أتاه آخر فقال إني قضیت نسکي إلا الطواف فقال طف بالبیت ثم ارجع إلي قال فرجع إلیه فقال قد طفت فقال بن عباس انطلق فاستأنف بالعمل

ترجمہ حدیث:

عبدالرزاق امام ابوحنیفہ سے وہ قیس بن ابی بکر بن ابی موسیٰ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ اس دوران کہ میں حضرت ابن عباسؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا اس نے کہا میں احرام کی حالت میں خوشبو لگا چکا ہوں فرمایا ابن عباسؓ نے کہ میں اور ابوبکر تجھ پر ایک بکری کا حکم دیتے ہیں پھر ایک اور آدمی آیا اس نے کہا کہ میں نے طواف کے علاوہ سب اعمال پورے کر لئے ہیں فرمایا بیت اللہ کا طواف کر کے پھر میرے پاس آ۔ میں ان کے پاس واپس آ گیا تو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جا اور نئے سرے سے کام کر۔ (مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۸۸۲۱ باب فضل الحج)

تخریج حدیث:

(۱) کتاب الآثار امام ابو یوسف ج ۱ ص ۱۰۹ حدیث نمبر ۵۰۸

حکم حدیث:

یہ حدیث ضعیف ہے۔

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی عبدالرزاق ہیں ان کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔اس حدیث کے دوسرے راوی امام ابوحنیفہ ہیں ان کا تذکرہ بھی گزر چکا ہے اس حدیث کے تیسرے راوی قیس بن ابی بکر بن موسیٰ ہیں۔ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

اس حدیث کے چوتھے راوی قیس کے والد ابی بکر ہیں ان کے حالات بھی ہمیں نہیں ملے۔اس سند میں دوراوی مجہول ہیں جس کی وجہ سے یہ روایت اس سند سے ضعیف ہے۔مگر اس روایت میں جومسائل بیان ہوئے ہیں۔وہ بالکل درست ہیں اور دوسری احادیث میں ان کا ذکر موجود ہے۔اس حدیث میں دومسئلے بیان ہوئے ہیں۔

مسئلہ نمبر 1......محرم اگر خوشبو لگائے تو اس پر دَم ہے۔کیوں کہ حالت احرام میں خوشبو لگانا منع ہے۔

مسئلہ نمبر 2......حج کرنے سے پہلے کے سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

مسئلہ نمبر 1 کی دلیل حدیث میں آتا ہے۔

عن جابر قال اذا شم المحرم ريحانا اومس طيبا اهرق لذلك وما

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۳۰۸)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب محرم خوشبو سونگھے یا خوشبو ملے تو اس کی وجہ سے دَم ہے۔

دوسری دلیل:

عن عطاء قال اذا وضع المحرم على شي ء منه وهنا فيه طيب فعليه الكفارة (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۹۶ جلد ۳ ص ۳۰۸)

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب محرم کسی تیل پر ہاتھ رکھے جس میں خوشبو ہو تو اس پر

کفارہ لازم ہے۔

ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوا کہ اگر محرم خوشبو لگائے تو اس پر دَم لازم ہوگا۔ محرم کے لئے خوشبو لگانے کی ممانعت اس حدیث میں ہے۔

صفوان بن یعلی سے روایت ہے کہ یعلی بن اُمیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے کا کوئی موقعہ دکھایئے۔ تو ایک بار یہ اتفاق ہوا کہ آنحضرت جعرانہ میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چند صحابہ بھی تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا۔ (عطاء بن امیہ یہ راوی حدیث یعلی بن امیہ کا بھائی تھا۔) اس نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے متعلق کیا ارشاد ہے جو عمرے کا احرام باندھے اور وہ کپڑا خوشبودار ہو۔ یہ سن کر آپ ایک گھڑی تک خاموش رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی شروع ہو گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یعلی رضی اللہ عنہ کو اشارہ کیا وہ آئے۔ دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک کپڑا سب طرف سے گھیر دیا گیا ہے۔ یعلی رضی اللہ عنہ نے اپنا سر اس کے اندر ڈالا کیا دیکھتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک سرخ ہو رہا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خراٹے لے رہے ہیں پھر یہ حالت جاتی رہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص کہاں گیا؟ جو عمرے کے متعلق مسئلہ دریافت کرتا تھا۔ لوگ بلا لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو خوشبو تجھے لگی ہو اسے تین بار دھو ڈال اور کرتہ یا چغہ اتار ڈال اور جن باتوں سے حج میں پرہیز کرتا ہے عمرے میں بھی کر۔ ابن جریج (جو اس حدیث کے راوی ہیں۔) کہتے ہیں میں نے عطا سے پوچھا۔ (عطاء تابعی ہیں اور ابن جریج کے استاذ ہیں) آنحضرت نے جو اسے تین بار دھونے کا حکم دیا کیا اس کا مقصد خوب صاف کرنا تھا؟ انہوں نے جواب دیا ہاں۔ (بخاری مترجم جلد ۲ ص ۷۰۰، ۷۰۱ کتاب المناسک باب غسل الخلوق ثلث مرات من الثیاب)

اس حدیث سے اور اوپر والی دونوں روایات سے امام ابوحنیفہؒ کی تائید ہوتی ہے کہ احرام کی حالت میں خوشبو نہیں لگانی چاہیے اگر کسی نے لگائی تو دَم (یعنی ایک بکری) دینا پڑے گا۔

دوسرا مسئلہ:

امام ابوحنیفہؒ کی روایت کردہ حدیث میں دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ حج کرنے سے سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں کیونکہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے سائل سے فرمایا۔ **اطلق فاستأنف بالعمل۔** کہ جا اور نئے سرے سے عمل کر۔ کیونکہ پہلے جو کچھ تو نے گناہ وغیرہ کئے تھے وہ حج کرنے سے معاف ہوچکے ہیں اب نئے سرے سے عمل کرو۔ اور بیت اللہ کا طواف کرنا حج میں فرض ہے۔ جسے طواف زیارت کہتے ہیں اس شخص نے ابھی نہیں کیا تھا۔ اس لئے پہلے آپ نے اسے حج کے ارکان مکمل کرنے کا فرمایا پھر بعد میں اس کو خوشخبری بھی دے دی۔

حج کرنے سے گناہوں سے پاک ہونا بہت سی احادیث میں آیا ہے۔ بخاری و مسلم میں حدیث آئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے حج کیا اور جماع اور اس کے تذکرہ اور گناہوں سے محفوظ رہا تو وہ گناہوں سے پاک ہوکر ایسا لوٹتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن گناہوں سے پاک تھا۔

(بخاری ج۱ص۲۰۶، مسلم ج۱ص۴۳۶)

اس روایت سے بھی امام ابوحنیفہؒ کی روایت کردہ حدیث کی تائید ہوتی ہے۔ رہا یہ کہ عبدالرزاق کی روایت کردہ سند میں سقم ہے تو وہ سند کا نقص ہے سند کے ضعیف ہونے سے متن پر کوئی اثر نہیں پڑتا جب کہ وہ متن کسی اور سند سے ثابت ہو۔ اور ان دونوں مسئلوں کی تو کئی روایات تائید کرتی ہیں۔ لہٰذا امام صاحب نے جو بات بیان کی ہے وہ درست ہے۔

(۵)......مشرک کے بارے میں جو ایک دین سے دوسرے دین کی طرف جائے کیا اسے چھوڑ دیا جائے

متن حدیث:

اخبرنا عبد الرزاق قال سمعت أبا حنيفة قال رفع إلى يهودي أو نصراني تزندق قال دعوه تحول من كفر إلى كفر قال عبد الرزاق فقلت له عمن

هذا فقال عن سماك بن حرب عن قابوس بن المخارق أن محمد بن أبي بكر كتب فيه إلى علي فكتب إليه بهذا.

ترجمہ حدیث:

خبر دی ہمیں عبدالرزاق نے کہا میں نے امام ابوحنیفہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ حضرت علیؓ کے پاس ایک یہودی یا ایک عیسائی کو لایا گیا جو بے دین ہو گیا تھا آپ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو یہ ایک کفر سے دوسرے کفر کی طرف چلا گیا ہے۔ عبدالرزاق کہتے ہیں میں نے ان سے (یعنی ابوحنیفہؒ سے) کہا کہ کن (راویوں) سے ہے یہ بات کہا سماک بن حرب سے وہ قابوس بن مخارق سے قابوس بن مخارق روایت کرتے ہیں کہ محمد بن ابی بکر نے اس کے بارے میں حضرت علیؓ کو لکھا تو حضرت علیؓ نے یہ بات لکھ کر بھیجی۔

(مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۱۹۲۲۹، باب المشرك يتحول من دين إلى دين محل يترك)

حکم حدیث:

یہ روایت موقوف ہے۔

تحقیق حدیث:

اس روایت کے پہلے راوی عبدالرزاق ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ دوسرے راوی امام ابوحنیفہؒ ہیں ان کا ذکر بھی پہلے گزر چکا ہے۔

تیسرے راوی سماک بن حرب ہیں۔ ان کے متعلق امام مزی فرماتے ہیں۔ سماک بن حرب بن اوس بن خالد ابوالمغیرہ کوفی انہوں نے مغیرہ بن شعبہؓ کو دیکھا ہے۔ المتوفی ۱۲۳ھ سنن اربعہ، مسلم اور تاریخ کبیر امام بخاری کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ انس بن مالک، ثعلبہ بن حکم لیثی، جابر بن سمرہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود۔ نعمان بن بشیر و غیرھم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۴ ص ۴۳۳)

چوتھے راوی قابوس بن مخارق ہیں ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔ قابوس بن مخارق

تابعی ہیں اور وہ محمد بن ابی بکر سے اس کو نقل کرتے ہیں یہ مرفوع روایت نہیں ہے محمد بن ابی بکر کی بات ہے جسے وہ حضرت علی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

مصنف عبدالرزاق کے علاوہ یہ روایت اور کسی کتاب میں ہمیں نہیں ملی۔اس روایت میں ایسے یہودی یا نصرانی کا ذکر ہے جو ذمی ہوگا اگر ذمی اپنا دین تبدیل کر کے اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کو قبول کرے تو اس کا حکم یہ ہے جو اس روایت میں بیان ہوا۔اس لئے حضرت علی نے جو فیصلہ کیا وہ درست ہے کیونکہ اگر کوئی مسلمان مرتد ہو جائے اور دین اسلام کو چھوڑ کر کوئی دوسرا دین اختیار کرے گے تو اسکی سزا موت ہے۔

(۶)......غیر شادی شدہ کے زنا کی سزا

متن حدیث:

عبدالرزاق عن أبي حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال قال عبدالله بن مسعود في البكر يزني بالبكر يجلدان مئة وينفيان سنة قال إبراهيم لاينفيان إلى قرية واحدة ينفى كل واحد منهما إلى قرية وقال علي حسبهما من الفتنة أن ينفيا.

ترجمہ حدیث:

عبدالرزاق امام ابوحنیفہ سے وہ حماد سے وہ ابراہیم سے نقل کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ فرمایا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کنوارے مرد کے بارے میں جو کنواری عورت سے زنا کرے کہ دونوں کو سو سو کوڑے لگائے جائیں اور ایک سال جلاوطن کئے جائیں کہا ابراہیم نے کہ ان کی جلاوطنی ایک بستی کی طرف نہ ہو ہر ایک کو الگ بستی کی طرف جلاوطن کیا جائے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ ان کے فتنے کیلئے کافی ہے کہ ان کو جلاوطن کردیا جائے۔(مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۱۳۳۱۳ باب البکر)

تخریج حدیث:

کتاب الاثار امام محمد ص ۱۳۴ حدیث نمبر ۶۱۱، بیہقی جلد ۸ ص ۲۲۳

نصب الرایہ الزیلعی ج ۳ ص ۳۳۰۔۳۳۱۔طبرانی کبیر ج ۹ ص ۳۳۹
جامع المسانید ج ۲ ص ۱۹۸۔صحیح مسلم باب حد الزنی کتاب الحدود

حکم حدیث:

یہ روایت موقوف ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی امام عبدالرزاق ہیں۔ان کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔دوسرے راوی امام ابوحنیفہ ہیں ان کا ذکر بھی پہلے گزر چکا ہے تیسرے راوی ابراھیم نخعی ہیں ان کا ذکر بھی پہلے گزر چکا ہے۔

اس روایت کو ابراھیم نخعی بغیر اپنے استاذ کے واسطے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت علیؓ سے روایت کر رہے ہیں اور ابراہیم نخعی کی تابعی ہونے کے باوجود ان کی ملاقات ان دونوں صحابہؓ سے نہیں ہے۔لہٰذا یہ روایت اس سند سے منقطع ہے۔اور یہ روایت صحابی تک جاتی ہے۔رسول اللہ تک نہیں جاتی۔اس وجہ سے موقوف ہے یا اس کو اثر صحابی بھی کہہ سکتے ہیں۔

شرح حدیث:

اسلام میں زنا کی سزا عام طور پر دو قسم کی ہے اور یہ حدود میں شامل ہے۔اگر شادی شدہ مرد یا عورت زنا کرے تو اسکی سزا (یعنی حد) رجم کرنا ہے اور اگر غیر شادی شدہ زنا کرے تو اس کی سزا (یعنی حد) سو کوڑے ہے مگر اس روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے دو سزاؤں کا ذکر ہے سو کوڑے مارنے کا اور شہر بدر کرنے کا۔

جب کہ اسی روایت میں حضرت علیؓ شہر بدر کرنے کو فتنہ فرمار ہے ہیں۔یہاں پر اصل بات یہ ہے کہ اس مسئلہ کے متعلق روایات مختلف ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس طرح کی روایت مروی ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ

سے سیکھ لو۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی بدکاری کا حکم بیان کردیا ہے۔ جب کنواری عورت اور کنوارا مرد زنا کریں تو ان کو سو کوڑے مارو اور ایک سال کے لئے شہر بدر کرو اور جب شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت زنا کریں تو ان کو سو کوڑے مارو اور سنگسار کرو۔

(مسلم شریف کتاب الحدود باب حد الزانی حدیث نمبر ۴۳۰۱)

یہ روایت مرفوع ہے اور امام ابوحنیفہؒ کی روایت جو عبدالرزاق نے اپنی سند سے نقل کی ہے اس کی تائید کرتی ہے۔ مگر امام ابوحنیفہ کا عمل ان روایات پر ہے جو قرآن کے زیادہ قریب ہیں اور دوسری روایات جن میں شہر بدر کرنے کا ذکر ہے ان کے متعلق فقہا، احناف فرماتے ہیں کہ یہ فعل بطور تعزیر کے ہے۔

قرآن میں زانی کی سزا کے متعلق ارشاد ہے۔

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ

(پارہ نمبر ۱۸ سورۃ النور آیت نمبر ۲)

زنا کار عورت اور زنا کار مرد سوان میں سے ہر ایک کے سو سو کوڑے مارو۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں صرف سو سو کوڑے مارنے کا ذکر کیا ہے۔ شہر بدر کرنے کا نہیں۔

بعض احادیث میں بھی صرف سو سو کوڑوں کا ذکر آتا ہے۔

(۱) امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے آ کر یہ اقرار کیا کہ اس نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا ہے جس کا اس نے نام بھی لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کے پاس کسی شخص کو بھیج کر اس سے اس کے متعلق پوچھا اس عورت نے زنا کرنے سے انکار کیا تو آپ نے اس شخص کو کوڑے مارے اور عورت کو چھوڑ دیا۔

(سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۵۷)

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر بن اُمیہ بن خلف کو شراب کی سزا میں خیبر کی طرف شہر بدر کیا گیا وہ ہرقل کے پاس جا کر نصرانی ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب میں کبھی کسی مسلمان کو شہر بدر نہیں کروں گا۔

(۳) ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کو فتنہ میں مبتلا کرنے کے لئے یہ کافی ہے کہ ان کو شہر بدر کر دیا جائے۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۳۱۴)

(۴) امام محمد روایت کرتے ہیں۔ ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ فتنہ میں مبتلا کرنے کے لئے شہر بدر کرنا کافی ہے۔ امام محمد نے امام ابوحنیفہ سے کہا ابراہیم کے اس قول کا کیا مطلب ہے کہ فتنہ میں مبتلا کرنے کیلئے شہر بدر کرنا کافی ہے؟ کیا شہر بدر نہ کیا جائے؟ فرمایا ہاں، امام محمد کہتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے اور یہی ہمارا قول ہے ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول پر عمل کرتے ہیں۔ (کتاب الاثار امام محمد ص ۱۳۴)

ان احادیث وآثار سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت عمر اور حضرت علی کی آخری رائے یہی تھی کہ غیر شادی شدہ زانی اور زانیہ کی حد صرف سو کوڑے مارنا ہے اور ان کو شہر بدر کرنا حد کا جز اور حصہ نہیں ہے۔ البتہ اس کے ساتھ حنفی فقہا یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر امام یا حاکم شہر بدر کرنا مصلحت سمجھتا ہے تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔

(ہدایہ ج ۳ ص ۵۱۲ کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ج ۵ ص ۶۳، ۶۴)

بعض دفعہ زنا کے عادی کوڑے لگنے سے بھی باز نہیں آتے ایسے میں اگر قاضی بہتر سمجھے تو شہر بدر کر سکتا ہے اور یہ زنا کی حد میں شامل نہیں یہ بطور تعزیر کے ہوگا۔

عبدالرزاق نے جو روایت امام ابوحنیفہ کی سند سے نقل کی ہے اس میں حضرت علی کا فرمان امام صاحب کے مذہب کے مطابق ہے اور روایت میں بیان کردہ مسائل احادیث کی بہت سی کتب میں موجود ہیں۔ لہٰذا موقوف ہونے سے متن پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مرفوع اور موقوف دونوں قسم کی روایات میں یہ مضمون بیان ہوا ہے۔ رہا عبداللہ بن مسعود کا قول اس کا تعلق تعزیر سے ہے اگر قاضی ضرورت محسوس کرے تو اس پر بھی کسی وقت عمل کیا جا سکتا ہے۔

(۷)......عزل کا بیان

متن حدیث:

عبدالرزاق عن أبي حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن علقمة قال سئل

عبدالله بن مسعود عن العزل فقال لو أخذ الله ميثاق نسمة من صلب آدم ثم أفرغه علی صفا لأخرجه من ذلك الصفا فاعزل وإن شئت فلا تعزل

ترجمہ حدیث:

عبدالرزاق امام ابوحنیفہ سے وہ حماد سے وہ ابراہیم سے وہ علقمہ سے نقل کرتے ہیں علقمہ نے کہا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے عزل کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر اللہ نے صلب آدم سے کسی نسمہ سے میثاق لے رکھا ہو پھر وہ اسے کسی سفید پتھر پر ڈال دے تو اسے اس سفید پتھر سے نکالے گا تو عزل کر اور اگر چاہے تو عزل نہ کر۔

(مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۱۲۵٦۸ باب العزل)

تخریج حدیث:

(۱) طبرانی کبیر جلد ۹ ص ۳۳۵ حدیث نمبر ۹٦٦۴
(۲) مجمع الزوائد ج ۴ ص ۲۹۷ وجلد نمبر ۳ ص ۲۲۴
(۳) کتاب الآثار امام ابویوسف ص ۱۵۴ باب فی العزل
(۴) کتاب الآثار امام محمد ص ۱۵
(۵) جامع المسانید ج ۲ ص ۱۷۰۔۱۷۱ حدیث نمبر ۱۲٦۰
(٦) سنن سعید بن منصور جلد ۲ ص ۹۸ حدیث نمبر ۲۲۲۱
(۷) مسند حارثی ج ۲ ص ۵۹٦
(۸) مسند خروج ج ۱ ص ۳۰۹
(۹) بخاری غزوة المریسیع
(۱۰) مسلم ج ۲ ص ۱۰٦۱ باب حکم العزل
(۱۱) مسند ابویعلی موصلی ج ۲ ص ۳۱٦
(۱۲) مسند الشامیین ج ۱ ص ۴۹
(۱۳) صحیح ابن حبان ج ۹ ص ۵۰٦
(۱۴) المطالب العالیۃ ابن حجر عسقلانی ج ۸ ص ۲۰۲

(۱۵) طبرانی معجم الاوسط ج ۷ ص ۱۷

(۱۶) الاحادیث المختارہ الضیاء مقدسی ج ۵ ص ۱۹۷

حکم حدیث:

یہ روایت موقوف ہے۔

تحقیق حدیث:

اس روایت کے پہلے راوی عبدالرزاق ہیں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔ دوسرے راوی امام ابوحنیفہ ہیں ان کا ذکر بھی گزر چکا ہے۔ تیسرے راوی حماد ہیں ان کا ذکر بھی گزر چکا ہے۔ چوتھے راوی ابراہیم نخعی ہیں ان کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ پانچویں راوی علقمہ بن قیس ہیں۔ ان کا مختصر تعارف یہاں پر نقل کیا جاتا ہے۔

فقیہ عراق امام ابراہیم نخعیؒ المتوفی ۹۵ھ کا بیان ہے۔

اہل کوفہ کے علم کی انتہا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے چھ شاگردوں پر ہے اور یہ وہ شاگرد تھے جو لوگوں کو فتویٰ دیتے۔ انہیں تعلیم دیتے اور فتویٰ دینا سکھاتے۔ ان کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) علقمہ بن قیس النخعی، (۲) الاسود بن یزید النخعی، (۳) مسروق بن الاجدع المتوفی ۶۳ھ، (۴) عبیدۃ السلمانی المتوفی ۷۲ھ، (۵) الحارث بن قیس، (۶) عمرو بن شرحبیل ہمدانی (ان کا انتقال عبیداللہ بن زیاد کے زمانہ میں کوفہ میں ہوا موصوف نے فرمایا کہ سعید بن جبیر المتوفی ۹۴ھ فرماتے تھے شاگردان عبداللہ بن مسعودؓ اس اُمت کے چراغ ہیں۔

(المعرفۃ والتاریخ ج ۱ ص ۵۵۳، ۵۵۸)

ابن سعدؒ نے ابراہیم نخعیؒ سے نقل کیا ہے کہ

علقمہ ایک مرتبہ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو انہوں نے طواف کیا اور طوال مفصل پڑھیں پھر طواف کیا اور اوساط مفصل پڑھیں پھر طواف کیا اور مثانی پڑھیں پھر طواف کیا اور بقیہ سورتیں پڑھیں (یعنی قصار مفصل)۔ (طبقات الکبریٰ ج ۶ ص ۸۸)

ابن سعد نے ابراہیم نخعی سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ علقمہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے یہاں

پڑھتے تھے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی گود میں مصحف تھا اور حضرت علقمہؒ خوبصورت اور اچھی آواز میں پڑھتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے علقمہؒ سے فرمایا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھیے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابن مسعودؓ ان کی قرأت کے کس قدر فریفتہ و شیدا تھے۔ (طبقات الکبریٰ ج۶ ص۸۹)

حافظ فضل بن دکینؒ فرماتے ہیں کہ:

حضرت علقمہؒ نے ۶۲ھ میں کوفہ میں وفات پائی اور وہ کثیر الحدیث (حافظ حدیث) تھے۔
(طبقات الکبریٰ ج۶ ص۹۲)

امام نووی شافعی لکھتے ہیں: علقمہ بن قیس نخعیؒ التابعی الکبیر الجلیل الفقیہ البارع بڑی شان کے جلیل القدر تابعی فقیہی عقل و دانش میں فائق کان من الربانیین، علمائے ربانی میں سے تھے۔ اجمعوا اعلیٰ جلالتہ وعظم محلہ وفور علمہ وجمیل طریقتہ، ان کی جلالت شان، عالی قدری اور خوبی طریقہ پر اجماع ہے۔ ابراہیم النخعی کا قول ہے۔

کان علقمة یشبه بابن مسعود ...... علقمہ ابن مسعودؓ سے مشابہ تھے۔
(تہذیب الاسماء واللغات محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النواوی)

شرح حدیث:

عبدالرزاق نے امام ابوحنیفہ سے جو روایت نقل کی ہے وہ موقوف ہے یہ روایت دوسری اسناد سے مرفوع بھی ہے۔ بخاری شریف میں بھی عزل سے متعلق ایک مرفوع روایت آتی ہے جس کا مفہوم اس طرح ہے کہ حضرت ابوسعید الخدریؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے عزل کے متعلق آپ سے سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم پر کوئی حرج نہیں ہے اگر تم ایسا نہ کرو جو روح بھی قیامت تک آنے والی ہے وہ ضرور آ کر رہے گی۔''
(بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ بنی المصطلق من خزاعۃ وھی غزوۃ المریسیع)

عزل کی حقیقت یہ ہے کہ مرد عورت سے جماع کرے اور جب انزال کے قریب ہو تو اپنا آلہ تناسل باہر نکال لے اور فرج سے باہر انزال کرے۔ حنفی مسلک میں اولیٰ یہ ہے کہ عزل نہ کیا جائے۔ عزل آزاد عورت اور باندی دونوں کے ساتھ کرنا جائز ہے۔ باندی سے بغیر

اجازت عزل کرنا بھی جائز ہے۔ البتہ آزاد عورت کے متعلق تین قول ہیں۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اس کی اجازت کے ساتھ عزل کرنا جائز ہے ورنہ بغیر اجازت کے درست نہیں۔

(۸)......ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھنے کے بارے میں

متن حدیث:

عبدالرزاق عن الثوري وإبي حنيفة عن حماد عن سعيد بن جبير قال سمعته يقرأ القرآن في جوف الكعبة في ركعة وقرأفي الركعة الأخرى قل هو الله أحد

ترجمہ حدیث:

عبدالرزاق ثوری و امام ابوحنیفہ سے وہ دونوں حماد سے حضرت سعید بن جبیر کے متعلق روایت کرتے ہیں حماد کہتے ہیں میں نے ان کو سنا کہ خانہ کعبہ کے اندر ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھ رہے ہیں اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ احد کی قرأت کی۔

(مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۸۵۰ باب قرأۃ السور فی الرکعۃ)

حکم حدیث:

یہ روایت حدیث مقطوع ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی عبدالرزاق میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔ دوسرے نمبر پر دو راوی ہیں ایک امام ابوحنیفہ جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے دوسرے ثوری ہیں۔ ثوری کا ذکر ہم یہاں پر کریں گے۔ تیسرے راوی حماد ہیں ان کا ذکر بھی پہلے گزر چکا ہے۔ چوتھے سعید بن جبیر ہیں جن کا واقعہ امام صاحب نقل کر رہے ہیں یہ بھی تابعی ہیں مگر ان کا شمار بڑے تابعین میں ہوتا ہے۔

سفیان بن سعید الثوری ابوعبداللہ:

امام بخاری نے اپنی تاریخ کبیر میں ان کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ مجھے حضرت ابوالولید

نے بتایا ہے کہ ان کا انتقال ۱۶۱ ہجری میں ہوا۔ اور امام بخاری نے کہا کہ عبداللہ ابن ابی اسود کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک اور سفیان ثوری سے پوچھا تو وہ دونوں اس بات پر متفق تھے کہ وہ دونوں سلیمان بن عبدالملک کے دورِ حکومت میں پیدا ہوئے۔ امام بخاری نے کہا ہے کہ انہوں نے عمرو بن مرہ اور حبیب بن ثابت سے سماع کیا ہے۔ امام بخاری نے کہا ہے کہ عبداللہ بن مبارک کا کہنا ہے کہ میں نے سفیان ثوری سے زیادہ علم والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔

امام خوارزمی فرماتے ہیں کہ:

سفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ کے درمیان اختلافات بہت مشہور ہیں اور وہ امام اعظم ابو حنیفہ سے بہت زیادہ احادیث روایت کرتے ہیں۔ ان میں مرتدہ والی حدیث بھی ہے لیکن یہ تدلیس کیا کرتے تھے اور ایک روایت میں انہوں نے کہا ہے کہ ہمیں خبر دی ہے ثقہ نے یعنی ہمارے بعض اصحاب نے لیکن ظاہر ہو چکا ہے کہ ان کی مراد حضرت امام اعظم ابوحنیفہ تھے کیونکہ جب وہ یمن میں پہنچے تو انہوں نے مرتدہ والی حدیث بیان کی اور امام ابوحنیفہ کا ذکر صراحت کے ساتھ کیا۔ اس سے پتہ چلا کہ ہمارے بعض اصحاب نے خبر دی ہے ان لفظوں سے مراد حضرت امام اعظم ابوحنیفہ ہی ہوتے تھے۔ (جامع المسانید مترجم جلد ۳ ص ۵۳۶)

سعید بن جبیر بن ہشام:

امام بخاری نے اپنی تاریخ کبیر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ابوعبداللہ کے آزاد کردہ ہیں ان کا تعلق بنی اسد سے ہے اور کہا ہے کہ سعید بن جبیر قتل ہوئے تھے اس وقت ان کی عمر ۴۷ برس تھی۔ امام بخاری کہتے ہیں ابونعیم نے کہا ہے کہ ان کو ۹۵ ہجری میں قتل کیا گیا۔ سفیان ثوری سعید بن جبیر کو علم کے معاملے میں حضرت ابراہیم نخعی پر مقدم رکھتے تھے انہوں نے ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، ابن زبیرؓ، حضرت انسؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے سماع کیا ہے اور ان سے عمرو بن دینار، ایوب، ثابت نے روایت کی ہے۔

(جامع المسانید جلد سوم ص ۵۳۴ مترجم)

عبدالرزاق نے امام ابوحنیفہ کی سند سے جو واقعہ ان کا ایک رکعت میں قرآن پڑھنے کا نقل کیا ہے وہ درست ہے اس سند کے علاوہ بھی اور بہت سے مورخین نے یہ واقعہ نقل کیا

ہے۔ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں۔

یبکی باللیل حتی عمش یعنی رات کواتنا روتے تھے کہ ان کی آنکھ کی روشنی متاثر ہو گئی تھی۔

آگے ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ **قام لیلۃ فی جوف الکعبۃ فقرأ القرآن فی رکعۃ** یعنی وہ ایک رات کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو پورا قرآن ایک رکعت میں پڑھ ڈالا ان کا معمول تھا کہ دو دن میں ایک قرآن ختم کرتے۔

(بحوالہ ارمغان حق جلد اوّل ص ۲۱۵، ۲۱۶ شریعۃ العلماء کراچی)

علامہ ذہبی نے اسی روایت کا ذکر کیا ہے جو امام صاحب نے روایت کی ہے ابن جبیر کے علاوہ اور بھی بہت سے اشخاص ہیں جن کے متعلق محدثین نے ایسے واقعات نقل کئے ہیں۔

خلیفہ سوم حضرت عثمانؓ ذی النورین کے بارے میں کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ نے پورا قرآن ایک رکعت میں ختم کیا تھا۔(ارمغان حق جلد اوّل)

(۲) یحییٰ بن سعید القطان سید الحفاظ کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔زبردست محدث اور فقیہ تھے ان کے بارے میں ابن معین فرماتے ہیں۔

اقام یحیی القطان عشرین سنۃ یختم کل لیلۃ یعنی یحییٰ بن سعید قطان بیس سال تک مسلسل ہر رات ایک قرآن ختم کرتے تھے۔

(تذکرۃ الحفاظ بحوالہ ارمغان حق جلد اوّل ص ۲۱۹)

(۳) امام وکیع کا علم حدیث ورجال میں جو پایہ ہے اس کا علم اہل علم کو ہے ان کی روایات سے کتب حدیث بھری پڑی ہیں ان کے بارے میں یحییٰ بن اکثم فرماتے ہیں۔

صحبت و کیعاً فی السفر والحضر فکان یصوم الدھر ویختم القران کل لیلۃ. یعنی میں وکیع کے ساتھ سفر وحضر میں رہا وہ صائم الدھر تھے اور ہر رات ایک قرآن ختم کرتے تھے۔(تذکرۃ الحفاظ ذہبی بحوالہ ارمغان حق جلد اوّل ص ۲۲۰)

ہم نے تین حوالہ نقل کردیئے ہیں جو امام ابوحنیفہ کی روایت کردہ حدیث کی تائید کرتے ہیں۔

(۹)......آخری دو رکعتوں میں قرأت کا حکم

متن حدیث:

عبد الرزاق عن أبي حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال ماقرأ علقمة في الركعتين الأخريين حرفا قط

ترجمہ حدیث:

عبدالرزاق امام ابوحنیفہ سے وہ حماد سے وہ ابراہیم سے ابراہیم فرماتے ہیں کہ حضرت علقمہؒ نے آخری دو رکعتوں میں کبھی بھی قرأت کا ایک حرف بھی نہیں پڑھا۔
(مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۶۵۸ باب کیف القرأۃ فی الصلاۃ)

تخریج حدیث:

(۱) کتاب الآثار مترجم ص ۸۱ حدیث نمبر ۸۴ باب القراءۃ خلف الامام وتلقینہ
(۲) جامع المسانید ج ۱ ص ۳۸۲ حدیث نمبر ۴۸۹
(۳) موطا امام محمد ص ۶۲ حدیث نمبر ۱۲۰
(۴) کتاب الآثار ابی یوسف حدیث نمبر ۱۴۰
(۵) کتاب الحجۃ علی اھل المدینۃ ج ۱ ص ۱۱۹
(۶) اعلاء السنن مترجم ج...... ص......

حکم حدیث:

یہ روایت موقوف اور مقطوع دونوں طرح روایت کی گئی ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے تمام رواۃ کے حالات پہلے گزر چکے ہیں سب راوی ثقہ ہیں۔ سند اس کی جید ہے۔

شرح حدیث:

یہ حدیث امام ابوحنیفہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی کچھ الفاظ کی کمی بیشی سے روایت کی

ہے اور اس کے شواہد بھی موجود ہیں۔ حضرت علقمہ کے علاوہ دیگر حضرات بھی یہی کہتے ہیں۔

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

یقرء فی الاوّلین ویسبح فی الاخرین

پہلی دو رکعتوں میں قرأت کی جائے اور آخری دو رکعتوں میں تسبیح کی جائے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۷۲)

(۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت علی دونوں سے منقول ہے۔

قالا یقرء فی الاولین ویسبح فی الاخرین

ان دونوں حضرات نے فرمایا پہلی دو رکعتوں میں قرأت کرو اور آخری دو رکعتوں میں تسبیح پڑھو۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۷۲)

(۳) مصنف ابن ابی شیبہ میں تو پورا ایک باب اس عنوان کا موجود ہے۔ باب من کان یقول یسبح فی الاخرین ولا یقرء (ج ۱ ص ۳۷۲)

اس اثر سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت علقمہؒ بن قیس (تابعی کبیر) فرض نماز کی آخری دو رکعتوں میں قرأت نہیں کرتے تھے۔ نماز کے مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ قرأۃ کتنی رکعتوں میں فرض ہے۔ یہ مسئلہ فقہا کے ہاں مختلف فیہ ہے کیونکہ قرآن وحدیث کے دلائل مختلف ہیں اسلئے قرآن وسنت اور صحابہ کرام کے اقوال اور اعمال بھی مختلف ہیں۔ اسلئے قرآن وسنت اور صحابہ کرام اور تابعین عظام کے دلائل کو سامنے رکھ کر اور ان میں غور وفکر کر کے امام اعظم ابوحنیفہ نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ چار رکعتی نماز میں پہلی دو رکعتوں میں قرأت کرنا فرض ہے۔ اور آخری دو رکعتوں میں صرف مسنون یا مستحب ہے فرض واجب نہیں۔ دیکھئے۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۳ ص ۶۲) (طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۴۷)

☆☆☆

مصنف ابن ابی شیبہؒ میں سے

امام ابو حنیفہؒ کی مروی ۲۰۴ احادیث

(۱۰)......جس شخص کو رجم کیا گیا اس کا حکم

متن حدیث:

حدثنا أبو معاوية عن أبی حنيفة عن علقمة بن مرثد عن أبيه قال: لما رجم ماعز، قالوا: يارسول الله، مايصنع به؟ قال: اصنعوا به ما تصنعون بموتاكم من الغسل والكفن والحنوط والصلاة عليه

ترجمہ حدیث:

ہم سے ابو معاویہ نے بیان کیا، انہوں نے امام ابوحنیفہ سے، انہوں نے علقمہ بن مرثد سے، وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: جس وقت ماعز کو رجم کیا گیا تو صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اب اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ آپ نے فرمایا: اس کے ساتھ وہی کرو جو تم اپنے بقیہ فوت شدگان کے لئے غسل، کفن، خوشبو اور نماز جنازہ کا اہتمام کرتے ہو۔"

(المصنف ابن ابی شیبة، باب في المرجومة تغسل أم لا؟ ۲: ٤٥٩، رقم: ۱۱۰۱٤)

تخریج حدیث:

(۱)نصب الراية: ۳: ۳۲۰

(۲)الدراية في تخريج أحاديث الهداية، ۲: ۹۷

(۳)عمدة القارى، ۲،۲۵۹

(۴) جامع المسانید مترجم ج ۲ ص ۶۹۲ حدیث نمبر ۱۴۶۳

(۵) مسند امام اعظم حصکفی مترجم ۳۸۲ حدیث نمبر ۳۱۶

(۶) شرح معانی الاثار طحاوی حدیث نمبر ۴۳۲،۴۳۷

(۷) مسند احمد ج ۵ ص ۳۴۷

(۸) سنن دارمی حدیث نمبر ۲۳۲۰

(۹) مسند ابوعوانہ حدیث نمبر ۶۲۹۴

(۱۰) مسلم حدیث نمبر ۱۶۹۵

(۱۱) ابوداؤد حدیث نمبر ۴۴۳۴

(۱۲) مستدرک حاکم ج ۴ ص ۳۶۲

(۱۳) بخاری حدیث نمبر ۶۸۲۴، ۶۸۲۵

(۱۴) ترمذی حدیث نمبر ۱۴۲۸

(۱۵) ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۵۵۴

(۱۶) صحیح ابن حبان حدیث ۴۴۳۸

حکم حدیث:

یہ روایت منقطع ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی ابومعاویہ ہیں ان کا مکمل نام اس طرح ہے۔ ابومعاویہ ضریر کوفی یہ حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہ کے استاذ ہیں۔ اور امام ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں۔ ان کے تفصیلی حالات ہمیں نہیں ملے۔

دوسرے راوی، امام ابوحنیفہ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

تیسرے راوی علقمہ بن مرثد ہیں۔ ان کو علقمہ بن مرثد ابوالحارث الحضرمی کہتے ہیں۔ (مناقب امام اعظم صدر الائمہ الموفق بن احمد مکی ص ۳۷ مترجم)

امام مزی لکھتے ہیں:

علقمہ بن مرثد حضرمی ابوالحارث کوفی تبع تابعی یہ طبقہ سادسہ سے ہیں۔ عراق کے والی خالد قسری کے آخری دور میں فوت ہوئے ہیں۔ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ سلیمان بن بریدہ، عبدالرحمٰن بن سابط، قاسم بن مخیمرہ۔ مجاہد بن جبر مکی سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۲ ص ۲۴۱)

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی اپنی کتاب الایثار بمعرفۃ رواۃ الاثار میں لکھتے ہیں۔

(علقمۃ بن مرثد) کوفی مشہور فی التھذیب

امام محمد بن محمود الخوارزمی لکھتے ہیں:

علقمہ بن مرثد ...... امام بخاری نے اپنی تاریخ کبیر میں ذکر کیا ہے کہ یہ کوفی ہیں حضرمی ہیں۔ انہوں نے عطاء اور سلیمان بن بریدہ مقاتل بن حبان سے روایت کی ہے۔ اور ان سے سفیان ثوری نے سماع کیا ہے۔ (جامع المسانید مترجم ج۳ ص۵۹۳)

(۱۱)...... مہمان نوازی

متن حدیث:

حدثنا عباد بن العوام عن أبی حنیفة عن ابراهیم بن محمد بن المنتشر عن انس بن مالك قال عن انس بن مالك قال: ماجلس إلی رسول الله صلی الله علیه وسلم أحد فقام حتی یقوم

ترجمہ حدیث:

ہم سے عباد بن العوام نے بیان کیا، انہوں نے امام ابوحنیفہ سے، انہوں نے ابراہیم بن محمد بن المنتشر سے اور وہ حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا: جب بھی کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھتا تو آپ (اس کی خاطر داری کے لیے) اس وقت تک قیام فرما نہ ہوتے جب تک کہ وہ اُٹھ نہ جاتا۔

(المصنف ابن أبی شیبة، باب في الرجل یجلس إلی الرجل قبل أن یستأذنه، ۵: ۲۴۱، رقم: ۲۵۶۶۹)

تخریج حدیث:

(۱) مسند أبی حنیفة، ابو نعیم اصبهانی: ۵۱

(۲) جامع المسانید مترجم جلد اول ص ۴۱۸ حدیث نمبر ۲۸۱

حکم حدیث:

یہ روایت صحیح ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی عباد بن عوام ہیں ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

دوسرے راوی، امام ابوحنیفہ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

تیسرے راوی، ابراہیم بن محمد بن المنتشر ہیں۔ امام مزی لکھتے ہیں۔ ابراہیم بن محمد بن منتشر بن اجدع۔ یہ منتشر بن اجدع۔ مسروق بن اجدع جو امام ابوحنیفہ کے استاذ ہیں ان کے بھائی ہیں۔ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ حضرت انسؓ بن مالک، حمید بن عبدالرحمٰن حمیدی اور قیس بن مسلم سے روایت کرتے ہیں۔

(تہذیب الکمال ج اول ص ۲۸۵)

چوتھے راوی، مشہور صحابی خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس بن مالک ہیں۔

یہ روایت الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ امام ابوحنیفہؒ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی روایت کی ہے۔

☆☆☆

مسند امام احمد بن حنبلؒ میں سے

امام ابو حنیفہؒ کی مروی ایک حدیث

(۱۲)......نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والے کا حکم

متن حدیث:

حدثنا إسحاق بن يوسف أخبرنا أبو فلانة كذا، قال ابى: لم يسمه على عمد، وحدثناه غيره: فسماه يعني أبا حنيفة عن علقمة بن مرثد عن سليمان بن بريدة عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لرجل أتاه: اذهب فإن الدال الخير كفاعله.

ترجمہ حدیث:

ہم سے اسحاق بن یوسف نے بیان کیا، ہمیں ابوفلانہ نے اسی طرح خبر دی، میرے والد نے کہا: اس راوی نے عمداً اُن کا نام نہیں لیا، اس کے علاوہ مجھ سے دوسرے راوی نے ان کا نام ذکر کیا کہ وہ ابوحنیفہ ہیں انہوں نے علقمہ بن مرثد سے روایت کیا، انہوں نے سلیمان بن بریدہ سے انہوں نے اپنے والد حضرت بریدہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس آنے والے ایک شخص سے فرمایا: چلے جاؤ! کیونکہ نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہوتا ہے۔" (مسند احمد: جلد۵: ص:۳۵۷، رقم:۲۳۰۷۷)

تخریج حدیث:

(۱) مشکل الآثار طحاوی ٤: ٢٠٤، رقم: ١٥٤٥

(٢) المسند رویانی، ج: ١، ص: ٦٣ رقم: ٦

(٣) مسند ابی حنيفة ابو نعيم اصبهانی ١٥١.١٥٠

(٤) ترمذی كتاب العلم باب ماجاء الدال على الخير كفاعله ٤١ رقم: ٢٦٧٠

(٥) مسند بزار، ج: ٥، ص: ١٥٠، رقم: ١٧٤٢

(٦) مسند امام اعظم حصکفی مترجم ص ۵۰۲ کتاب الادب حدیث نمبر ٤٧٠

(٧) جامع المسانید ج ١ ص ١٣٧ حدیث نمبر ١٥٧

(٨) مجمع الزوائد ج١ ص ١٦٦

حکم حدیث:

یہ روایت حسن ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی اسحاق بن یوسف ہیں۔ ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔ دوسرے راوی امام ابوحنیفہ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔ تیسرے راوی علقمہ بن مرثد ہیں ان کے حالات بھی پہلے گزر چکے ہیں۔

چوتھے راوی...... سلیمان بن بریدہ بن حصیب اسلمی مروزی ہیں یہ عبداللہ بن بریدہ کے بھائی ہیں۔ یہ دونوں حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں جڑواں پیدا ہوئے ہیں۔ ان کی وفات ۱۵۰ میں ہوئی۔ مسلم اور سنن اربعہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ اپنے باپ بریدہ بن حصیب اسلمی عمران بن حصین۔ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کرتے ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۴ ص ۳۵۱)

پانچویں راوی...... بریدہ بن حصیب اسلمیؓ ہیں۔ یہ صحابی ہیں ان کا مکمل نام حضرت بریدہ بن حصیب بن عبداللہ بن حارث بن المرخؓ ہے ان کا شمار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں ہوتا ہے۔ یہ پہلے مدینہ منورہ میں رہائش پذیر رہے۔ پھر یہ بصرہ میں تشریف لے گئے پھر وہاں سے خراسان چلے گئے اور مرو نامی علاقے میں ان کا انتقال ہوا۔ ان سے انکے دونوں بیٹوں حضرت عبداللہ اور حضرت سلیمان نے سماع کیا ہے۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ کبیر کے اندر لکھا ہے کہ:

عبداللہ بن بریدہ کہتے ہیں کہ میرے والد مرو میں فوت ہوئے وہاں کے قلعہ میں ان کی تدفین ہوئی اور یہ قیامت کے دن اہل مشرق کے قائد ہونگے اوران کا نور ہونگے۔

امام بخاری نے فرمایا:

عبداللہ بن بریدہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ میں جو شخص جس شہر میں مرے گا وہ قیامت کے دن اس شہر والوں کا قائد بھی ہوگا اوران کے لئے نور بھی ہوگا۔

امام بخاری فرماتے ہیں:

یہ یزید کے دورِ حکومت میں فوت ہوئے اور دیگر مورخین نے کہا ہے کہ یہ ۶۲ یا ۶۳ ہجری میں مرو نامی علاقے میں فوت ہوئے۔ (جامع المسانید مترجم جلد سوم ص ۴۲۶)۔

اسحاق بن یوسف کے علاوہ اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں علقمہ بن مرثد تو تبع تابعی ہیں اور امام مالک کے ہم عصر ہیں اور آپ کے استاذ ہیں۔ سلیمان بن بریدہ تابعی ہیں۔ ان کے والد صحابی ہیں بریدہ بن حصیبؓ اسلمی مروزی۔ امام صاحب کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی یہ روایت نقل کی ہے۔ مسند احمد میں یہ روایت مختصر ہے۔ مسند امام اعظم حصکفی مترجم ص ۶۸۸ میں یہ روایت تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور آپ سے سواری کی درخواست کی۔ سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے جس پر میں تمہیں سوار کردوں لیکن میں ایک ایسے آدمی کی طرف تمہاری رہنمائی کرتا ہوں جو تمہیں سواری دے دے گا تم فلاں قبیلہ کے قبرستان کے پاس چلے جاؤ۔ وہاں ایک انصاری نوجوان اپنے ساتھیوں کے ساتھ تیراندازی کا مقابلہ کررہا ہوگا اوراس کے پاس ایک اونٹ ہے سو تم اس سے سواری طلب کرنا، بیشک وہ تمہیں سواری دے دے گا۔ چنانچہ وہ آدمی چلا

گیااور وہاں جا کر دیکھا کہ وہ نوجوان اپنے ساتھیوں کے ساتھ تیراندازی کر رہا ہے پس اس آدمی نے نوجوان کو اپنا سارا واقعہ بیان کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنایا اور اس نوجوان نے اس آدمی سے حلف لیا کہ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی بات فرمائی ہے۔ چنانچہ اس آدمی نے دو مرتبہ یا تین مرتبہ قسم اٹھائی پھر اس نوجوان نے اس کو اپنا اونٹ دے کر سوار کر دیا اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا تو آپ کو سارا واقعہ سنایا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب تم جاؤ اور سنو بے شک نیکی کے کام پر رہنمائی کرنے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہوتا ہے۔ یہ حدیث مسلم حدیث نمبر ۴۸۹۹، ابوداؤد حدیث نمبر ۵۱۲۹ میں بھی موجود ہے۔

امام ترمذی نے اس واقعہ کو دو سندوں سے نقل فرمایا ہے

پہلی سند:

روایت ہے انس بن مالک سے کہ آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرد سواری مانگنے کو سو نہ پائی آپ کے پاس سواری کہ سوار ہوتا اس پر سو بھیج دیا آپ نے اس کو ایسے شخص کے پاس کہ سواری دی اس نے اس شخص کو اور خبر دی اس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو فرمایا آپ نے بتلانے والا خیر کا ثواب میں مثل کرنے والے کے ہے۔

امام ترمذی یہ روایت نقل فرمانے کے بعد فرماتے ہیں:

اس باب میں ابی مسعودؓ اور بریدہؓ سے بھی روایت ہے یہ حدیث غریب ہے اس سند سے یعنی انسؓ کی روایت سے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

دوسری سند:

روایت ہے کہ ابی مسعودؓ بدری سے کہ ایک مرد آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سواری مانگتا ہوا اور عرض کی اس نے کہ میرا جانور مر گیا ہے سو فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جاؤ تم فلانے شخص کے پاس سو گیا وہ اس کے پاس اور سواری دی اس نے اس شخص کو تو فرمایا

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دلالت کرے کسی چیز پر اس کو ثواب ہے۔ مثل کرنے والے کے یا فرمایا مثل عامل کے۔ (ترمذی مترجم جلد دوم ص ۲۳۶)

ہم نے صرف دو روایات نقل کی ہیں جو امام ابو حنیفہ کی تائید کرتی ہیں۔

☆☆☆

سنن ترمذی کتاب العلل میں سے

امام ابوحنیفہؒ کی مروی ایک حدیث

(۱۴)......حضرت عطاءؒ بن ابی رباح اور جابر جعفیؒ کے متعلق امام ابوحنیفہ کا نظریہ

متن حدیث:

حدثنا محمود بن غيلان حدثنا ابويحى الحماني قال سمعت ابا حنيفة يقول مارأيت احدا الكذب من جابر الجعفي ولا افضل من عطاء بن ابي رباح

ترجمہ حدیث:

ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا کہ ہم سے ابو یحییٰ حمانی نے کہا ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا اور عطاء بن ابی رباح سے زیادہ فاضل کوئی نہیں دیکھا۔ (جامع ترمذی، ج: ۲، ص: ۲۳۳، كتاب العلل)

تخریج حدیث:

عارضة الاحوذي شرح جامع ترمذي ابي العربي ج: ۱۲، ص: ۲۰۹ طبع مصر

حکم حدیث:

یہ روایت صحیح ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی امام ترمذی ہیں۔ آپ کی ولادت ۲۰۹ھ اور وفات ۲۷۹ھ ہے کل عمر آپ کی ۷۰ سال ہے۔ آپ کا نام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سودہ بن موسیٰ بن الضحاک السمی البوغیؒ ہے۔

بوغ شہر ترمذ سے ۶ فرسخ کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے آپ وہاں کے رہنے والے تھے۔ امام ترمذی امام بخاری کے تلمیذ خاص ہیں۔ اور امام مسلم، ابوداؤد اور ان کے شیوخ سے بھی

روایت کرتے ہیں۔طلب علم حدیث میں حجاز،کوفہ،بصرہ،واسط،رے اور خراسان میں سالہا سال گزرے ہیں۔ان کی تصانیف بہت ہیں مگر سب سے زیادہ مشہور اور مقبول ترمذی ہے۔

دوسرے راوی...... حافظ محمود بن غیلان مروزی ہیں۔بجز امام ابوداؤد کے تمام اصحاب صحاح ستہ ان کے شاگرد ہیں۔امام اسحاق بن راہویہ نے بھی دو حدیثیں ان سے سنی ہیں۔ حافظ ذہبی نے ان کا ترجمہ ان لفظوں میں شروع کیا ہے۔**محمود بن غیلان الحافظ المتقن ابو احمد العدوی مولاهم المروزی احدائمة الاثر** ......امام نسائی نے ان کو ثقہ کہا ہے اور امام احمد فرماتے ہیں کہ میں ان کو محدث کی حیثیت سے جانتا ہوں یہ صاحب سنت تھے اور قرآن کو مخلوق نہ کہنے کے باعث قید میں ڈال دیئے گئے تھے۔ ماہِ رمضان ۲۳۹ میں انتقال فرمایا۔رحمۃ اللہ علیہ (تذکرۃ الحفاظ، تہذیب التہذیب)

تیسرے راوی...... ابو یحییٰ الحمانی ہیں۔ان کا نام عبدالحمید بن عبدالرحمٰن ہے۔۲۰۲ھ میں آپ نے وفات پائی۔آپ کا وطن کوفہ تھا۔آپ ثقہ ہیں۔

☆☆☆

سنن نسائی میں سے

امام ابو حنیفہؒ کی مروی ایک حدیث

(۱۴)......استحاضہ کا حکم

متن حدیث:

اخبرنا الربیع بن سلیمان بن داؤد قال حدثنا عبداللہ بن یوسف قال حدثنا الھیثم بن حمید قال اخبرنی النعمان والاوزاعی وابومعید۔ وھو حفص بن غیلان۔عن الزھری قال اخبرنی عروۃ بن الزبیر وعمرۃ بنت عبدالرحمن عن عائشۃ قالت استحیضت ام حبیبۃ بنت جحش امرأۃ عبدالرحمن بن عوف وھی اخت زینب بنت جحش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "ان ھذہ لیست بالحیضۃ ولکن ھذا عرق فاذا ادبرت الحیضۃ فاغتسلی وصلی واذااقبلت فاترکی لھا الصلاۃ" ۔قالت عائشہ فکانت تغتسل لکل صلاۃ وتصلی وکانت تغتسل احیانا فی مرکن فی حجرۃ اختھا زینب وھی عندرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی ان حمرۃ الدم لتعلوالمآء وتخرج فتصلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فما یمنعھا ذلک من الصلاۃ

ترجمہ حدیث:

خبر دی ہمیں ربیع بن سلیمان بن داوٗد نے کہا بیان کیا ہم سے عبداللہ بن یوسف نے کہا بیان کیا ہم سے ہیثم بن حمید نے کہا خبر دی مجھے نعمان واوزاعی اور ابومعید نے اور ابومعید غیلان کے بیٹے حفص ہیں (ان سب نے) زہری سے انہوں نے کہا خبر دی مجھے عروہ بن زبیر اور عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے کہ سیّدہ عائشہ بیان کرتی ہیں۔

کہ اُمّ حبیبہ بنت جحش عبدالرحمٰن بن عوف کی اہلیہ تھیں اور سیّدہ زینب بنت جحش کی بہن تھی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ فرمایا کہ یہ حیض نہیں ہے بلکہ یہ کسی اور رگ کا خون ہے جب حیض ختم ہو جائے

توتم غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دیا کرو اور جب حیض آ جائے تو تم نماز ترک کر دیا کرو۔
سیدہ عائشہ بیان کرتی ہیں وہ خاتون ہر نماز کے لئے غسل کیا کرتی تھی اور پھر نماز ادا کیا کرتی تھیں بعض اوقات وہ اپنی بہن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ زینب کے ہاں پانی کے ٹب میں غسل کرتی تھیں یہاں تک کہ ان کے خون کی سرخی پانی پر غالب آ جایا کرتی تھی پھر وہ وہاں سے نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کر لیتی تھیں یہ چیز نماز کی ادائیگی میں رکاوٹ نہیں بنتی تھی۔

(سنن النسائی کتاب الطهارة باب ذکر الاغسال من الحیض حدیث نمبر ۲۰٤)

تخریج حدیث:

(۱) ابن ماجہ مترجم ج۱ص ۱۹۷ حدیث نمبر ٦٦۴ باب ماجآء فی المستحاضۃ مطبوعہ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور

(۲) تحفۃ الاشراف حدیث نمبر ۱٦۵۱٦

حکم حدیث:

یہ روایت صحیح ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی.....امام نسائی ہیں جو مشہور محدث اور صاحب سنن ہیں۔آپ کی کتاب صحاح ستہ میں شامل ہے۔

دوسرے راوی.....ربیع بن سلیمان بن داؤد ہیں یہ صحاح ستہ کے راوی ہیں اور امام نسائی کے استاذ حدیث ہیں۔

تیسرے راوی.....عبداللہ بن یوسف ہیں۔یہ بھی صحاح ستہ کے راوی ہیں۔

چوتھے راوی.....الہیثم بن حمید ہیں یہ امام ابو حنیفہ، امام اوزاعی، ابومعید حفص بن غیلان کے شاگرد ہیں۔

پانچویں راوی......امام ابوحنیفہؒ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

چھٹے راوی......امام زہری ہیں۔

ساتویں راوی......عروہ بن زبیر وعمرۃ بنت عبدالرحمٰن ہیں۔

آٹھویں راوی......اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ ہیں۔

یہ روایت سند کے فرق سے ابن ماجہ میں بھی موجود ہے۔

ابن ماجہ کی سند اس طرح ہے:

حدثنامحمد بن یحیی ثنا ابوالمغیرۃ ثنا الاوزاعی عن الزھری عن عروہ بن الزبیر وعمرہ بنت عبدالرحمن ان عائشہ ......الخ

امام اوزاعی سے لے کر حضرت عائشہؓ تک سند نسائی والی ہے۔

اس حدیث میں استحاضہ کا ذکر ہے اس لئے ہم یہاں پر اس مسئلہ کی کچھ وضاحت کرتے ہیں۔

حیض اور استحاضہ کے مسائل فقہ اور حدیث کے مشکل اور پیچیدہ ترین مسائل میں سے ہیں۔ اسی لئے ہر دور کے اہل علم نے ان کو حل کرنے کی کوشش کی ہے اور اس پر مفصل کتابیں لکھی ہیں۔ صاحب بحرالرائق علامہ ابن نجیم مصری نے فرمایا کہ امام محمد نے خاص انہی دو مسائل پر دو سو صفحات کا ایک رسالہ تصنیف کیا تھا، جو غالباً اپنے موضوع پر سب سے پہلا رسالہ ہے۔ امام طحاویؒ نے پانچ سو صفحات پر مشتمل ایک رسالہ لکھا۔ ابن العربیؒ نے بھی اس موضوع پر ایک رسالہ تالیف کیا۔ علامہ نوویؒ نے فرمایا کہ ایک رسالہ علامہ دارمی شافعیؒ نے تصنیف کیا جو اس موضوع پر بہترین ہے اور پانچ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ خود علامہ نوویؒ نے مہذب کی شرح کرتے ہوئے مسائل حیض واستحاضہ لکھنے شروع کئے تو ایک ضخیم جلد ہو گئی پھر انہوں نے خود اس کی تلخیص کی جو موجودہ شرح المہذب کے دو سو صفحات میں آتی ہے۔ حنفیہ میں سے اس موضوع پر سب سے زیادہ مفصل بحث علامہ ابن نجیمؒ صاحب بحرالرائق نے کی ہے۔ علامہ نوویؒ اور صاحب بحرالرائق نے اپنے زمانہ میں قلت علم اور شیوع جہل کی شکایت کی ہے اور فرمایا ہے کہ ان مسائل پر جس قدر توجہ ہونی چاہیے تھی وہ اب ممکن نہیں رہی۔

استحاضہ کی بحث میں متعدد مسائل اور مباحث ہیں جو احادیث کی شرح میں بیان کیے جاتے ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی اور علامہ عینی حنفی نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جن عورتوں کے مستحاضہ ہونے کا ذکر روایات میں آیا ہے وہ کل گیارہ ہیں۔

(۱) فاطمہ بنت ابی حبیش

(۲) اُمّ المومنین حضرت زینبؓ

(۳) اُمّ المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ

(۴) زینب بنت جحش

(۵) حمنہ بنت جحش زوجہ ابوطلحہ

(۶) اُمّ حبیبہ بنت جحش زوجہ عبدالرحمٰن بن عوف۔ ان ہی کا ذکر اس نسائی والی روایت میں ہے جو امام ابوحنیفہؒ سے مروی ہے۔

(۷) اسماء اخت میمونہ (لامہا)

(۸) زینب بنت ابی سلمہ

(۹) اسماء بنت الحارثیہ

(۱۰) بادیہ بنت غیلان الثقفیہ

(۱۱) سہلہ بنت سہل

(ملخص مافی عمدۃ القاری العینی ج ۲ ص ۵، فتح الباری للحافظ ابن حجر ج ۱ ص ۲۸۲)

(بحوالہ درس ترمذی جلد اوّل ص ۳۵۷، ۳۵۸ تقریر جامع ترمذی مفتی تقی عثمانی صاحب)

☆☆☆

سنن دار قطنی میں سے

امام ابوحنیفہؒ کی مروی ۷/احادیث

(۱۵)...:...مقتدی امام کے پیچھے قرأۃ نہ کرے

متن حدیث:

حدثنا أبو عبد الله محمد بن القاسم بن ذكريا المحاربى بالكوفة، ثنا أبو كريب محمد بن العلاء ثنا أسد بن عمرو عن أبى حنيفة عن موسى بن أبى عائشة عن عبد الله بن شداد بن الهاد عن جابر بن عبد الله رضى الله عنه. قال: صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم، وخلفه رجل يقرأ فنهاه رجل من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما انصرف تنازعا فقال: اتنهاني عن القراء ة خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم فتنازعا حتى بلغ رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى خلف امام فان قرأته له قرأة: ورواه الليث عن أبى يوسف عن أبى حنيفة.

ترجمہ حدیث:

ہم سے ابوعبداللہ محمد بن القاسم بن زکریا المحاربی نے کوفہ میں بیان کیا، ہم سے ابوکریب محمد بن العلا ہم سے اسد بن عمرو نے بیان کیا، انہوں نے امام ابوحنیفہ، انہوں نے موسیٰ بن ابی عائشہ، انہوں نے عبداللہ بن شداد بن الہاد اور انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کیا انہوں نے بیان کیا (ایک مرتبہ) رسول اللہ نے ہمیں نماز پڑھائی تو ایک شخص آپ کے پیچھے قرأت کرنے لگا جبکہ ایک صحابیِ رسول نے اسے (حضور کے پیچھے قرأت سے) منع کیا جب اس نے سلام پھیرا تو وہ تنازع کرتے ہوئے کہنے لگا، کیا آپ مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھنے سے منع کرتے ہیں؟ پس دونوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا یہاں تک کہ یہ معاملہ رسول اللہ کے سامنے پیش ہوا۔ رسول اللہ نے فرمایا: جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأت اس کی قرأت ہے۔ (لہٰذا کوئی مقتدی امام کے

پیچھے قرآن نہ پڑھے) اس حدیث کوامام لیث نے بھی قاضی ابو یوسف کے طریق سے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے۔''

(سنن دارقطنی حدیث نمبر۱۲۱۹، باب ذکر قولہ (صلی اللہ علیہ وسلم) من کان امام فقراء ۃالامام لہ قراءۃ واختلاف الروایات)

تخریج حدیث:

(۱) التحقیق ابن الجوزی ج۱ص۳۲۰

(۲) کتاب الآثار مترجم ص۸۲ حدیث نمبر۸۶

(۳) شرح معانی الآثار ج۱ص۲۱۷

(۴) سنن الکبریٰ بیہقی ج۲ص۱۵۹

(۵) کتاب القراءۃ بیہقی ص۱۴۷

(۶) معرفۃ السنن والآثار بیہقی ج۲ص۴۹

(۷) العلل دارقطنی ج۱ص۱۰۴۔۱۰۵

حکم حدیث:

تمام اسناد اور متون کو پیش نظر رکھ کر اس کا حکم یہ ہے کہ یہ روایت مرفوع اور موقوف دونوں طرح صحیح ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی ابوعبداللہ محمد بن قاسم بن زکریا المحاربی کوفی ہیں ان کے حالات ہمیں نہیں مل سکے۔

دوسرے راوی......ابوکریب محمد بن العلاء ہیں ان کے حالات نہیں ملے۔

تیسرے راوی......اسد بن عمرو ہیں۔ یہ امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد ہیں۔ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اسد بن عمرو بن عامر بن عبداللہ بن عمرو بن عامر بن اسلم ابومنذر ریحیٰ کوفی علم حدیث کے ماہرین نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے ان کا انتقال

۱۸۸ھ میں ہوا۔ (تاریخ بغداد ج ۷ ص ۱۶ نمبر ۳۴۸۴)

چوتھے راوی...... امام ابوحنیفہؒ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

پانچویں راوی...... موسیٰ بن ابی عائشہ ہیں ان کے حالات بھی گزر چکے ہیں۔

چھٹے راوی...... عبداللہ بن شداد بن الھاد ہیں ان کے حالات بھی گزر چکے ہیں۔

ساتویں راوی...... حضرت جابر بن عبداللہؓ مشہور صحابی ہیں۔

شرح حدیث:

یہ روایت مرفوع اور موقوف دونوں طرح مروی ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہ مرفوع ہے اور بہت سے محدثین نے اس کو حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت کیا ہے۔ حضرت جابر کے علاوہ اور بھی کئی صحابہ سے یہ روایت مروی ہے۔

امام محمد اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

ہم اسی پر عمل کرتے ہیں اور امام ابوحنیفہؒ کا قول یہی ہے۔ (کتاب الآثار مترجم ص ۸۲)

امام کے پیچھے مقتدی قراۃ کرے یا نہ کرے؟ یہ اختلافی مسئلہ ہے، عام طور سے اکثر مسائل میں آئمہ کرام کا اختلاف اولویت اور افضلیت وغیر افضلیت کا ہوتا ہے۔ لیکن اس مسئلہ میں جواز اور عدم جواز کا ہے۔

امام مالک واحمد رحمہما اللہ کا مذہب یہ ہے کہ مقتدی سری نمازوں میں پڑھے گا جہری میں نہیں۔

امام شافعیؒ کے یہاں سری و جہری دونوں میں مقتدی طرف سورۃ فاتحہ کی قرأۃ کرے گا۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ کے یہاں امام کے پیچھے مقتدی قطعاً قرأۃ نہیں کرے گا نہ سورۃ فاتحہ کی اور نہ کسی اور سورۃ کی۔ نہ سری میں اور نہ جہری میں۔ یہ یاد رہے کہ آئمہ کرام میں یہ اختلاف اس مسئلہ میں وارا حادیث کی بنا پر ہے اس لئے ہر امام کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی اپنی تحقیقات پر عمل کرے۔

جہاں تک تحقیق اور انصاف کی بات ہے میرے نزدیک اس مسئلہ میں بھی امام ابوحنیفہؒ کا نظریہ زیادہ قرآن اور حدیث کے مطابق ہے اور عقل سلیم کے بھی مطابق ہے۔ اس لئے کہ

قرآن کریم کے پڑھے جانے کے وقت خاموش رہنے اور اسے غور سے سننے کا حکم دیا گیا ہے۔

احادیث مبارکہ میں بھی امام کی قراءۃ کو مقتدی کے لیے قرأت قرار دیا گیا ہے اور یہ فرمایا گیا ہے کہ جب امام پڑھے تو تم خاموش رہو۔ امام کو رکوع میں پانے والا قرأت فاتحہ نہ ہونے کے باوجود مدرک رکعت کہلاتا ہے۔ ان دلائل سے معلوم ہوا کہ امام کی قراءۃ کی بنا پر مقتدی بھی حکماً قاری ہوتا ہے۔

مقتدی کو امام کے پیچھے قراءۃ کرنے سے مختلف احادیث میں روکا گیا ہے یہی بہت سے ائمہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مذہب ہے۔

(۱۶)......وضو نماز کی کنجی ہے

متن حدیث:

حدثنا عبد الله بن إبی داؤدثنا إسحاق بن ابراهيم شاذان ثنا سعد بن الصلت ح و حدثنا بن أبی داؤد ثنا عبدالرحمن بن الحسين الهروي ثنا المقرء قالا نا أبوحنيفة عن أبی سفيان عن أبي نضرة عن أبي سعيد قال: قال رسول الله ﷺ الوضوء مفتاح الصلاة، والتكبير تحريمها، والتسليم، تحليلها وفی كل ركعتين فسلم. قال ابوحنيفة يعني التشهد.

ترجمہ حدیث:

ہم سے عبداللہ بن ابی داؤد نے بیان کیا، (انہوں نے کہا) ہم سے اسحاق بن ابراہیم شاذان نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے سعد بن الصلت نے بیان کیا۔

دوسری سند: اور ہم سے ابن ابی داؤد نے بیان کیا، ہم سے عبدالرحمٰن بن حسین الہروی، ہم سے المقری نے بیان کیا، دونوں راوی کہتے ہیں ہم سے امام ابوحنیفہ نے بیان کیا انہوں نے ابوسفیان انہوں نے ابونضرہ انہوں نے حضرت ابوسعید خدری سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وضو نماز کی کنجی ہے، اس کی تحریم (یعنی دنیاوی امور کو نماز میں

حرام کرنے والی چیز) تکبیر (اللہ اکبر کہنا) ہے۔ اس کی تحلیل (یعنی امور کو حلال کرنے والا کام) ''سلام پھیرنا'' ہے، ہر دو رکعت کے بعد سلام پڑھا کرو۔'' امام ابوحنیفہ نے فرمایا: اس سے مراد تشہد ہے۔

(سنن دارقطنی باب ماجاء فی اعتراض الشیطان للمصلی لیفسد علیه الصلاة حدیث نمبر ۱۳۶۱)

تخریج حدیث:

(۱) ترمذی مترجم ج ۱ ص ۱۳۰ باب ماجآء فی تحریم الصلوٰة وتحلیلها

(۲) سنن الکبریٰ بیہقی ج ۲ ص ۱۸۰

(۳) کتاب الآثار امام محمد مترجم ص ۲۹ حدیث نمبر ۴ باب الوضوء

(۴) جامع المسانید مترجم ج ۱ ص ۶۷۱ حدیث نمبر ۴۹۸

حکم حدیث:

یہ روایت حسن لغیرہ ہے اور اسناد اس کی ضعیف ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی عبداللہ بن ابی داؤد ہیں۔ ان کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔ عبداللہ بن داؤد عن المنذر بن ابی حمصہ ما عرفتہ واخرج ابن خسرو فی مسند ابی حنیفۃ من روایۃ عبداللہ بن داؤد عن جعفر الصادق حدیثا وقال الحسینی فی رجال العشرۃ انہ مجہول (الایثار بمعرفۃ رواۃ الآثار) ص ۱۰۴ شامل کتاب الآثار، مطبوعہ الرحیم اکیڈمی لیاقت آباد کراچی) مولانا عبدالرشید نعمانی اس عبارت کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

قلت وذكرابن حبان فى الطبقة الثانية من الثقات فقال، يزيد بن الحارث التغلبى يروى عن ابن مسعود روى عنه عبدالملك بن عمير (نعمانى).

(الایثار ص ۱۰۴)

دوسرے راوی...... اسحاق بن ابراہیم شاذان ہیں ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

تیسرے راوی...... سعد بن الصلت ہیں۔ ان کے حالات بھی ہمیں نہیں ملے۔

دوسری سند...... اس حدیث کی دوسری سند کے راوی عبداللہ بن داؤد کے بعد دوسرے نمبر پر عبدالرحمٰن بن حسین ھروی آتے ہیں ان کا نام عبدالرحمٰن بن حسین جعفی، ابوحسن ہروی ہے علم حدیث کے ماہرین نے انہیں مقبول قرار دیا ہے یہ راویوں کے دسویں طبقے سے تعلق رکھتے ہیں ان کا انتقال ۲۵۶ھ میں ہوا۔ (تقریب ابن حجر عسقلانی ج۱ص ۴۷۷ نمبر ۹۱۵)

دوسری سند کے تیسرے راوی...... المقرء ہیں۔ ان کا نام عبداللہ بن یزید مخزومی مدنی مقری اعور ہے۔ یہ امام مالک کے شیوخ میں سے ہیں۔ علم حدیث کے ماہرین نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے یہ راویوں کے چھٹے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں ان کا انتقال ۱۴۸ھ میں ہوا۔

(تقریب حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی ج۱ص ۴۶۲ نمبر ۷۵۰)

چوتھے راوی...... امام ابوحنیفہ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

پانچویں راوی...... ابی سفیان ہیں ان کا نام طریف بن شہاب السعدی الاعسم ہے۔ یہ ابی نضرۃ سے روایت کرتے ہیں۔ (الایثار ص ۴۱۹، شامل کتاب الآثار عربی) حافظ ابن حجر نے ان کا ذکر اپنی کتاب تہذیب التہذیب میں بھی کیا ہے۔ یہ ضعیف ہیں۔

علامہ ابن حجر نے الایثار حرف الصاد الی العین میں بھی کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔ طریف بن شہاب ابوسفیان فی الکنی (ص ۴۰۰، ۴۲۵)

چھٹے راوی...... ابی نضرۃ ہیں ان کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی الایثار ص ۴۲۲ پر لکھتے ہیں:

(ابو نضرة) عن ابی سعید اسمه المنذر بن مالك مشهور فی التهذیب

حافظ صاحب اپنی اس کتاب میں دوسری جگہ لکھتے ہیں:

(المنذر بن مالك) العبدی ابو نظرة بالنون اولمعجمة فی الكنی.

(الایثار ص ٤١٢ حرف المیم)

امام ترمذی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

اور نام ابونضرۃ کا منذر بن مالک بن قطعہ ہے۔

(ترمذی مترجم جلد اوّل ص۱۳۰، ابواب الصلوٰۃ باب ماجآء فی تحریم الصلوٰۃ وتحلیلھا)

یہ راوی ثقہ ہے بخاری نے تعلیقاً اور مسلم واصحاب السنن نے ان سے روایت لی ہے۔

ساتویں راوی...... حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔

(۱۷)...... نماز میں قہقہہ لگانے کا حکم

متن حدیث:

حدثنا أبوبكر الشافعي وأحمد بن محمد بن زياد وآخرون قالوا: حدثنا إسماعيل بن محمد بن أبي كثير القاضي حدثنا مكي بن ابراهيم ناأبوحنيفة عن منصور بن زاذان عن الحسن عن معبد عن النبي صلى الله عليه وسلم. قال: بينماهو في الصلاة، إذ اقبل أعمى يريد الصلاة فوقع في زبية فاستضحك القوم حتى قهقهوا، فلما انصرف النبي ﷺ قال: من كان منكم قهقه فليعد الوضوء والصلاة

ترجمہ حدیث:

''ہم سے ابوبکر الشافعی، احمد بن محمد بن زیاد اور دیگر نے بیان کیا، ان سب نے کہا: ہم سے قاضی اسماعیل بن محمد بن ابی کثیر القاضی نے بیان کیا، ہم سے مکی بن ابراہیم، ہم سے امام ابوحنیفہ نے بیان کیا، انہوں نے منصور بن زاذان، انہوں نے حسن بصری، انہوں نے معبد جہنی سے روایت کیا، وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً روایت کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت نماز میں تھے کہ اس دوران ایک نابینا شخص نماز میں شامل ہونے کی کوشش میں چھوٹے سے گڑھے میں گر گیا۔ اس پر لوگوں نے ہنستے ہوئے قہقہے لگائے۔ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: تم میں سے جس کسی نے بھی قہقہہ لگایا ہے (اس کا وضو ٹوٹ گیا ہے لہٰذا) وہ وضو اور نماز کا اعادہ کرے (یعنی دوبارہ وضو کر کے نماز پڑھے)۔'' (سنن دارقطنی حدیث نمبر ۶۱۱)

تخریج حدیث:

(۱) التحقیق ابن جوزی ج ۱ ص ۱۴۴ حدیث نمبر ۲۳۹

(۲) خلافیات بیہقی ج ۱، ص ۳۸۲

(۳) علل المتناهية ج ۱ ص ۳۷۱ حدیث نمبر ۶۱۸

(۴) نصب الرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ ج ۱ ص ۵۱

(۵) کتاب الاثار ابی یوسف ص ۲۸ رقم ۱۳۵

(۶) مسند ابی حنیفہ حدیث ۲۲۳

(۷) مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۴۱ حدیث نمبر ۳۹۱۷

(۸) معجم الشیوخ ص ۲۶۴

(۹) سنن الکبریٰ بیہقی ج ۱ ص ۱۴۶ حدیث نمبر ۶۶۰

(۱۰) کتاب الآثار مترجم ص ۱۳۰ حدیث نمبر ۱۶۳

(۱۱) جامع المسانید ج ۱ ص ۲۹۶ حدیث نمبر ۳۵۸

(۱۲) مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۳۷۶۰

(۱۳) کتاب الحجہ علی اھل المدینہ ج ۱ ص ۲۰۴، ۲۰۵

حکم حدیث:

یہ روایت مرسل ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی ابوبکر الشافعی واحمد بن محمد بن زیاد ہیں ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

دوسرے راوی......اسماعیل بن محمد بن ابی کثیر القاضی ہیں۔

تیسرے راوی......مکی بن ابراہیم ہیں ان کا ذکر امام بخاری نے تاریخ کبیر میں اس طرح کیا ہے۔ مکی بن ابراہیم بن بشر بن فرقد ابوالسکن برجمی حنظلی تمیمی بلخی۔ ان کا انتقال ۲۱۴ ہجری

میں ہوا۔ انہوں نے بہز میں حکیم عبداللہ بن سعید بن ابو ہند ہشام بن حسان سے سماع کیا ہے۔ (جامع المسانید مترجم جلد۲ ص ۷۰۹ نمبر ۱۷۷)

چوتھے راوی...... امام ابوحنیفہ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

پانچویں راوی...... منصور بن زادان ہیں۔ ان کے متعلق امام بخاری تاریخ کبیر میں فرماتے ہیں کہ حسن بصری اور ابن سیرین سے انہوں نے روایت کی ہے اور ان کا انتقال ۱۳۱ ہجری میں طاعون کی وباء میں ہوا تھا۔ جامع المسانید ج ۳ ص ۱۰۷ صدر الائمہ موفق بن احمد مکی المتوفی ۵۷۸ھ مناقب امام اعظم مترجم ص ۵۷ میں ان کا ذکر اس طرح کرتے ہیں۔ منصور بن زاذان مولی عبدالرحمٰن بن ابی عقیل الثقفی واسطی۔

چھٹے راوی...... حسن بصری ہیں۔

حسن بصریؒ ابی ابن الحسن یسار آئمہ اور کبار تابعین میں سے ہیں۔ ان کی ذات علم وفضل کا حسین اجتماع تھی ان کی والدہ اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہؓ کی کنیز تھیں وہ روتے اور ماں موجود نہ ہوتی تو اُمّ المومنین اپنے پستان اُن کے منہ میں دے دیتیں۔ علماء کہتے ہیں کہ ان کا علم وفضل اسی فیضان کا ثمرہ ہے۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد بصرہ چلے گئے۔ وہیں پر ۱۱۰ھ میں انتقال فرمایا۔

ساتویں راوی...... معبد الجہنی ہیں ان کا پورا نام معبد بن خالد جہنی ہے۔ ان کے متعلق اسماء الرجال والوں کا اختلاف ہے کہ یہ صحابی ہیں یا تابعی۔ بعض نے ان کو صحابہ میں شمار کیا ہے مگر میری تحقیق کے مطابق زیادہ صحیح بات ان کی معلوم ہوتی ہے جو آپ کو تابعین میں شمار کرتے ہیں۔ دوسرے ان کی ولدیت میں بھی اختلاف ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعیؒ لکھتے ہیں۔

صحابی احدمن حمل الویة جهینه یوم الفتح۔

(تقریب التہذیب ج ۱، ص ۲۶۱ نمبر ۱۲۴۹)

حافظ ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی شافعی ہی اپنی دوسری کتاب **الایثار بمعرفة رواة الآثار** ص ۱۴۱ حرف المیم میں لکھتے ہیں۔

(معبد بن صبيح) ويقاابن صبيح و يقال ابن صبيحة القرشي التيمي من رهط طلحة بن عبيدالله راى عثمان وعليا روى عنه عبدالملك بن عمير ذكره البخاري ولم يذكر فيه جرحا وكذا ابن ابي حاتم و ذكره ابن حبان في الثقات وقال هو الذى روى ابوحنيفه عن منصور بن زازان عن الحسن عنه حديث الضحك في الصلوٰة وهو تابعي ليست له صحبة والحديث مرسل انتهى والمحفوظ أن الذى روى حديث الضحك يقال له معبد الجهني لكذا وقع عندالدارقطني والله اعلم

اس عبارت کے حاشیہ میں مولانا عبدالرشید نعمانی کتاب الثقات کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

فقال، معبد بن صبيحة القرشي اليتمي من رهط طلحة بن عبيدالله ويقال ابن صبيح رأى عليا و عثمان روى عنه عبدالملك بن عمير ولحسن وليس له صحبة وهو الذى روى ابوحنيفة عن منصور زاذان عن الحسن عنه حديث الضحك في الصلوٰة انتهى وليس فيه مانقل ابن حجر من قوله الحديث مرسل.١٢ (الايثار ص ٤١٢ حاشيه)

شرح حدیث:

نماز میں قہقہہ لگانا:

(قہقہہ کہتے ہیں اتنی آواز میں ہنسنا کہ ساتھ والا آدمی سن لے) بالغ نمازی کے نماز میں قہقہہ لگانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

(ہدایہ ج اص ۸۵، کبیری ص ۱۴۱، شرح نقایہ ج اص ۱۲)

حدیث:

حضرت معبد بن ابی معبدؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے نماز میں قہقہہ لگایا تو وہ وضو اور نماز کا اعادہ کرے۔

(الجوهر النقي على البيهقي ج١ ص ١٤٦)

حدیث:

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی نماز میں ہنسا تو اس کو دوبارہ وضو کرنا چاہیے اور دوبارہ نماز پڑھنی چاہیے۔

(الجوهر النقى على البيهقى ج١ ص ١٤٧)

حدیث:

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جو شخص نماز میں ہنسا ہے تو وضو اور نماز دونوں کا اعادہ کرے۔

(مجمع الزوائد ج١ص ٢٤٦ بحوالہ طبرانی کبیر)

یہ روایات امام ابوحنیفہؒ کی روایت کی تائید کرتی ہیں۔

(١٨)......رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک اونٹنی کے جھگڑے کا فیصلہ فرمانا

متن حدیث:

ابو حنيفة عن هيثم الصيرفى عن الشعبى عن جابرؓ ان رجلين اختصما الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فى ناقة فقال كل واحد منهما نتجت هذه الناقة عندى فاقام بينة فقضى بهما رسول الله صلى الله عليه وسلم للذى هى فى يده

ترجمہ حدیث:

امام ابوحنیفہؒ ہیثم صیرفی سے وہ شعبی سے وہ حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ دو آدمی ایک اونٹنی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مقدمہ لے کر حاضر ہوئے۔ دونوں میں سے ایک نے کہا: اس اونٹنی نے میرے ہاں بچے کو جنم دیا ہے۔ ان میں سے ہر ایک نے ثبوت بھی پیش کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے حق میں فیصلہ دیا اس وقت اونٹنی جس شخص کے قبضے میں تھی۔

(سنن دار قطنی جلد۴،ص:۲۰۹، کتاب فی الاقضیة والاحکام وغیر ذلك، سنن دار قطنی مترجم جلد۴ جز۸ص۶۲۰ حدیث نمبر ۴۳۹۷)

تخریج حدیث:

(۱) بیهقی سنن الکبری، ج: ۱۰، ص: ۲۵۶

(۲) مسند شافعی، ج: ۲، حدیث: ۶۳۹

(۳) مصنف عبدالرزاق ج: ۸، ص: ۲۷۶، حدیث نمبر: ۱۵۲۰۳،

(٤) مسند امام اعظم، ص: ٤٩٧ میں اس حدیث کی سند اس طرح ہے۔

ابو حنیفه عن ابی الزبیر عن جابر بن عبدالله رضی الله تعالی عنها عن النبی صلی الله علیه وسلم حدیث نمبر ٤٩٥

(۵) جامع المسانید، ج:۲،ص:۳۹۸/۳۹۹ حدیث نمبر: ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ج:۲،ص: ۳۸۷، حدیث نمبر ۱۶۰۲، ۱۶۰۳،

(٦) معرفت السنن والاثار بیہقی حدیث نمبر ۵۹۸۴

حکم حدیث:

یہ روایت صحیح ہے۔

تحقیق حدیث:

امام دار قطنی سے لے کر امام ابوحنیفہؒ تک کے راویوں کا ہم نے سند میں ذکر نہیں کیا۔ اس سند کے پہلے راوی امام ابوحنیفہؒ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔ دوسرے راوی ہیثم صیرفی ہیں۔ ان کے متعلق امام مزی نے تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۴۹۱ میں جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ ہم یہاں پر درج کرتے ہیں۔

ہیثم بن حبیب اور ہیثم ابوالہیثم صیرفی کوفی، عبدالخالق بن حبیب کے بھائی ہیں یہ طبقہ سادسہ سے ہیں یہ حکم بن عتبہ، حماد بن ابی سلیمان، عاصم بن حمزہ عکرمہ مولی ابن عباس، عون بن ابی جحیفہ اور محارب بن دثار سے روایت کرتے ہیں ان سے شعبہ بن حجاج، ابوعوانہ بن

عبداللہ اور ابوحنیفہ نعمان بن ثابت نے روایت کی ہے۔

ابوداؤد طیالسی نے ابوعوانہ سے روایت کی کہ میں نے شعبہ بن حجاج سے کہا جب میں کوفہ جانے کا ارادہ کروں تو کس کے پاس جاؤں۔ شعبہ بن حجاج نے کہا ہیثم صیرفی کی صحبت کو لازم پکڑو۔ ابوبکر اثرم نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ احمد بن حنبل سے کہا کہ ان کی احادیث کتنی اچھی ہیں اور بہت ہی مستقیم ہیں اور یہ ایسی احادیث ہیں جیسا کہ ان سے اصحاب رائے روایت کرتے ہیں اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین سے روایت کی ہے کہ میں نے کہا ہیثم بن حبیب ثقہ ہیں۔ ابوزرع، ابوحاتم دونوں نے کہا وہ حدیث میں ثقہ وصدوق ہیں۔

تیسرے راوی...... امام شعبی ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

چوتھے راوی...... حضرت جابرؓ ہیں جو مشہور صحابی ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ سے لے کر حضرت جابرؓ تک سب راوی ثقہ ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں متنازع فیہ چیز کی ایک صورت بیان کی گئی ہے کہ متنازعہ چیز دو مدعیوں میں سے ایک کے قبضہ میں ہے اور ان دونوں کے پاس اپنی اپنی ملکیت کے ثبوت کے لئے گواہ بھی موجود ہیں تو اس صورت میں قابض کے حق میں فیصلہ کیا گیا۔ اس لئے کہ جب دونوں کے گواہ تعارض کی وجہ سے ساقط ہوگئے تو اصل کی طرف رجوع کیا گیا اور وہ قبضہ ہے کیونکہ ظاہر حال میں قبضہ قابض کی ملکیت کی دلیل ہوتا ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ متنازع چیز دونوں مدعیوں میں سے کسی کے قبضہ میں نہیں ہے بلکہ کسی ثالث کے قبضہ میں ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اس متنازع چیز کا اصل مالک کون ہے اور دونوں دعویداروں نے اپنے اپنے حق میں گواہ پیش کر دیئے تو اس صورت میں وہ چیز دونوں دعویداروں میں نصف نصف تقسیم کی جائے گی۔ اور تیسری صورت یہ ہے کہ دونوں دعویداروں کے پاس گواہ بھی نہیں ہیں اور ثالث جس کے پاس متنازع چیز ہے وہ بھی اصل مالک کو نہیں جانتا تو اس صورت میں بھی متنازع چیز دونوں دعویداروں میں برابر تقسیم کی جائے گی چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو آدمیوں نے ایک اونٹ کے

بارے میں اپنی اپنی ملکیت کا دعویٰ کیا اوران دونوں میں سے ہرایک نے دودو گواہ پیش کئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اونٹ دونوں کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کردیا۔

(رواہ ابوداؤد)

یعنی وہ دونوں مالک کی حیثیت سے اس اونٹ سے مشترکہ کام لیں یا اس کی قیمت دونوں نصف نصف تقسیم کرلیں اور ابوداؤ د ونسائی اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ دونوں کے درمیان برابر تقسیم کردیا۔ (مشکوٰۃ باب الاقضیۃ والشہادت الفصل الثانی)

اور چوتھی صورت یہ ہے کہ ایک آدمی کسی قوم کے خلاف دعویٰ کردے اور اس مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو اس قوم کے افراد کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے گی جس شخص کے نام کا قرعہ نکلے گا وہ قسم کھائے گا چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مدعی کے پاس گواہ نہ ہونے کی بنا پر) ایک قوم پر قسم پیش کی اور انہوں نے قسم کھانے میں جلد بازی کی تو آپ نے حکم دیا کہ قسم لینے میں ان کے درمیان قرعہ ڈالا جائے کہ ان میں سے کون شخص قسم کھائے گا۔

(رواہ البخاری، مشکوٰۃ المصابیح باب الاقضیۃ والشہادت الفصل الاول کی آخری حدیث)

(۱۹)...... گواہی مدعی کے ذمہ ہے

متن حدیث:

حدثنا عبدالله بن أحمد بن ربيعة نا إسحاق بن خالدناعبدالعزيز بن عبدالرحمن نا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن شريح عن عمرعن النبى صلى الله عليه وسلم قال: البينة على المدعى، واليمين على المدعى عليه

ترجمہ حدیث:

"ہم سے عبداللہ بن احمد بن ربیعہ نے بیان کیا، (انہوں نے کہا) ہم سے اسحاق بن خالد، ہم سے عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن، ہم سے امام ابوحنیفہ نے بیان کیا، انہوں نے حماد، انہوں نے ابراہیم، انہوں نے شریح سے، اور انہوں نے حضرت عمر سے روایت کیا کہ حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گواہی، مدعی (دعویٰ کرنیوالے) کے ذمہ ہے اور قسم مدعیٰ علیہ (جس کے خلاف دعویٰ کیا گیا) کے ذمہ ہے۔"

(سنن دار قطنی حدیث نمبر: ۴۴۳۰) جلد ۴ ص ۴۰۵)

تخریج حدیث:

(۱) جامع المسانید ج ۲ ص ۳۹۰

(۲) سنن الکبریٰ بیہقی ج ۱۰ ص ۲۵۳

(۳) معرفۃ السنن والآثار بیہقی ج ۷ ص ۳۶۶ حدیث نمبر ۵۸۷۳

(۴) مسند ابی حنیفہ ابو نعیم اصفہانی ص ۸۸

(۵) ترمذی مترجم ص ۵۰ ابواب الاحکام باب ماجاء فی ان البینۃ علی المدعی والیمین علی المدعیٰ علیہ

(۶) مسند شافعی حدیث نمبر ۱۹۱

حکم حدیث:

اس سند سے یہ روایت ضعیف ہے دوسرے شواہد کی وجہ سے روایت صحیح ہے اور قابل عمل ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی عبداللہ بن احمد بن ربیعہ ہیں۔ ان کا ذکر ابن عساکر نے تاریخ دمشق ج ۲۷ ص ۲۳ میں کیا ہے۔

دوسرے راوی...... اسحاق بن خالد ہیں۔ ان کا نام اسحاق بن خالد بن یزید البالیسی ہے۔ ان کا ذکر ابن عدیؒ نے الکامل ج ۱ ص ۳۴۴ میں کیا ہے بعض محدثین نے ان کو ضعیف کہا ہے۔

تیسرے راوی...... عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن البالیسی القرشی ہیں۔ ابن عدی نے الکامل ج ۵ ص ۲۸۹ میں ان کا ذکر کیا ہے ان کو بھی بعض محدثین نے ضعیف کہا ہے۔

چوتھے راوی...... امام ابوحنیفہؒ ہیں ان کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

پانچویں راوی...... حماد بن ابی سلیمان کوفی ہیں ان کا ذکر بھی پہلے گزر چکا ہے۔
چھٹے راوی...... ابراہیم نخعی ہیں ان کا ذکر بھی گزر چکا ہے۔
ساتویں راوی...... قاضی شریح ہیں۔

امام بخاری نے تاریخ کبیر میں کہا ہے کہ ابونعیم کہتے ہیں کہ ان کا انتقال ۷۸ ہجری میں ہوا۔ امام بخاری یہ بھی فرماتے ہیں کہ سفیان ثوری کہتے ہیں کہ علقمہ بن قیس فرائض اور فقہ کے حوالہ سے حضرت شریح سے زیادہ علم رکھتے تھے اور شریح قضاء کا زیادہ علم رکھتے تھے ان سے امام شعبی نے اور ابراہیم نخعی نے روایت کی ہے ان کا ۱۲۰ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔
(بحوالہ جامع المسانید ص ۱۵۵ جلد سوم)

امام صاحب کی سند سے جو حدیث ہم نے نقل کی ہے وہ حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی ہے۔ حضرت عمرؓ کے علاوہ بھی دیگر صحابہ نے کچھ الفاظ کی کمی بیشی سے یہ حدیث روایت کی ہے مثلاً

(۱) عبداللہ بن عباسؓ سے مسند حارثی ج ۲ ص ۵۴۷۔ جامع المسانید ج ۲ ص ۲۷۰، بخاری ج ۲ ص ۸۸ باب اذا اختلف الراھن والمرتھن حدیث نمبر ۲۳۲۹ ج ۲ ص ۹۴۹ باب الیمین علی المدعی علیہ فی الاموال والحدود حدیث نمبر ۲۵۲۴ مسلم باب الیمین علی المدعی علیہ حدیث نمبر ۱۷۱۱، ابن ماجہ ج ۲ ص ۷۷۸ باب البینۃ علی المدعی والیمین علی المدعی علیہ حدیث نمبر ۲۳۲۱ ابوداؤد باب الیمین علی المدعی علیہ حدیث نمبر ۳۶۱۹

(۲) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما
جامع المسانید ج ۳ ص ۲۷۰

(۳) حضرت عمرو بن شعیب۔ ان کی روایت ترمذی باب ماجآء فی ان البینۃ علی المدعی والیمین علی المدعی علیہ حدیث نمبر ۱۳۴۱۔ دار قطنی ج ۴ ص ۲۱۸ باب فی المرأۃ تقتل اذا ارتدت، مصنف عبدالرزاق ج ۴ ص ۲۱۸

(۴) زید بن ثابتؓ، ان کی روایت مصنف ابن ابی شیبہ ج ۴ ص ۳۴۰ فی الرجلین یختصمان حدیث نمبر ۲۰۸۲۹ سنن الکبریٰ بیہقی ج ۱۰ ص ۲۵۳

(۵) طلحہ بن عبداللہ بن عوفؓ ان کی روایت مصنف ابن ابی شیبہ ج ۴ ص ۳۳۹ میں موجود ہے۔

امام صاحب کی سند میں جو امام دارقطنی سے لے کر امام صاحب تک سند کا حصہ ہے۔ اس کی وجہ سے بعض محدثین نے اس روایت تو ضعیف کہا ہے کیونکہ عبداللہ بن احمد بن ربیعہ اور عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن کو محدثین نے ضعیف کہا ہے۔ مگر یہ یاد رہے کہ امام صاحب کے بعد کے راویوں کے ضعیف ہونے سے امام صاحب پر اس کا کچھ اثر نہیں پڑتا۔ امام صاحب نے جو روایت بیان کی ہے وہ تو صحیح ہے۔

(۲۰)......اپنی بیوی کا بوسہ لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا

متن حدیث:

ابو حنیفہ عن ابی روق الهمدانی عن ابراهیم بن یزید عن حفصة زوج النبی صلی الله علیه وسلم عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه کان یتوضا للصلاة ثم یقبل ولا یحدث وضوءًا

ترجمہ حدیث:

امام ابوحنیفہ عطیہ بن روق الھدانی الکوفی سے روایت کرتے ہیں وہ ابراہیم بن یزید التیمی سے وہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت حفصہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کیلئے وضو کرتے تھے پھر (اپنی اہلیہ کا) بوسہ لیتے تھے اور دوبارہ وضو نہیں کرتے تھے۔ (سنن دارقطنی، ج:۱، حدیث نمبر ۴۹۵۔

تخریج حدیث:

(۱) دارقطنی کے علاوہ امام بیہقی نے خلافیات بیہقی، ج:۱، ص:۲۸۱ میں بھی اس کو نقل کیا ہے۔

(۲) جامع المسانید، ج:۱، ص:۲۹۴ حدیث نمبر ۳۵۳

(۳) مسند ابی حنیفہ ابونعیم الاصبھانی ص ۲۰۶

حکم حدیث:

یہ روایت صحیح ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی امام ابو حنیفہؒ ہیں ان کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

دوسرے راوی......ابی زوق الھمدانی ہیں۔اصل نام ان کا عطیہ بن حارث ہمدانی کوفی ابوروق ہے۔امام بخاری نے تاریخ کبیر میں ان کا ذکر اس طرح کیا ہے فرمایا ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن خلیفہ اور ضحاک سے سماع کیا ہے اور ان سے سفیان ثوری اور عبدالواحد اور ابواسامہ نے سماع کیا ہے۔(بحوالہ جامع المسانید مترجم جلد سوم ص۶۰۲ نمبر۵۵۴)

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی نے ان کا جو تذکرہ تقریب میں لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

عطیۃ بن حارث، ابوروق ہمدانی کوفی علم اسماء الرجال کے ماہرین نے انہیں صدوق قرار دیا ہے یہ راویوں کے پانچویں طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔

(تقریب التہذیب ج۲ص۲۴)

تیسرے راوی......ابراہیم بن یزید ہیں یہ امام ابراہیم نخعی کوفی ہیں ان کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔

چوتھے راوی......حضرت اُمّ المومنین حضرت حفصہؓ ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں ایک مشہور مسئلہ بیان ہوا ہے کہ بوسہ لینے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں۔امام ابوحنیفہ کے نزدیک صرف بوسہ لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ان کی دلیل اس حدیث میں بیان ہوئی ہے۔اس حدیث کے علاوہ اور بھی کئی احادیث میں یہ مسئلہ بیان ہوا ہے۔

(۱) حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حدیث ترمذی باب ترک الوضو من القبلۃ میں آئی ہے جس کے الفاظ اس طرح ہیں۔

روایت ہے عروہ سے وہ روایت کرتے ہیں عائشہ سے کہ بوسہ لے لیا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے کسی بیوی کا پھر نکلے نماز کو اور وضو نہ کیا

(۲) صحیح بخاری ج ۱ص ۱۶۱ کتاب التہجد باب ما یجوز من العمل فی الصلوٰۃ میں بھی حضرت عائشہؓ کی ایک روایت آئی ہے۔

(۳) سنن نسائی ج ۱ص ۳۸ باب ترک الوضوء من مس الرجل امرأتہ من غیر شھوۃ میں بھی حضرت عائشہ کی روایت موجود ہے۔

(۴) صحیح مسلم ج ۱ص ۱۹۲ باب مایقال فی الرکوع والسجود میں بھی حضرت عائشہؓ کی روایت موجود ہے۔

(۵) علامہ ہیثمیؒ نے (مجمع الزاوئد ج ۱ص ۲۴۷ باب فیمن قبل اولامس) میں معجم طبرانی اوسط کے حوالہ سے حضرت ابومسعود انصاریؓ کی روایت نقل کی ہے۔

(۶) معجم طبرانی اوسط میں حضرت اُمّ سلمہؓ کی روایت موجود ہے۔

ان روایات کی موجودگی میں امام ابوحنیفہؒ کا مسلک راجح معلوم ہوتا ہے کہ صرف بوسہ لینے سے وضو نہیں ٹوٹا بیوی کو چھونے یا بوسہ لینے سے اس وقت وضو ٹوٹتا ہے جب خروج مذی ہو ورنہ وضو نہیں ٹوٹتا جیسا کہ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے اور یہی قیاس کا تقاضا بھی ہے اس لئے کہ وضوء نجاست کے نکلنے سے ٹوٹتا ہے صرف کسی چیز کے چھونے سے نہیں ٹوٹتا۔

(۲۱)......سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال منع ہے

متن حدیث:

ابو حنیفة حدثنا ابو فروة عن عبد الرحمن بن ابی لیلی قال نزلت مع حذیفة علی دهقان فاتانا بطعام فطحمنا فدعا حذیفة بشراب فاتاه بشراب فی اناءٍ من فضه فاخذ الاناء فضرب به وجهه فساء نا الذی صنع به فقال هل تدرون لم صنعت هذا قلناه قال نزلت به فی العام الماضی فاقانی بشراب فیه فاخبرته ان النبی صلی الله علیه وسلم نهانا ان ناکل فی انیة الذهب والفضة وان نشرب فیهما وه نلبس الحریروه الدیباج وانهما للمشرکین

فی الدنیا وھما لنا فی الاخرۃ.

ترجمہ حدیث:

امام ابوحنیفہ ابوفروہ سے وہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں میں حضرت حذیفہ کے ساتھ ایک کسان کے پاس گیا، وہ ہمارے پاس کھانا لے کر آیا ہم نے اسے کھالیا پھر حضرت حذیفہؓ نے پانی منگوایا تو وہ شخص چاندی کے برتن میں ان کے پاس مشروب لے کر آیا۔ حضرت حذیفہؓ نے وہ برتن پکڑا اور اس کے منہ پر مار دیا، انہیں اس کی یہ حرکت بری لگی پھر حضرت حذیفہؓ نے کہا کیا تم لوگ جانتے ہو کہ میں نے ایسا کس لئے کیا ہے؟ ہم نے جواب دیا جی نہیں۔ تو حضرت حذیفہؓ نے بتایا۔ ہم گزشتہ سال بھی اس کے ہاں آئے تھے تو یہ اسی برتن میں میرے پاس مشروب لے کر آیا تھا میں نے اسے بتایا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کہ ہم سونے یا چاندی کے برتنوں میں کچھ کھائیں یا ان میں کچھ پئیں یا ہم ریشمی لباس یا دیباج کا لباس پہنیں۔

(سنن دار قطنی جلد چہارم، کتاب الاشربۃ وغیرھا)

تخریج حدیث:

(۱) جامع المسانید، ج:۱،ص:۴۷۳، حدیث نمبر ۱۶۸۳

(۲) بخاری حدیث نمبر ۵۸۳۷،

(۳) مسلم حدیث نمبر ۲۰۶۷

(۴) نسائی حدیث نمبر ۱۹۸

(۵) ابن ماجہ

(۶) مسند احمد ج:۵،ص:۳۹۷

(۷) ابوداؤد

(۸) ترمذی

(۹) مسند امام اعظم،ص:۴۱۸، حدیث نمبر ۴۳۰

(۱۰) ابن حبان حدیث نمبر:۵۳۳۹

(۱۱) مسند حمیدی، حدیث نمبر ۲۴۰

(۱۲) تاریخ بغداد جلد نمبر ۱۰، ۳

(۱۳) منتقی ابن الجارود ۸۶۵

حکم حدیث:

یہ روایت صحیح ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ ہیں ان کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

دوسرے راوی......ابوفروہ ہیں۔ ان کا نام مسلم بن سالم ابوفروہ نہدی ہے امام بخاری نے تاریخ کبیر میں ان کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ جہینہ کے آزاد کردہ ہیں اور جہینی کے نام سے پہچانے جاتے ہیں اور یہ کوفی ہیں انہوں نے ابن ابی لیلیٰ، عبداللہ بن عکیم سے سماع کیا ہے اور ان سے سفیان ثوری نے روایت کی ہے۔

(بحوالہ جامع المسانید مترجم جلد ۳ ص ۶۹۸ نمبر ۷۴۴)

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں۔ **(ابو فروة) هو الاصغر واسمه مسلمه بن سالم عن عبدالرحمن بن ابی لیلی مشهور فی التهذیب**

(الایثار بمعرفۃ رواۃ الاثار ص ۲۲۱ شامل کتاب الاثار)

امام مزی نے ان کے متعلق جو لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

مسلم بن سالم نہدی ابوفروہ کوفی اصغر اور یہ جہینی سے معروف ہیں یہ طبقہ سادسہ سے صدوق ہیں اور ظاہر ہے کہ طبقہ سادسہ تابعین میں سے ہے سوائے ترمذی کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ ابوبکر بن ابی خیثمہ نے یحییٰ بن معین سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ وہ ثقہ ہیں ابو حاتم نے کہا کہ وہ صالح الحدیث ہیں لا باس بہ ابن حبان نے ان کا ذکر کتاب الثقات میں کیا ہے۔

یہ حسن بصری، عبداللہ بن حکیم جہینی، عبداللہ بن ابی ہذیل، عبداللہ بن یسار جہینی، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، ابوالاحوص جشمی سے روایت کرتے ہیں ان سے سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ،

عمرو بن ابی قیس رازی عمران بن عینیہ، قیس بن ربیع، مسعر بن کدام ابوعوانہ، ابومالک نخعی وغیرھم نے روایت کی ہے۔ (تہذیب الکمال ج ۹ ص ۶۱۰، ۶۱۱)

تیسرے راوی...... عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ہیں ان کے متعلق صاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب اپنی کتاب اکمال فی اسماء الرجال میں لکھتے ہیں۔ نام عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ ہے۔ انصار میں سے ہیں۔ حضرت عمرؓ کی خلافت کے چھ سال باقی تھے اس وقت ان کی پیدائش ہوئی۔ جیل میں شہید کئے گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ نہر بصرہ میں ڈوب گئے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دیر جماجم میں ۸۲ھ میں ابن الاشعث کے حملہ کے وقت گم ہوگئے۔ ان کی حدیثیں اہل کوفہ میں پائی جاتی ہیں اپنے والد اور بہت سے صحابہ سے انہوں نے حدیث سُنی اور ان سے شعبی، مجاہد، ابن سیرین اور ان کے علاوہ بہت سے لوگوں نے ان سے حدیث کو سنا۔ کوفہ میں رہنے والے تابعین کے پہلے طبقہ میں سے ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال مترجم ص ۳۷۹، ۳۸۰ شامل مشکوٰۃ جلد نمبر ۳)

چوتھے راوی...... مشہور صحابی حذیفہؓ بن یمان ہیں۔

شرح حدیث:

اسلام نے اس بات کو حرام ٹھہرایا ہے کہ مسلمان کے گھر میں سونے چاندی کے برتن یا خالص ریشم کا بستر ہو۔ اس سے انحراف کرنے والے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت وعید سنائی ہے۔ حضرت اُمّ سلمہؓ سے روایت ہے جو شخص سونے اور چاندی کے برتن میں کھاتا پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے۔ حضرت حذیفہؓ کی ایک دوسری رعایت میں اس طرح آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے اور پینے سے منع فرمایا ہے نیز حریر و دیباج کے کپڑے پہننے اور ان پر بیٹھنے کی بھی ممانعت کی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ چیزیں کفار کے لئے دنیا میں ہیں اور ہمارے لئے آخرت میں ہونگی۔ (بخاری حدیث نمبر ۵۶۳۴/۵۶۳۲)

ایک اور حدیث میں آتا ہے جو شخص سونے یا چاندی کے برتن میں پیتا ہے وہ گویا اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے۔ (بخاری)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم کو اپنے دہنے ہاتھ میں اور سونے کو اپنے بائیں میں رکھ کر فرمایا یہ دونوں چیزیں میری اُمت کے مردوں پر حرام ہیں۔ (بخاری ۵۸۳۲)

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ریشم کو نہ پہنو کیونکہ جو شخص دنیا میں ریشم پہنتا ہے وہ اخرت میں اس سے محروم رہے گا۔
(بخاری ۵۸۳۲)

ان تمام روایات سے امام ابوحنیفہؒ کی روایت کردہ حدیث کی تائید ہوتی ہے۔

☆☆☆

سنن الکبریٰ بیہقی میں سے

امام ابوحنیفہؒ کی مروی ۵/۱ احادیث

(۲۲)......سورۃ فاتحہ اوراس کے ساتھ کوئی سورت ملائے بغیر نماز مکمل نہیں ہوتی

متن حدیث:

انبأ علي بن أحمد بن عبدان ثنا أحمد بن عبيد الصفار ثنا بشر بن موسى ثنا أبوعبدالرحمن يعني المقرئ عن أبي حنيفة عن أبي سفيان عن أبي نضرة أبي سعيد الخدری. انه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الوضوء مفتاح الصلاة، والتكبير تحريمها، والتسليم تحليلها، وفي كل ركعتين تسليم. ولا تجزئ صلاة إلا بفاتحة الكتاب ومعها غيرها

قال أبوعبدالرحمن: فقلت لأبي حنيفة: مايعني التشهد. وكذلك رواه علي بن مسهر وغيره عن أبي سفيان

ترجمہ حدیث:

''علی بن احمد بن عبدان نے خبر دی، ہم سے احمد بن عبید الصفار، ہم سے بشر بن موسیٰ، ہم سے ابوعبدالرحمٰن یعنی المقرئ نے بیان کیا: انہوں نے امام ابوحنیفہ، انہوں نے ابوسفیان، انہوں نے ابونضرہ اور انہوں نے حضرت ابوسعید خدری سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز کی کنجی وضو ہے، اس کی تحریم (یعنی دنیاوی امور کو نماز میں حرام کرنے والی چیز) تکبیر (اللہ اکبر کہنا) ہے، اس کی تحلیل (یعنی امور کو حلال کرنے والا کام) ''سلام پھیرنا'' ہے، ہر دو رکعت میں سلام پھیرنا ہے اور (اکیلے شخص کی) نماز سورت فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی سورت ملائے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔''

ابوعبدالرحمٰن المقرئ کہتے ہیں: میں نے امام ابوحنیفہ سے پوچھا، ہر دو رکعت میں سلام پھیرنے سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: اس سے مراد (ہر دو رکعت کے بعد) تشہد میں بیٹھنا ہے۔'' اسی طرح اس حدیث کو علی بن مسہر اور دیگر محدثین نے بھی ابوسفیان سے روایت

کیا ہے۔

(بيهقي، السنن سباب وجوب التحلل من الصلاة بالتسليم، ۲: ۳۸۰، رقم ۳۷۸۷)

تخریج حدیث:

(۱) بيهقي كتاب القرأة خلف الامام: ۲٦، رقم: ۲٦

(۲) دارقطني،السنن، باب صلاة الإمام وهو جنب أومحدث، ۱: ۳٦٥، رقم: ۱۷

حکم حدیث:

یہ روایت غریب ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی علی بن احمد بن عیدان ہیں ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

دوسرے راوی......احمد بن عبید الصفار ہیں ان کے حالات بھی ہمیں نہیں ملے۔

تیسرے راوی......بشر بن موسیٰ ہیں ان کے حالات بھی نہیں ملے۔

چوتھے راوی......ابوعبدالرحمٰن یعنی المقر ی ہیں ان کے حالات بھی معلوم نہیں۔

پانچویں راوی......امام ابوحنیفہؒ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

چھٹے راوی......ابی سفیان ہیں ان کا نام طریف بن شہاب ہے ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

ساتویں راوی......ابونضرۃ ہیں ان کا نام المند ر بن مالک ہے ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

آٹھویں راوی......حضرت ابی سعید الخدریؓ ہیں انکا نام سعدؓ بن مالک بن سنان ہے انکا تذکرہ بھی پہلے گزر چکا ہے۔ یہ مشہور صحابی ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ سے لے کر حضرت ابی سعید الخدریؓ تک تمام کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ امام

صاحب سے لے کر امام بیہقی تک اگر کوئی راوی ضعیف بھی ہو تو امام صاحب پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ یہ متن امام بیہقی کو اس سند سے ملا ہے۔ دوسرے محدثین کو اور سند سے پہنچا ہے۔ لہٰذا اس سند سے یہ روایت صحیح نہیں معلوم ہوتی۔ البتہ اس کی دیگر اسناد کو اگر جمع کیا جائے تو حسن سے کم نہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں نماز سے متعلق چھ مسائل کا ذکر ہے۔

(۱) نماز کی کنجی وضو ہے۔

(۲) اس کی تحریم تکبیر ہے (یعنی تکبیر تحریمہ)

(۳) اس کی تحلیل سلام پھیرنا ہے۔

(۴) ہر دو رکعت کے بعد تشہد میں بیٹھنا ہے۔

(۵) سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی اور سورت ملائے بغیر نماز مکمل نہیں ہوتی۔

پہلے چار مسائل پر ہم گفتگو کر چکے ہیں۔ نمبر ۵ اور نمبر ۶ پر کچھ عرض کرتے ہیں۔ نماز میں مطلقاً قراۃ کرنا یعنی قرآن پاک کی تلاوت کرنا یہ فرض ہے اگر کوئی شخص بالکل قرآن نہ پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوتی۔

نماز میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے اگر نہیں پڑھی تو سجدہ سہو کرنا پڑے گا سجدہ سہو سے نماز درست ہو جائے گی۔ اگر سجدہ سہو نہیں کیا تو نماز دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔

نماز میں سورۃ فاتحہ کے علاوہ دوسری سورۃ ملانا بھی واجب ہے۔ اگر نہیں ملائی تو سجدہ سہو کرنا پڑے گا اگر نہیں کیا تو نماز نہیں ہوگی اس حدیث میں نماز کے دو واجبات کا ذکر ہے۔

عموماً نمازی کی تین حالتیں ہوتی ہیں۔

(۱) امام بن کر لوگوں کو نماز پڑھانا یعنی امام کی نماز امام کے مسائل اکثر تو وہ ہی ہیں جو عام لوگوں کے ہوتے ہیں مگر بعض مسائل امام کے لئے خاص ہوتے ہیں۔

(۲) مقتدی بن کر امام کے پیچھے نماز پڑھنا۔ مقتدی کا بہت سے مسائل میں امام سے فرق ہوتا ہے۔

(۳) اکیلا نماز پڑھنا یعنی منفرد کی نماز، منفرد کی نماز کے مسائل میں بھی بہت سا فرق ہوتا ہے اس حدیث میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ ملانے کا جو ذکر ہے وہ منفرد ہی سے متعلق ہے۔

(۲۳)......حالت احرام میں شکار کا گوشت کھانے کا حکم

متن حدیث:

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ أنبا أحمد بن محمد بن شعيب الجلاباذي ثنا سهل بن عمار العتكي ثنا الجارود بن يزيد النيسابوري ثنا أبو حنيفة عن هشام بن عروة عن أبيه عن جده الذبير بن العوام قال: كنا نأكل لحم الصيد ونتزوده ونا كله ونحن محرمون مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وكذلك رواه ابراهيم طهمان عن ابى حنيفة بمعناه.

ترجمہ حدیث:

"ہمیں حافظ ابوعبداللہ نے خبر دی، انہیں احمد بن محمد بن شعیب الجلاباذی نے خبر دی، (انہوں نے کہا) ہم سے سہل بن عمار العتکی، ہم سے الجارود بن یزید نیشاپوری، ہم سے امام ابوحنیفہ نے بیان کیا، انہوں نے ہشام بن عروہ، انہوں نے اپنے والد، وہ اپنے دادا حضرت زبیر بن العوام سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: ہم شکار کا گوشت کھاتے اور اُسے زادِ راہ کے طور پر رکھتے تھے اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حالت احرام میں بھی اسے کھاتے تھے۔" اس حدیث کو ابراہیم بن طہمان نے بھی ابوحنیفہ سے معناً روایت کیا ہے۔ (بیہقی: السنن الکبریٰ، ۵:۱۸۹، رقم: ۹۶۹۷)

تخریج حدیث:

(۱) ابن عساكر، تاريخ مدينة دمشق، ٥: ٤٤٦

حکم حدیث:

یہ روایت حسن ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی ابوعبداللہ ہیں یہ مستدرک حاکم کے مصنف ہیں ثقہ ہے، بہت سے محدثین نے ان کی نسبت رفض کی طرف بھی کی ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ)

دوسرے راوی...... احمد بن محمد بن شعیب الجلا بازی ہیں ان کے حالات نہیں ملے۔

تیسرے راوی...... سھل بن عمار العتکی ہیں ان کے حالات بھی نہیں ملے۔

چوتھے راوی...... الجارود بن یزید النیشاپوری ابوعلی عامری ہیں۔ امام بخاری نے تاریخ کبیر میں کہا ہے۔ جارود بن یزید نیشاپوری منکر الحدیث ہیں اور ابن اسامہ ان کو جھوٹا قرار دیا کرتے تھے اور بہز، عمر بن زر سے روایت کرتے ہیں۔ (جامع المسانید مترجم ج ۳ ص ۴۴۲)

پانچویں راوی...... امام ابوحنیفہؒ ہیں۔ ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

چھٹے راوی...... ہشام بن عروہؒ ہیں۔

امام مزی نے ان کے حالات ذکر کیے ہیں ہم یہاں پر اس کا خلاصہ نقل کرتے ہیں۔ ہشام بن عروہ بن زبیر بن عوام قرشی اسدی ابوالمنذر (المتوفی ۱۴۵ھ آئمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ یہ بکر بن وائل، ابوالزناد، عبداللہ بن ذکوان اپنے بھائی عبداللہ بن عروہ بن زبیر اپنے چچا حضرت عبداللہ بن زبیرؓ (نواسہ حضرت ابوبکر صدیقؓ)

اپنے والد عروہ بن زبیر، محمد بن مسلم بن شہاب زہری، ابوالزبیر محمد بن مسلم مکی، محمد بن منکدر، وہب بن کیسان وغیرھم سے روایت کرتے ہیں۔ حافظ مزی نے یہ بھی کہا ہے کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک، جابر بن عبداللہ سہل بن سعد اور عبداللہ بن عمر بن خطاب کو دیکھا ہے۔ عبداللہ بن عمر نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کیلئے دعا فرمائی۔ ابوحاتم نے کہا وہ ثقہ اور حدیث میں امام تھے۔ تہذیب الکمال ج ۱ ص ۴۳۵، ۴۳۸)

ساتویں راوی...... حضرت عروہ ابن زبیر حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں۔ عروہ بن الزبیر احد الفقہاء مشہور فی التھذیب

(الایثار بمعرفۃ رواۃ الآثار ص ۴۰۵ حرف عین شامل کتاب الآثار)

آٹھویں راوی...... زبیر بن عوام مشہور صحابی اور عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں اس بات کا ذکر ہے کہ محرم (جس نے احرام باندھا ہوا ہو) وہ شکار کا گوشت کھا سکتا ہے اس مسئلہ کی تفصیل اس طرح ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ:

أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا

دریا کا شکار کرنا اور اس کا کھانا تمہارے لئے حال کیا گیا ہے تمہارے اور مسافروں کے فائدہ کے لئے اور خشکی کا شکار کرنا تم پر حرام کیا گیا ہے۔ جب تم احرام میں ہو۔

(سورۃ المائدہ آیت نمبر ۹۶)

اس آیت میں یہ مسئلہ بیان فرمایا گیا ہے کہ محرم کے لئے دریا کا شکار حلال ہے اور خشکی (یعنی جنگل) کا شکار حرام ہے اور دریا کا شکار وہ ہے جس کی پیدائش دریا میں ہو اور خشکی کا وہ ہے جس کی پیدائش خشکی میں ہو۔

امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ جب محرم کی اعانت نہ ہو تو پھر محرم کے لئے شکار کا گوشت حرام نہیں ہے خواہ غیر محرم نے اپنے لئے شکار کیا ہو یا محرم کے لئے کیا ہو۔ امام ابوحنیفہؒ کی دلیل ایک تو یہی حدیث ہے جو آپ سے مروی ہے اس کے علاوہ بھی کئی احادیث ہیں شرح مسند امامِ اعظم حصکفی ص ۴۵۱، ۴۵۲ میں اس روایت کے علاوہ دو اور روایات موجود ہیں اور مسلم شریف میں کئی سندوں کے ساتھ حضرت ابوقتادہؓ کی حدیث موجود ہے۔

(مسلم کتاب الحج باب تحریم السعید مترجم ج ۳ ص ۱۹۶ طبع نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور)

(۲۴)...... کسی کے سودے پر سودا نہ کرے

متن حدیث:

أخبرنا أبو عبدالله الحافظ أنبأ بكر بن محمد الصيرفي ثنا ابراهيم بن

هلال ثنا علي بن الحسن بن شقيق ثنا عبدالله بن المبارك عن أبی حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن الأسود عن أبی هريرة عن النبی صلی الله عليه وسلم لايساوم الرجل علی سوم أخيه، ولا يخطب علی خطبة أخيه، ولاتنا جشوا، ولا تبايعوا بإلقاء الحجر، ومن استأجر أجيرا فليعلمه أجره

ترجمہ حدیث:

''ہمیں حافظ ابوعبداللہ نے خبر دی، ہمیں بکر بن محمد الصیرفی نے خبر دی، ہم سے ابراہیم بن ہلال، ہم سے علی بن حسن بن شقیق، ہم سے عبداللہ بن المبارک نے بیان کیا، انہوں نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا، انہوں نے حماد، انہوں نے ابراہیم، انہوں نے اسود اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے، نہ اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر اپنا پیغام دے۔ کسی کو پھانسنے کے لئے کسی چیز کی زیادہ قیمت نہ لگاؤ۔ (زمانہ جاہلیت کی طرح سامان میں) پتھر ڈال کر باہم خرید وفروخت نہ کرو اور جو کوئی کسی کو مزدوری لگائے تو اسے اس کی اجرت کے متعلق بتادے۔'' (بیہقی، السنن الکبریٰ، ۶: ۱۲۰، رقم ۱۱۴۳۱)

تخریج حدیث:

(۱) ابو نعیم اصبهانی، مسندأبی حنيفة: ۸۹

(۲) بخاری. الصحيح، كتاب البيوع، باب لايبيع علی بيع أخيه، لا يسوم علی سوم أخيه حتی يأذن له او يتركه ۳. ۶۲۶ رقم ۱۳۴۱)

(۳) مسلم، الصحيح، كتاب النكاح، باب تحريم الخطبة علی خطبة أخيه حتی يأذن أو يترك، ۲: ۱۰۳۳، رقم: ۱۴۱۳

(٤) نسائی، السنن، كتاب النكاح، باب النهی أن يخطب الرجل علی خطبة أخيه، ٦: ٧٢، رقم: ٣٢٣٩

(٥) احمد بن حنبل، المسند، ٢: ٤٨٧، رقم: ١٠٣٢١

(٦) حميدی، المسند، ٢: ٤٤٥، رقم ١٠٢٦

حکم حدیث:

یہ روایت حسن ہے۔اور اس کو تلقی بالقبول حاصل ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی ابوعبداللہ الحافظ ہیں جو امام حاکم کے نام سے مشہور ہیں ان کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

دوسرے راوی......بکر بن محمد الصیر فی ان کے حالات بھی پہلے گزر چکے ہیں۔

تیسرے راوی......ابراہیم بن حلال ہیں ان کے حالات نہیں ملے۔

چوتھے راوی......علی بن الحسن بن شقیق ہیں۔ان کے حالات بھی ہمیں نہیں ملے۔

پانچویں راوی......عبداللہ بن مبارک، ابوعبدالرحمٰن مروزی ہیں۔خطیب بغدادیؒ نے تاریخ بغداد میں ذکر کیا ہے کہ یہ بنو حنظلہ کے آزاد کردہ تھے انہوں نے ہشام بن عروہؒ، اسماعیل بن ابوخالد، سلیمان اعمش، سلیمان تیمی، حمید الطّویل، عبداللہ بن عون، یحییٰ بن سعید انصاری معتمر بن راشد، ابن جریج، ابن ابی ذئب، مالک بن انس، سفیان ثوری، شعبہ، امام اوزاعی، لیث بن سعد، یونس بن یزید، ابراہیم بن سعد، زہیر بن معاویہ اور ابوعوانہ سے سماع کیا ہے۔

یہ زہد کے حوالے سے ربانیین میں شمار ہوتے ہیں اور علمائے ربانیین میں ان کا ذکر ہوتا ہے ان سے داؤد بن عبدالرحمٰن عطار، سفیان بن عیینہ، ابواسحاق فزاری معتمر بن سلیمان، یحییٰ بن سعید قطان عبدالرحمٰن بن مہدی، عبداللہ بن وہب، یحییٰ بن آدم، عبدالرزاق بن ہمام (مصنف عبدالرزاق والے) ابواسامہ حماد بن اسامہ، مکی بن ابراہیم، موسیٰ بن اسماعیل، مسلم بن ابراہیم، عبدان بن عثمان، یحییٰ بن معین، ابوبکر بن ابی شیبہ، (مصنف ابن ابی شیبہ والے) حسن بن ربیع، حسن بن عرف اور دیگر محدثین نے ان سے حدیث بیان کی ہے۔ان کے فضائل شمار سے زیادہ ہیں ان کی پیدائش ۱۱۸ ہجری میں ہوئی اور ایک قول کے مطابق ۱۱۷ ہجری میں ہوئی اور ان کا انتقال ۱۸۱ ہجری میں ہوا۔ان کو ہیت میں دفن کیا گیا ان کی وفات سے پہلے (ان کی عمر کے بارے) میں پوچھا گیا تو آپ نے کہا میری عمر اس وقت ۶۳ برس ہے۔

امام خوارزمی فرماتے ہیں:

یہ ائمہ حدیث کے بھی امام ہیں۔امام بخاری اور امام مسلم کے شیوخ کے بھی شیخ ہیں اور یہ امام شافعی کے بھی بعض شیوخ کے شیخ ہیں۔امام احمد بن حنبل کے بھی شیخ ہیں اور ان جیسے محدثین کے شیوخ کے بھی شیخ ہونے کے باوجود یہ حضرت امام ابوحنیفہ کے شاگردوں میں سے ہیں۔امام ابوحنیفہؒ سے ان کی روایت کردہ کثیر احادیث ان کی مسانید میں موجود ہیں۔

(جامع المسانید اردو جلد ۳ ص ۶۱۲، ۶۱۳)

ابن ندیم نے آپ کی تصنیفات میں کتاب السنن فی الفقہ، کتاب التاریخ، کتاب الزھد والرقاق، کتاب البر والصلۃ کا ذکر بھی کیا ہے۔

(المصنفات فی الحدیث مولانا محمد زمان کلاچوی ص ۲۲۵، ۲۲۶)

آپ کی مشہور کتابیں دو ہیں جو طبع ہو کر اردو زبان میں ہم تک پہنچی ہیں۔ایک کتاب الجہاد لابن المبارک ہے اس کا ترجمہ مولانا محمد عارف صاحب نے کیا ہے جو جامعہ عربیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ کے شیخ الحدیث تھے۔کتاب الزھد کا ترجمہ لاہور کے ایک عالم دین نے فرمایا ہے۔ بیت العوام انارکلی لاہور سے طبع ہو چکا ہے۔ دوسری کتابیں ہمارے تک نہیں پہنچی۔

چھٹے راوی......امام ابوحنیفہؒ ہیں ان کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

ساتویں راوی......امام ابراہیم نخعی ہیں ان کا ذکر بھی گزر چکا ہے۔

آٹھویں......راوی الاسود ہیں ان کا ذکر بھی گزر چکا ہے۔

نویں راوی......حضرت ابوہریرۃؓ ہیں جو مشہور صحابی ہیں۔

یہ روایت الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ حدیث کی مختلف کتابوں میں آئی ہے کسی محدث نے کتاب النکاح میں اس کو ذکر کیا ہے اور کسی نے کتاب البیوع میں، روایت صحیح ہے۔اگر کسی سند میں کوئی ضعف ہو تو دوسرے شواہد کی وجہ سے وہ دُور ہو جاتا ہے اس لئے روایت قابل عمل ہے اور محدثین نے اس پر عمل کیا ہے۔

(۲۵)...... بیوہ عورت اپنے نکاح کی خود مختار ہے

متن حدیث:

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ أنبأ أبو أحمد بكر بن محمد بن حمدان الصير في بمر و ثنا أبو إسحاق إبراهيم بن هلال البوزنجردي ثنا علي بن الحسن بن شقيق ثنا عبدالله بن المبارك عن، أبي حنيفة عن عبد العزيز بن رفيع عن مجاهد عن ابن عباس. أن امراة توفي زوجها ولها منه ولد، فخطبها عم ولدها إلى والدها، فقال له: زوجنيها، فأبى فزوجها غيره بغير رضا منها، فأتت النبي صلى الله عليه وسلم. فذكرت ذلك له، فأرسل إليه النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: أزوجتها غير عم ولدها؟ قال: نعم زوجتها من هو خير لها من عم ولدها، ففرق بينهما وزوجها عم ولدها كذا قال.

ترجمہ حدیث:

''ہمیں حافظ ابوعبداللہ نے خبر دی، ہمیں مرو میں ابواحمد بکر بن محمد بن حمدان الصیر فی نے بتلایا۔ ہم سے ابواسحاق ابراہیم بن ہلال البوزنجردی، ہم سے علی بن الحسن بن شقیق، ہم سے عبداللہ بن المبارک نے بیان کیا، انہوں نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا، انہوں نے عبدالعزیز بن رفیع انہوں نے مجاہد، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کیا کہ ایک عورت کا خاوند فوت ہوگیا جبکہ اس خاوند سے اس کے پاس ایک بیٹا تھا۔ اس کے بیٹے کے چچا (یعنی دیور) نے اس عورت کے والد سے رشتہ مانگتے ہوئے کہا: اس کی شادی میرے ساتھ کردو اس کے والد نے انکار کر دیا اور اس کی مرضی کے خلاف اس کی شادی کسی اور جگہ کر دی خاتون نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر سارا واقعہ ذکر کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے والد کو بلا کر فرمایا کیا تو نے اس کے دیور کے علاوہ اس کی شادی کر دی ہے؟ اس نے کہا، ہاں! میں نے اس کی شادی اس لڑکے سے کی ہے جو اس کے دیوار سے بہتر ہے۔ پس آپ نے (شارع دین ہونے کی حیثیت سے)

ان دونوں کے درمیان تفریق کر کے اس کی شادی اس کے دیور کے ساتھ کر دی۔'' اسی طرح حضرت ابن عباس نے بیان کیا ہے۔

(بیهقی، السنن الکبری، باب ماجاء فی النکاح الثیب ۷: ۱۲۰ رقم: ۱۳٤٦٦)

تخریج حدیث:

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب النکاح، باب إزا زوج ابنته وهی کارهة فنکاحه مردود، ٥: ۱۹۷٤، رقم: ٤٨٤٥

(۲) نسائی، السنن الکبری: ۳: ۲۸۲، رقم: ٥۳۷۹. ٥۳۸۰.

(۳) عبدالرزاق، المصنف، ٦: ۱٤۷، رقم: ۱۰۳۰٤

(٤) ابن حزم، المحلی، ۱۰: ۳۲٥

حکم حدیث:

یہ روایت صحیح ہے۔

تحقیق حدیث:

راوی نمبر ایک سے لے کر امام ابوحنیفہؒ کے استاذ حدیث عبدالعزیز بن رفیع تک کے رجال کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے اس کے بعد سند میں امام مجاہد آتے ہیں۔ امام مجاہد کے متعلق ہم یہاں پر کچھ عرض کرتے ہیں۔

صاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیبؒ اپنی کتاب الکمال فی اسماء الرجال (اردو) میں ان کے متعلق لکھتے ہیں۔

مجاہد بن جبر...... یہ مجاہد ہیں جبر کے بیٹے ابوالحجاج کنیت عبداللہ بن السائب کے آزاد کردہ۔ بنومخزوم میں سے ہیں اور مکہ کے تابعین میں دوسرے درجہ کے تابعی اور مکہ کے قرأ اور فقہا میں سے ہیں اور مکہ کے اہل شہرت لوگوں میں سے ہیں۔ اور معروف سرکردہ شخص ہیں۔ قرأت اور تفسیر کے امام ہیں ان سے ایک جماعت نے روایت کی ۱۰۰ھ میں انتقال

فرمایا۔ جبر میں جیم پر زبر اور باء موحدہ ساکن ہے۔ (الکمال فی اسماء الرجال ص ۴۱۰ شامل مشکوٰۃ مترجم ج ۳) مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

آخری راوی حضرت عبداللہ بن عباسؓ مشہور صحابی ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازات بھائی ہیں صحابہ میں مفسر قرآن ہیں ان کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

شرح حدیث:

یہ حدیث نکاح سے متعلق ایک ایسے مسئلہ پر روشنی ڈالتی ہے جو بہت مشہور اور معروف ہے وہ یہ ہے کہ بغیر ولی (یعنی سرپرست کے بغیر) عورت کا بذات خود نکاح کرنا درست ہے یا نہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ کوئی عورت بھی بغیر ولی کے نکاح نہیں کرسکتی اگر کرے گی تو وہ نکاح ہوگا ہی نہیں۔ عورت اس مسئلہ میں ولی کی محتاج ہے۔ ولی جو چاہے کرے۔

امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی عورت نے بغیر ولی کے نکاح کرلیا تو نکاح ہو جائے گا۔ ہاں اگر عورت ولی کی سرپرستی میں اپنا نکاح کرتی ہے تو بہتر ہے بلکہ اسے ولی کی رہنمائی میں ہی ایسے کام کو سرانجام دینا چاہیے مگر عورت مجبور نہیں ہے۔ کہ ولی اس کے ساتھ اس کی مرضی کے خلاف جو چاہے کرے۔

امام ابوحنیفہؒ کا طریقہ اجتہاد یہ ہے کہ وہ کسی بھی مسئلہ میں وارد ہونے والی تمام روایات کو پیش نظر رکھ کر ایسا مسلک اختیار کرتے ہیں جس سے حتی الامکان ساری روایات جمع ہو جائیں اور کوئی روایت عمل کرنے سے نہ رہ جائے۔ زیر بحث مسئلہ میں بھی یہی صورت ہے۔ امام صاحب کے نزدیک مملوکہ، صغیرہ اور مجنونہ کو غلامی، بچپن اور پاگل پن کے عوارض کی بنا پر اپنا نکاح خود کرنے کا حق بالاتفاق حاصل نہیں۔ ان کا نکاح ان کے ولی ہی کریں گے۔ لیکن آزاد، عاقلہ، اور بالغہ عورت چاہے وہ بیوہ ہو، طلاق شدہ ہو یا کنواری ہو کے بارے میں امام صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن وسنت کے قطعی دلائل اس بات کے شاہد ہیں کہ وہ اپنا نکاح خود کرسکتی ہے اور ولی کے بغیر اس کا نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ چند دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) قرآن مجید میں سرپرستوں کو خطاب کرکے فرمایا گیا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ

وَّعَشْرًا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (پارہ نمبر۲ سورۃ بقرہ آیت نمبر۲۳۴)

اور جو لوگ تم میں وفات پا جاتے ہیں اور بیبیاں چھوڑ جاتے ہیں وہ بیبیاں اپنے آپ کو (نکاح وغیرہ سے) روکے رکھیں چار مہینے اور دس دن۔ پھر جب اپنی معیاد (عدت) ختم کرلیں تو تم کو کچھ گناہ نہ ہوگا ایسی بات میں کہ وہ عورتیں اپنی ذات کیلئے کچھ کاروائی (نکاح کی) کریں۔ قاعدہ کے موافق اور اللہ تعالیٰ تمہارے افعال کی خبر رکھتے ہیں۔

اس آیت میں واضح حکم موجود ہے کہ بیوہ عورت اگر بعد از عدت معروف واحسن طریقہ پر اپنا نکاح خود کسی مرد سے کرلیتی ہے تو وہ کرسکتی ہے اور کسی پر کوئی گناہ نہیں۔

اور جو حدیث ہم نے امام ابوحنیفہؒ سے نقل کی ہے وہ بھی اس بات کی تائید کرتی ہے بیہقی کے علاوہ مسند احمد میں عبداللہ بن عباس کی روایت ہے کہ ایک نوجوان لڑکی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میرے والد نے میرا نکاح ایک آدمی سے کردیا ہے جبکہ مجھے یہ نکاح پسند نہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نکاح کو رد یا قبول کرنے کا اختیار دے دیا۔

(الفتح الربانی فی ترتیب مسند احمد شیبانی ج۱۶ ص۱۶۲، مصنف عبدالرزاق ج۶ ص۱۴۶، ۱۴۷)

مصنف عبدالرزاق ہی کی ایک روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے والد سے کہا: تمہارا کیا ہوا نکاح کالعدم ہے۔ اور لڑکی سے کہا: جاؤ اور جس سے چاہتی ہو نکاح کرلو۔ (مصنف عبدالرزاق ج۶ ص۱۴۶، ۱۴۷)

(۲۶)......صلہ رحمی کا حکم

متن حدیث:

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ ثنا أبو الطيب محمد بن أحمد بن الحسين الحيرى املاء ثنا عبد الله بن احمد بن ابى مسرة ثنا المقرى عن ابى حنيفة عن يحيى بن ابى كثير عن مجاهد وعكرمة عن أبى هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم. ليس شى ء أطيع الله فيه، أعرجل ثوابا من صلة

الرحم، وليس شيء اعجل عقابا من البغي وقطيعة و الرحم و اليمين الفاجرة تدع الديار بلاقع

كذا رواه عبد الله بن يزيد المقرى ابى حنيفة وخالفه ابراهيم بن طهمان وعلى بن ظبيان والقاسم بن الحكم فرووه عن ابى حنيفة عن ناصح بن عبدالله بن يحيى بن ابى كثير عن ابى سلمة عن ابى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم وقيك عن يحيى عن ابى سلمة عن ابيه والحديث مشهور بلإرسال.

ترجمہ حدیث:

''ہمیں حافظ ابوعبداللہ نے خبر دی، ہم سے ابوالطیب محمد بن احمد بن الحسین الحیر ی نے املاء کراتے ہوئے بیان کیا، ہم سے عبداللہ بن احمد بن ابی مسرۃ، ہم سے المقر یؒ نے بیان کیا، انہوں نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا: انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر، انہوں نے مجاہد و عکرمہ، انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جن کاموں میں اللہ کی اطاعت کی جاتی ہے ان میں سب سے جلدی صلہ رحمی پر ثواب دیا جاتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی سب سے جلد گرفت ظلم، قطع رحمی اور جھوٹی قسموں پر ہوتی ہیں جو گھروں کو ویران کر دیتی ہیں۔''

عبداللہ بن یزید المقر یؒ نے اسی طرح ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے جبکہ ابراہیم بن طہمان، علی بن ظبیان اور قاسم بن حکم نے ان کی مخالفت کی ہے انہوں نے اس حدیث کو امام ابوحنیفہ کے طریق سے ناصح بن عبداللہ، یحییٰ بن ابی کثیر، ابوسلمہ، حضرت ابوہریرہ، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابوحنیفہ نے یحییٰ سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے یہ حدیث ارسال کے ساتھ مشہور ہے۔''

(بیهقی، السنن الکبری. ١٠: ٣٥، رقم: ١٩٦٥٥)

تخریج حدیث:

(١) ابونعیم اصبہانی، مسند ابی حنیفہ: ٢٤٣

(۲) ابن راھویہ، المسند، ۵: ۲۷۱، رقم: ۲۴۲۵

(۳) طبرانی، المعجم الأوسط: ۲: ۱۹، رقم: ۱۰۹۲

(۴) بیہقی، شعب الإیمان، ۶: ۲۲۶، رقم: ۷۹۷۱

(۵) مناقب ابن ابی عوام ص ۲۳۸

(۶) احکام القرآن بصاص ج ۲ ص ۳۳۶

(۷) شعب الایمان ج ۴ ص ۲۱۷

(۸) تاریخ بغداد ج ۵ ص ۱۸۳

(۹) مسند الشہاب ج ۲ ص ۲۷

(۱۰) کتاب البر والصلۃ ابن الجوزی ص ۱۶۱

(۱۱) تلخیص الحبیر ج ۳ ص ۲۲۹

(۱۲) مسند امام اعظم مترجم ص ۵۲۱ حدیث نمبر ۳۰۵

(۱۳) جامع المسانید مترجم ج ۱ ص ۲۳۵ حدیث نمبر ۱۲۱

(۱۴) کتاب الآثار مترجم ص ۶۲۴ حدیث نمبر ۸۷۳

حکم حدیث:

یہ روایت حسن ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی ابوعبداللہ الحافظ ہیں ان کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

دوسرے راوی ...... ابوالطیب محمد بن احمد بن الحسین الحیر ی املاء ہیں ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

تیسرے راوی...... عبداللہ بن احمد بن ابی مسرۃ ہیں ان کے حالات بھی نہیں ملے۔

چوتھے راوی...... المقر ی ہیں۔ ان کا نام عبداللہ بن یزید المقر ی ابوعبدالرحمٰن ہے۔

امام بخاری نے تاریخ کبیر میں ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن یزید مقری ابوعبدالرحمٰن حضرت

عمر بن خطابؓ کی آل کے آزاد کردہ ہیں۔ قریشی تھے یہ بصرہ کے نواحی علاقے میں پیدا ہوئے مکہ مکرمہ میں رہے۔ انہوں نے حیوہ، سعید بن ابی ایوب، شعبہ، سفیان ثوری سے سماع کیا ہے ان کا انتقال ۲۱۳ ہجری میں ہوا۔ (جامع المسانید مترجم جلد نمبر ۳ ص ۶۲۲)

پانچویں راوی...... امام ابوحنیفہ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

چھٹے راوی...... یحییٰ بن ابی کثیر ہیں۔

یحییٰ بن ابی کثیر:

اکمال فی اسماء الرجال اردو ص ۴۲۵، ۴۲۶ بر مشتمل مشکوٰۃ جلد سوم مترجم میں ہے:

یہ یحییٰ ہیں ابو کثیر کے بیٹے ان کی کنیت ابونصر یمانی اور بنو طے کے آزاد کردہ ہیں۔ دراصل بصرہ کے ہیں پھر یمامہ منتقل ہو گئے انہوں نے حضرت انس بن مالک کی زیارت کی اور عبداللہ بن ابی قتادہ وغیرہ سے حدیث کی سماعت کی۔ ان سے عکرمہ اور اوزاعی وغیرہ نے روایت کی۔

ساتویں راوی...... مجاہد و عکرمہ ہیں ان دونوں کے حالات بھی پہلے گزر چکے ہیں۔

آٹھویں...... حضرت ابوہریرہؓ ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں تین باتوں کا خاص ذکر آیا ہے۔

(۱) قسم کی اقسام میں سے یمین غموس جسے یمین فاجرہ بھی کہا جاتا ہے۔

(۲) بغاوت کی مذمت

(۳) صلہ رحمی کی فضیلت

قسم کی تین مشہور اقسام ہیں۔

(۱) یمین لغو:

کوئی آدمی کسی واقعہ کو اپنے خیال میں صحیح جان کر قسم کھالے اور حقیقت میں وہ ایسا نہ ہو تو ایسی قسم معاف ہے اس پر کفارہ لازم نہیں آتا ہے

(۲) یمین غموس یا یمین فاجرہ:

ماضی کے کسی واقعہ پر قصداً جھوٹی قسم کھائے ایسی قسم کھانے والا گنہگار اور سزا کا مستحق ہے اس میں کفارہ تو لازم نہیں لیکن توبہ لازم ہے۔

(۳) یمین منعقدہ:

کسی آئندہ امر پر قصداً قسم کھائی جائے ایسی قسم توڑنا گناہ بھی ہے اور اس پر کفارہ بھی لازم ہے۔

اس حدیث میں یمین غموس کا ذکر کیا گیا ہے کہ یہ قسم شہروں کو تباہ و برباد اور انہیں ویران کر دیتی ہے اور غموس کا معنی ہے: ڈبو دینا چونکہ یہ جھوٹی قسم انسان کو دنیا میں گناہ میں اور آخرت میں دوزخ کی آگ میں ڈبو دیتی ہے۔ اس لئے اس قسم کا نام یمین غموس رکھا گیا ہے۔

اس حدیث میں بغاوت کی مذمت کر کے واضح کر دیا گیا ہے کہ جس برائی پر سب سے جلدی عذاب ملتا ہے وہ بغاوت ہے بغاوت سے مراد برحق عادل و منصف امام وقت کے خلاف سرکشی اور حکم عدولی کرنا ہے۔ رہا ظالم حکمرانوں کے خلاف بغاوت کا مسئلہ تو وہ چند شرائط کے ساتھ بعض فقہاء کے نزدیک جائز ہے اور اس کے قرآنی وحدیثی دلائل بھی اپنی جگہ موجود ہیں۔

اس حدیث میں صلہ رحمی کی اہمیت وفضیلت بھی واضح کی گئی ہے کہ جس نیکی پر سب سے زیادہ جلدی اجر وثواب ملتا ہے وہ صلہ رحمی ہے یعنی اپنے رحم والے رشتہ داروں کے ساتھ تعلق جوڑنا چاہیے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیے۔

☆☆☆

شرح معانی الآثار طحاوی میں سے
امام ابو حنیفہؒ کی مروی ایک حدیث

(۲۷)......گدھوں کا گوشت کھانا حرام ہے

متن حدیث:

حدثنا فهد قال ثنا ابو بكر بن ابی شيبة قال ثنا عبد الله بن نمير قال ثنا عبيد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر رضی الله عنهما قال نهی رسول الله صلی الله عليه وسلم يوم خيبر عن لحوم الحمر الاهلية.

ترجمہ حدیث:

حدیث بیان کی ہم سے فہد نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن نمیر نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبیداللہ بن عمر نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا منع فرمایا۔ رسول اللہ نے خیبر کے روز آبادی کے گدھوں کے گوشت سے۔ (شرح معانی الاثار طحاوی کتاب الصید والذبائح)

امام طحاوی یہ حدیث نقل کرنے کے بعد امام ابوحنیفہ کی سند سے اس حدیث کو دوبارہ نقل کرتے ہیں۔

حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا دحيم قال ثنا عبيدالله بن موسی عن ابی حنيفة هو النعمان عن نافع عن الاول عمر عن رسول الله صلی الله عليه سلم مثله

حدیث بیان کی ہم سے ابن ابی داؤد نے کہا حدیث بیان کی ہم سے دحیم نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے انہوں نے روایت کی ابوحنیفہ سے یہ نعمان ہیں انہوں نے روایت بیان کی نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل۔

(شرح معانی الاثار کتاب الصید الذبائح باب اکل لحوم الحمر الاهلیه)

تخریج حدیث:

(۱) مناقب ابن ابی العوام ص ۷۰

(۲) احکام القرآن جصاص ج ۳ ص ۱۰۰ و ج ۴ ص ۱۸۶

(۳) ناسخ الحدیث ومنسوخہ ص ۶۲ ۱۳ ابن شاہین
(۴) تاریخ دمشق ابن عساکر ج ۵۴ ص ۱۶۲
(۵) بغیة الطلب ابن ندیم ج ۲ ص ۷۷۷
(۶) کتاب الاثار ابی یوسف ص ۱۵۲
(۷) مسند ابی حنیفہ حارثی ج ۱ ص ۲۰۲
(۸) مسند ابی حنیفہ ابن خسرو بلخی ج ۲ ص ۸۲۱
(۹) مسند ابی حنیفہ ابونعیم اصبہانی ص ۲۴۰
(۱۰) جامع المسانید ج ۲ ص ۳۳۷
(۱۱) بخاری باب غزوۃ خیبر حدیث نمبر ۳۹۷۸
(۱۲) مسلم باب تحریم اکل لحم الحمر الانسیۃ

حکم حدیث:

یہ روایت کئی سندوں سے ثابت ہے اور بہت سے صحابہ نے اسے روایت کیا ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی ابن ابی داؤد ہیں۔ ہماری تحقیق کے مطابق ان کا نام عبداللہ ہے حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی نے الایثار میں ان کا ذکر کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔

(عبدالله بن داؤد) عن المنذر بن ابی حمصه ماعرفته وأخرج ابن خسرو فی مسند ابی حنیفة من روایة عبدالله بن داؤد عن جعفر الصادق حدیثا وقال الحسینی فی رجال العشرة انه مجهول

اس عبارت کے حاشیہ پر مولانا عبدالرشید نعمانیؒ لکھتے ہیں:

قلت یحتمل ان یکون الخریبی فانه ظهر انه کذلك فروایة ابی حنیفة عنه من روایة الاکابر عن الاصاغر.

مولانا محمد قیام الدین عبدالباری انصاری لکھنوی لکھتے ہیں۔

(۱۳۲) عبید الله بن داؤد روی عنه ابوحنیفة واختلف النسخ ههنا عبد الله بن داؤد و عبید الله بن داؤد عن المنذر بن ابی حمصة (التعلیق المختار علی کتاب الاثار ص ۹۱) الرحیم اکیڈمی لیاقت آباد کراچی نمبر ۱۹)

دوسرے راوی......وحیم ہیں ان کے حالات نہیں ہے۔
تیسرے راوی......عبیداللہ بن موسیٰ ہیں ان کے حالات بھی نہیں ملے۔
چوتھے راوی......امام ابوحنیفہؒ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔
پانچویں راوی......نافع ہیں ان کے حالات گزر چکے ہیں۔
چھٹے راوی......ابن عمرؓ ہیں ان کے حالات گزر چکے ہیں۔ یہ مشہور صحابی ہیں۔

شرح حدیث:

گھریلو گدھوں کے گوشت کھانے کی حرمت کے متعلق کئی صحابہ کرامؓ سے روایات مروی ہیں۔ یہ روایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت میں بھی الفاظ کی کافی کمی بیشی پائی جاتی ہے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ:

حضرت ابن عمرؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے دن گھریلو گدھوں کے گوشت کھانے اور عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے سے منع فرمادیا تھا۔

ملا علی قاری اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

کہ گھریلو گدھوں کا گوشت اکثر اہل علم کے نزدیک حرام ہے اور علامہ ابن عبدالبر نے اس کے حرام ہونے پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔

حافظ عبدالعظیم المنذری فرماتے ہیں:

کہ گھریلو گدھوں کی تحریم دومرتبہ منسوخ ہوئی ہے اور قبلہ دومرتبہ منسوخ ہوا نیز متعہ کا نکاح دومرتبہ منسوخ ہوا ہے اور احادیث میں الاھلیۃ کی قید الواشیۃ سے احتراز ہے کیونکہ اھلی یعنی گھریلو پالتو گدھے حرام ہیں لیکن وحشی گدھے یعنی جنگلی گدھے کا گوشت حلال ہے۔ (شرح مسند امام اعظم ملاں علی قاری) صحیح بخاری صحیح مسلم میں حضرت قتادہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے حمار وحشی (گورخر) یعنی جنگلی گدھا دیکھا اس کا شکار کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے پاس اس کے گوشت کا کچھ حصہ ہے۔ عرض کی جی ہاں اس کی ران ہے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمالیا اور کھایا۔

(بہار شریعت حصہ پانزدھم ص ۱۲۵ مطبوعہ شیخ غلام علی لاہور)

☆☆☆

مشکل الآثار طحاوی میں سے

امام ابوحنیفہؒ کی مروی ۵/احادیث

(۲۸)...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جان بوجھ کر جھوٹ بولنا

متن حدیث:

حدثنا يزيد حدثنا ابو قطن حدثنا ابو حنيفة عن عطية عن ابی سعيد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من كذب علی متعمدا فليتبوأ مقعده من النار.

ترجمہ حدیث:

''ہم سے یزید نے بیان کیا ہم سے ابوقطن، ہم سے امام ابوحنیفہ نے بیان کیا، انہوں نے عطیہ سے اور انہوں نے حضرت ابوسعید خدری سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔''

(طحاوی، مشکل الأثار ۱: ۳۶۱، رقم: ۴۰۱)

تخریج حدیث:

(۱) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۲: ۱۹۲ رقم: ٦١٦

(۲) بخاری، الصحيح، كتاب العلم، باب إثم من كذب على النبی صلى الله عليه وسلم ۱: ۵۲، رقم: ۱۱۰

(۳) مسلم، الصحيح، المقدمة، باب تغليظ الكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم، ۱: ۱۰، رقم: ۳

(٤) ترمذی، السنن، كتاب العلم، باب ماء فی تعظيم الكذب علی رسول الله صلى الله عليه وسلم، ۵: ۳۵، رقم: ۲٦۵۹

(۵) خوارزمی جامع المسانيد ج۱: ص۱۰۲

حکم حدیث:

یہ روایت صحیح ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی یزید بن شیبان ہیں۔ان کے حالات نہیں ملے۔

دوسرے راوی......ابوقطن ہیں۔ان کا نام عمرو بن الھیثم القطعی ہے اور ابوقطن کے نام سے مشہور ہیں۔امام بخاری نے تاریخ کبیر میں ان کا ذکر کیا ہے فرماتے ہیں۔عمر بن ہیثم ابوقطن زبیدی۔انہوں نے شعبہ سے سماع کیا ہے۔مجھے مخلد بن مالک اور قطیبہ نے ذکر کیا۔ امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ محمد نے کہا ہے کہ عمرو بن ہیثم بن قطن نے مسعودی اور ابوخالد سے بصریین میں ایک حدیث کا سماع کیا ہے اور امام بخاری نے کہا ہے کہ ان کا صحیح نام عمر بن ہیثم ہے۔

خوارزمی فرماتے ہیں کہ یہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے بھی شیخ ہیں۔

(جامع المسانید مترجم جلد سوم ص ۶۲۳،۶۲۴)

تیسرے راوی......امام ابوحنیفہؒ ہیں ان کے حالات گزر چکے۔

چوتھے راوی......عطیہ صوفی ہیں ان کے حالات بھی پہلے گزر چکے

پانچویں راوی......ابی سعید خدریؓ مشہور صحابی ہیں ان کے حالات بھی گزر چکے۔

یہ روایت کئی صحابیؓ سے مروی ہے اور اس کی بہت سی سندیں ہیں۔اور حدیث مشہور میں شمار ہوتی ہے روایت سند اور متن کے اعتبار سے صحیح ہے۔اس کا متن بخاری مسلم میں بھی موجود ہے۔

(۲۹)......نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والے کا حکم

متن حدیث:

حدثنا ابراهيم بن ابى داؤد قال حدثنا محمد بن المثنى قال: حدثنا

اسحاق بن یوسف الازرق عن ابی حنیفة عن علقمة بن مرثد عن سلیمان بن بریدة عن ابیه قال: قال النبی صلی الله علیه وسلم الدال علی الخیر کفاعله.

ترجمہ حدیث:

''ہم سے ابراہیم بن ابی داؤد نے بیان کیا، انہوں نے کہا: ہم سے محمد بن المثنی، انہوں نے کہا: ہم سے اسحاق بن یوسف الازرق نے بیان کیا انہوں نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا انہوں نے علقمہ بن مرثد۔ انہوں نے سلیمان بن بریدہ اور انہوں نے اپنے والد حضرت بریدہ سے روایت کیا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہوتا ہے۔''

(طحاوی، مشکل الأثار، ٤: ٢٠٤، رقم: ١٥٤٥)

تخریج حدیث:

(١) احمد بن حنبل، المسند، ٥: ٣٥٧، رقم: ٢٣٠٧٧

(٢) ابونعیم اصبهانی، مسند أبی حنیفة: ١٥١.١٥٠

(٣) ترمذی: السنن، کتاب العلم، باب ماجاء الدال علی الخیر کفاعله،٤١: رقم: ٢٦٧٠

(٤) بزار، المسند، ٥: ١٥٠، رقم: ١٧٤٢

حکم حدیث:

یہ روایت غریب ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی ابراہیم بن ابی داؤد ہیں ان کے حالات نہیں ملے۔

دوسرے راوی...... محمد بن المثنی ہیں ان کے حالات بھی نہیں ملے۔

تیسرے راوی......اسحاق بن یوسف الازرق ہیں ان کے حالات نہیں ملے۔

چوتھے راوی......امام ابوحنیفہ ہیں ان کے حالات گزر چکے۔

پانچویں راوی......علقمہ بن مرثد ہیں ان کے حالات گزر چکے۔

چھٹے راوی......سلیمان بن بریدہ ہیں ان کے حالات گزر چکے۔

ساتویں راوی...... بریدہؓ ہیں ان کے حالات گزر چکے۔

امام طحاوی سے لے کر اسحاق بن یوسف الازرق تک تین راویوں کے حالات رجال طحاوی میں ہوں گے مگر ہمارے پاس رجال طحاوی نہیں ہے۔ دوسری بات یہ راوی جیسے بھی ہوں امام صاحب کے بعد کے راوی ہیں بعد کے راوی کی وجہ سے امام صاحب سے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک سند تو صحیح ہے اس پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ یہ روایت جامع المسانید میں بھی موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

ابو حنیفة عن انس بن مالك عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال الدال علی الخیر کفاعله و الله یحب اغاثة اللهفان

ترمذی مترجم جلد دوم ص ۲۳۶، ابواب العلم باب ماجآء ان الدال علی الخیر کفاعلہ میں یہ روایت اس طرح آتی ہے۔

روایت ہے انس بن مالک سے کہ آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرد سواری مانگنے کو سو نہ پائی آپ کے پاس سواری کہ سوار ہوتا اس پر بھیج دیا آپ نے اس کو ایسے شخص کے پاس کہ سواری دی اس نے اس شخص کو اور خبر دی اس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو فرمایا آپ نے بتلانے والا خیر کا ثواب میں مثل کرنے والے کے ہے۔

(۳۰)......ثریا ستارہ طلوع ہونے سے آفات اٹھالی جاتی ہیں

متن حدیث:

حدثنا احمد بن داؤد، قال: حدثنا إسماعیل بن سالم، قال: حدثنا

محمد بن الحسن، قال: حدثنا أبو حنيفة، قال: حدثنا عطاء بن أبی رباح، عن أبی هريرة قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم إذا طلع النجم رفعت العاهة عن أهل كل بلد

ترجمہ حدیث:

"ہم سے احمد بن داؤد نے بیان کیا، انہوں نے کہا: ہم سے اسماعیل بن سالم، انہوں نے کہا کہ ہم سے محمد بن الحسن، انہوں نے کہا: ہم سے امام ابوحنیفہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا: ہم سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا، انہوں نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس وقت نجم (ثریا ستارہ) طلوع ہوتا ہے تو اہل بلد سے آفات اٹھالی جاتی ہیں۔" **(طحاوی، مشكل الأثار، ۲: ۵۳، رقم: ۲۲۸۲)**

تخریج حدیث:

(۱) ابویوسف، کتاب الأثار، ۲۰۵، رقم: ۹۱۷

(۲) ابونعیم اصبهانی، مسندابی حنیفة: ۱۳۸

(۳) تمام رازی، الفوائد، ۱: ۳۰۹، رقم: ۷۷۱

(٤) احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۳٤، رقم: ۸٤۷٦

(۵) طبرانی الاوسط حدیث نمبر ۱۳۲۷

(٦) مسند بزار حدیث نمبر ۱۲۹۲

(۷) تاریخ اصفهان ابونعیم اصفهانی ج۱ ص ۱۲۱

(۸) مناقب ابن ابی العوام ص ۱۷۹

(۹) معجم الکبیر طبرانی ج ۱۹ ص ٤۱

(۱۰) معجم الصغیر ج۱ ص ۸۱

(۱۱) الارشاد فی معرفة علماء الحدیث ج۱ ص ۳۱۹

(۱۲) کتاب العظمة ابو الشیخ الاصبهانی ج٤ ص ۱۲۲۱

(۱۳) حلیة الاولیأ، ابو نعیم الاصبهانی ج۷ ص ۳٦۷

(١٤) طبوی ابو نعیم الاصنبهانی ص ۲۵۰

(۱۵) جامع المسانید ج۱ ص ۱۵۹

حکم حدیث:

یہ روایت صحیح ہے۔

تحقیق حدیث:

پہلے راوی......احمد بن داؤد ہیں۔

ان کا نام احمد بن داؤد بن موسیٰ السدوسی ہے علامہ ذھبی نے تاریخ اسلام ج۲۱ص ۵۷ میں انکے حالات لکھے ہیں۔

دوسرے راوی......اسماعیل بن سالم الصائغ ابو محمد البغدادی ہیں حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی نے التہذیب التہذیب میں لکھا ہے ثقة من رجال۔

تیسرے راوی......محمد بن حسن بن فرقد الشیبانی واسطی ہیں یہ ائمہ ثقات میں سے ہیں ان کے حالات گزر چکے ہیں۔

چوتھے راوی......امام ابو حنیفہؒ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

پانچویں راوی......عطاء بن ابی رباح ہیں ان کے حالات گزر چکے ہیں۔

چھٹے راوی......حضرت ابو ہریرہؓ مشہور صحابی ہیں۔

(۳۱)......نماز مغرب سے قبل دو رکعت نفل پڑھنے کا حکم

متن حدیث:

حدثنا أحمد بن داؤد، حدثنا إسماعيل بن سالم، حدثنا محمد بن الحسن، اخبرنا ابو حنيفة، عن حماد قال: سالت ابراهيم عن الصلاة، قبل

المغرب، فنهانی عنها، وقال: إن النبی صلی الله علیه وسلم وابا بکر و عمر رضی الله عنهما لم یصلوها.

ترجمہ حدیث:

''ہم سے احمد بن داؤد نے بیان کیا ہم سے اسماعیل بن سالم نے بیان کیا ہم سے محمد بن الحسن نے بیان کیا، انہیں امام ابوحنیفہ نے خبر دی، انہوں نے حماد سے روایت کیا۔ وہ کہتے ہیں: میں نے ابراہیم نخعی سے نماز مغرب سے قبل (اذان مغرب کے بعد) نفلی نماز کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اس سے منع کیا اور فرمایا: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ یہ نفلی نماز نہیں پڑھتے تھے۔''

(طحاوی، مشکل الأثار، ١٤: ١٢٣، رقم: ٥٥٠٢)

تخریج حدیث:

(١) محمد الشیبانی، کتاب الأثار: ٢٩، رقم: ١٤٥

(٢) زیلعی، نصب الرایة، ٢: ١٤١

(٣) عسقلانی، الدارية في تخرج أحاديث الهداية، ١: ١٩٩

حکم حدیث:

یہ روایت مرسل ہے۔

تحقیق حدیث:

پہلے راوی......احمد بن داؤد ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں

دوسرے راوی......اسماعیل بن سالم ہیں ان کے حالات بھی گزر چکے ہیں۔

تیسرے راوی......محمد بن حسن شیبانی ہیں جو امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد ہیں ان کے حالات بھی پہلے گزر چکے ہیں۔

چوتھے راوی......امام ابوحنیفہؒ ہیں ان کے حالات گزر چکے ہیں۔

پانچویں راوی...... حماد بن ابی سلیمان ہیں ان کے حالات بھی گزر چکے ہیں۔

چھٹے راوی...... امام ابراہیم نخعی ہیں ان کے حالات بھی گزر چکے ہیں یہ مشہور تابعی ہیں۔

شرح حدیث:

سند کے لحاظ سے یہ روایت درست ہے۔امام صاحب سے مروی روایت جو طحاوی نے نقل کی ہے حدیث کی دوسری کتابوں میں بھی موجود ہے۔امام محمد نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔ملاحظہ فرمائیں۔

محمد قال اخبرنا ابوحنیفة عن حماد قال سألت ابراهیم عن الصلاة قبل المغرب فنهانی عنها، وقال: إن النبی صلی الله علیه وسلم وابابکر وعمر رضی الله عنهمالم یصلوها

امام محمد فرماتے ہیں ہمیں خبر دی امام ابوحنیفہ نے انہوں نے حماد سے حضرت حماد نے فرمایا، میں نے حضرت ابراہیم سے مغرب سے قبل نماز کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے مجھے اس سے روک دیا اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے نہیں پڑھی۔

امام محمد نے فرمایا: ہم اسی پر عمل کرتے ہیں جب سورج ڈوب جائے تو مغرب کی نماز سے قبل نہ جنازہ پڑھی جائے گی نہ اور کوئی نماز یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

(کتاب الآثار مترجم ص۱۱۹، ۱۲۰ حدیث نمبر ۱۴۵)

مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۴۳۵ میں بھی یہ روایت الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ موجود ہے۔حضرت ابراہیمؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین نے مغرب سے پہلے دو رکعتیں نہیں پڑھی۔

مغرب کی اذان کے بعد اور جماعت سے پہلے دو رکعات نفل پڑھنے کے بارے میں روایات مختلف ہیں اس لئے ائمہ کرام میں بھی اختلاف واقعہ ہوا ہے۔امام ابوحنیفہؒ اس کے

پڑھنے کے قائل نہیں ہیں۔ بعض آئمہ پڑھنے کے جواز کے قائل ہیں مگر دلائل کے اعتبار سے امام ابوحنیفہؒ کا موقف زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ آپ کے دلائل وزنی ہیں۔ چند دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث نمبر ۱:

حضرت عبداللہ بن بریدہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے سوائے مغرب کے۔

(کشف الاستار عن زوائد مسند بزار ج ۱ ص ۳۳۴)

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرما کر کہ ہر دو اذانوں (یعنی اذان واقامت) کے درمیان نماز ہے سوائے مغرب کے (مغرب کی نماز کو مستثنیٰ فرما دیا ہے۔ یعنی مغرب کی نماز سے پہلے کوئی نماز نہیں۔

حدیث نمبر ۲:

حضرت طاؤسؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھنے کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کسی کو بھی یہ دو رکعتیں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا اور نہ یہ دیکھا کہ کسی نے بھی عصر کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھنے کی اجازت دی ہو۔ (ابوداؤد ج ۱ ص ۱۸۲)

حدیث نمبر ۳:

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے پوچھا کہ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب سے پہلے دو رکعت نفل پڑھتے دیکھا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔ سوائے اس کے کہ حضرت اُم سلمہؓ نے فرمایا ایک مرتبہ آپ نے دو رکعتیں میرے پاس پڑھی تو میں نے آپ سے سوال کیا کہ یہ کون سی نماز ہے تو آپ نے فرمایا کہ میں عصر سے پہلے دو رکعتیں پڑھنی بھول گیا تھا وہ میں نے اب پڑھی ہیں۔

(رواہ الطبرانی فی کتاب مسند الشامیین بحوالہ نصب الرایۃ ج ۲ ص ۱۴۱)

ان روایات سے امام ابوحنیفہؒ سے مروی حضرت امام ابراہیم نخعی تابعی کی روایت کی تائید ہوتی ہے دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ احادیث میں مغرب کی نماز کو جلدی پڑھنے کا حکم موجود ہے۔اگر یہ دو نفل پڑھیں گے تو نماز مغرب میں دیر ہوگی جس کی وجہ سے ان احادیث کی مخالفت لازم آئے گی اس لئے امام ابوحنیفہؒ مغرب کی نماز کو جلدی پڑھنے کا حکم دیتے ہیں تاکہ ان احادیث پر عمل ہو جائے وہ احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

مغرب کی نماز جلدی پڑھنے کا حکم:

حدیث نمبر۱...... حضرت سائب بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت ہمیشہ فطرت پر رہے گی جب تک مغرب کی نماز ستارہ نکلنے سے پہلے پڑھتی رہے گی۔(مجمع الزوائد ج۱ص ۳۱۰)

حدیث نمبر۲...... حضرت ابوایوبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مغرب کی نماز روزہ دار کے افطار کے وقت پڑھ لو اور ستارے کے نکلنے پر سبقت کرو (یعنی ستارہ نکلنے سے پہلے پہلے پڑھ لو) یہ روایت امام احمدؒ نے ذکر کی ہے اس روایت کے الفاظ طبرانی میں اس طرح ہیں کہ تم مغرب کی نماز سورج ڈوبتے ہی پڑھ لو۔

(مجمع الزوائد ج۱ص ۳۱۰)

بعض روایات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک بھی موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کو غروب کے بعد بہت جلدی پڑھا کرتے تھے۔اس لئے جمہور آئمہ اور امام ابو حنیفہؒ کے یہاں مغرب کی نماز سے پہلے سنتیں یا نوافل نہیں ہیں۔

(۳۲)...... دوزخ میں لے جانے والے اعمال

متن حدیث:

ان يحيى بن عبد الرحمن بن عبد الصمد بن شعيب بن اسحاق الدمشقي حدثنا قال: حدثنا ابي، حدثنا جدي قال: حدثنا ابو حنيفة، عن سلمة بن

کہیل، عن ابی الزعراء، عن ابن مسعود قال: یعذب الله عزوجل قوما من اهل الأیمان، ثم یخرجهم بشفاعة محمد صلی الله علیه وسلم حتی لایبقی فی النار إلامن ذکرهم الله عزوجل: ﴿مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَائِضِيْنَ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ حَتّٰى اَتَانَا الْيَقِيْنُ فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ﴾

[المدثر، ۷۴: ۴۲-۴۸]

ترجمہ حدیث:

''ہم سے یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن عبدالصمد بن شعیب بن اسحاق الدمشقی نے بیان کیا، انہوں نے کہا: ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ہم سے ہمارے دادا نے بیان کیا، انہوں نے کہا: ہم سے امام ابوحنیفہ نے بیان کیا، انہوں نے سلمہ بن کہیل، انہوں نے ابوالزعراء اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اہل ایمان میں سے ایک قوم کو عذاب میں مبتلا کرے گا، پھر انہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے سبب (جہنم سے) نکالے گا حتیٰ کہ جہنم میں کوئی بھی (مومنین میں سے) باقی نہ رہے گا سوائے ان لوگوں کے جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ﴿اہل جنت مجرمین سے کہیں گے) تمہیں کیا چیز دوزخ میں لے گئی وہ کہیں گے: ہم نماز پڑھنے والوں میں نہ تھے اور ہم محتاجوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے اور بیہودہ مشاغل والوں کے ساتھ (مل کر) ہم بھی بیہودہ مشغلوں میں پڑے رہتے تھے اور ہم روز جزا کو جھٹلایا کرتے تھے یہاں تک کہ ہم پر جس کا آنا یقینی تھا (وہ موت) آ پہنچی سو (اب) شفاعت کرنے والوں کی شفاعت انہیں کوئی نفع نہیں پہنچائے گی﴾ [القرآن، المدثر، ۷۴: ۴۲-۴۸]۔'' (طحاوی مشکل الآ ثار ۱۴: ۱۷۹ رقم ۵۵۶)

تخریج حدیث:

(۱) خوارزمی جامع المسانید، ۱: ۱۶۶

(۲) بخاری، الصحیح، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ۵: ۲٤۰۱، رقم: ٦١٩٨

(۳) ابو داؤد، السنن، کتاب السنة، باب في الشفاعة، ٤: ٢٣٦، رقم: ٤٧٤٠

(٤) ابن أبي عاصم، السنة، ٢: ٤٠٥، رقم: ٨٤١

(٥) مسند احمد بن حنبل ج١ ص ٤٥٤

(٦) لبعث والنشور بیهقی ص

(٧) مسندابی یعلی موصلی حدیث نمبر ٥٣٣٨

(٨) ابن حبان حدیث نمبر ٧٤٣٣

حکم حدیث:

اس سند سے یہ روایت موقوف ہے اور سند اس کی ضعیف ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی...... یحیٰی بن عبدالرحمٰن بن عبدالصمد بن شعیب بن اسحاق الدمشقی ہیں۔امام ذھبی نے تاریخ الاسلام ج۲۱ص ۳۲۹ میں ابن عساکر نے تاریخ دمشق ج ٦٤ ص ۳۱۱ میں مولد العلماً ووفیاتھم ج ۲ص ٦١٦ میں ان کے حالات لکھے ہیں:

دوسرے راوی...... عبدالرحمٰن بن عبدالصمد بن شعیب ہیں یہ یحیٰی کے والد ہیں ابن عدی نے الکامل ج۴ص ۳۲۰ میں علامہ ذھبی نے میزان الاعتدال ج ۴ص ۳۰۱ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی نے لسان المیزان ج ۳ص ۴۲۱ پر ان کا ذکر کیا ہے۔

تیسرے راوی...... شعیب بن اسحاق ہیں۔ یہ عبدالرحمٰن بن عبدالصمد کے دادا ہیں۔

چوتھے راوی...... امام ابوحنیفہ ہیں ان کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

پانچویں راوی...... سلمة بن کھیل ہیں حافظ ابن حجر الایثار لمعرفة رواة الآثار کے صفحہ

۳۹۷ شامل کتاب الآ ثار میں لکھتے ہیں۔ سلمۃ بن کھیل الکوفی ثقۃ مشھور۔

التعلیق المختار علی کتاب الآ ثار کے ص۸۴ نمبر۸۲ میں ہے۔

سلمة بن كهيل الحضرمي الكوفي ابويحيىٰ ثقة من الرابعة روى له لست مات يوم عاشورا سنة احدى وعشرين ومائة ويروى عن الامام الاعظم مسندا والله اعلم

چھٹے راوی......ابی الزعراء ہیں ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

☆☆☆

المستدرک حاکم میں سے

امام ابوحنیفہؒ کی مروی ۲/احادیث

(۳۳)......عصر کی نماز کا وقت

متن حدیث:

أخبرني ابوبكر محمد بن عبد الله الجراحی العدل بمر و ثنا ابو عبد الله محمد بن عبد الله بن عطية المروزی ثنا ابو عبد الله محمد بن عبدة بن الحكم بن مسلم بن بسطام بن عبد الله مولی سعد بن ابی وقاص ثنا ابو معاذ النحوي الفضل بن الخالد الباهلي عن أبي حنيفة عن محمد بن اسحاق عن عاصم بن عمر بن قتادة عن انس قال: كان أبعد رجلين من رسول الله صلى الله عليه وسلم دارا ابو لبابة بن عبد المنذر واهله بقباء وابوعبس بن جبر و مسكنه في بني حارثة، وكانا يصليان مع النبی صلى الله عليه وسلم العصر، ثم ياتيان قومهما وماصلوا لتعجيل رسول الله صلى الله عليه وسلم بصلاته.

ترجمہ حدیث:

''امام حاکم کہتے ہیں: مرو میں مجھے ابوبکر محمد بن عبداللہ الجراحی العدل نے خبر دی، (انہوں نے کہا) ہم سے ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن عطیہ المروزی نے بیان کیا، ہم سے ابو عبداللہ محمد بن عبدۃ بن الحکم بن مسلم بن بسطام بن عبداللہ مولیٰ سعد بن ابی وقاص، ہم سے ابومعاذ النحوی الفضل بن خالد الباہلی نے بیان کیا، انہوں نے امام ابوحنیفہ، انہوں نے محمد بن اسحاق اور انہوں نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے روایت کیا کہ حضرت انس نے فرمایا: دو اشخاص کے گھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ دور تھے ابوالبابہ بن عبدالمنذر ان کے گھر والے قبا میں رہتے تھے اور ابوعبس بن جبر، ان کے گھر والے بنو حارثہ میں قیام پذیر تھے یہ دونوں احباب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز عصر پڑھ کر اپنی قوم میں جاتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز کو جلدی پڑھنے کے باعث ان کی قوم کے

لوگوں نے ابھی تک نماز نہیں پڑھی ہوتی تھی۔"

(المستدرك على الصحيحين، جلد نمبر٣، ص: ٣٩٥ حديث نمبر ٥٤٩٧)

تخریج حدیث:

(١) سنن دارقطنی، حدیث نمبر ٩٨٥

(٢) مسند ابی حنيفة ابو نعيم الاصبهانی ص ١٩٥

(٣) مسند احمد ج٣ ص ٢٣٦

(٤) شرح معانی الاثار ج١ ص ١٨٩

(٥) طبرانی کبیر ج٥ ص ٣٤

(٦) طبرانی الاوسط ج ٨ ص ٥٣

(٧) اتحاف المهرة فی المناقب ج ٢ ص ٦٦

حکم حدیث:

یہ روایت ضعیف ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی ابوبکر محمد بن عبداللہ الجراحی ہیں۔ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد ج۵ ص ۴۴۸ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

دوسرے راوی......ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن عطیۃ المروزی ہیں ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

تیسرے راوی......ابوعبداللہ محمد بن عبدۃ بن الحکم بن مسلم بن بسطام بن عبداللہ مولی سعد بن ابی وقاص ہیں۔

امام ابی حاتم نے الجرح والتعدیل ج۸ ص ۱۷ میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے تہذیب التھذیب ج۹ ص ۱۰۸ میں ان کا ذکر کیا ہے

چوتھے راوی......ابومعاذ النحوی الفضل بن خالد الباھلی ہیں ان کا ذکر الجرح والتعدیل

ج ۷ص ۶۱ کتاب الثقات وابن حبان ج ۹ص ۵ ،طبقات الکبریٰ ابن سعد ج ۷ص ۳۷۹،معجم الادباء ج ۴ص ۵۶۵ وغیرہ میں موجود ہے۔

پانچویں راوی......امام ابوحنیفہ ہیں ان کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

چھٹے راوی......محمد بن اسحاق ہیں یہ ضعیف ہیں۔امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ وہ دجالوں میں ایک دجال تھا میزان الاعتدال ذہبی جلد۳ص ۲۱ تہذیب التہذیب جلد ۹ص ۴۱ امام جرح وتعدیل یحییٰ قطانؒ کہتے ہیں کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ وہ کذاب ہے۔ میزان جلد۳ص ۲۱۔ابوحاتم کہتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے۔کتاب العلل ج ۱ص ۴۳۳

ساتویں راوی......عاصم بن عمر بن قتادہ ہیں ان کا ذکر التہذیب التہذیب میں موجود ہے۔

آٹھویں راوی......حضرت انس بن مالک مشہور صحابی ہیں۔

اس حدیث میں عصر کی نماز کے وقت کا ذکر ہے۔احادیث مبارکہ میں عصر کی نماز کے وقت کے متعلق روایات مختلف آتی ہیں کسی میں جلدی پڑھنے کا ذکر ہے کسی میں دیر سے پڑھنے کا ذکر ہے اس وجہ سے آئمہ کرام میں بھی اختلاف ہوا۔بعض جلدی کے قائل ہوئے اور بعض دیر سے پڑھنے کے قائل ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ عصر کی نماز دیر سے پڑھنے کے قائل ہیں مگر اتنی دیر بھی نہیں کہ سورج زرد پڑھ جائے۔سورج کے زرد پڑھنے کے وقت عصر کی نماز پڑھنا مکروہ ہے احناف کے ہاں عصر کی نماز دیر سے پڑھنا مستحب ہے۔احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث نمبر۱:

اُمّ المومنین اُمّ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز تم سے پہلے پڑھتے تھے اور تم عصر کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے پڑھتے ہو۔

(ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ماجآء فی تاخیر صلوٰۃ العصر) ج ۱ص ۲۳

یقیناً صحابہ وتابعینؒ وقت ہوجانے کے بعد ہی نماز عصر پڑھتے ہونگے تو پھر اُمّ سلمہؓ کا یہ فرمانا کہ تم جلدی کرتے ہو۔اس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وقت ہوجانے

ے بعد عصر کی نماز میں تاخیر فرماتے تھے۔

حدیث نمبر۲:

حضرت علیؓ بن شیبان فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر تاخیر سے پڑھتے تھے جب تک سورج صاف اور سفید رہتا۔ (ابوداؤد مترجم ج۱ص۱۸۳باب وقت العصر)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سورج کے رنگ کے تبدیل ہونے سے قبل تک عصر کی نماز کو موخر فرماتے اور آپ کا اکثر یہی معمول تھا اور یہی ابوحنیفہؒ کا مسلک ہے۔

حدیث نمبر۳:

حضرت زیاد بن عبدالرحمٰن نخعیؒ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت علیؓ کے ساتھ (کوفہ کی) سب سے بڑی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور کوفہ ان دنوں میں دارالخلافہ تھا اس دوران مؤذن آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ اے امیر المومنین (یہ عصر کی اذان کے بعد کا واقعہ ہے) عصر کی نماز کا وقت ہوگیا ہے۔ آپؓ نے فرمایا: اجلس بیٹھ جا'' پس وہ بیٹھ گیا پھر اس نے دوبارہ آ کر یہی بات کہی تو حضرت علیؓ نے فرمایا: ھذا الکلب یعلمنا باالسنة یہ کتا ہمیں سنت کی تعلیم دینے آیا ہے۔ (حالانکہ ہم تو اس سے سنت کو زیادہ جانتے ہیں) اس کے بعد حضرت علیؓ کھڑے ہوئے اور انہوں نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی پھر ہم اس جگہ کی طرف لوٹ گئے جہاں ہم پہلے بیٹھے ہوئے تھے اور ہم گھٹنوں کے بل بیٹھے اور سورج اس وقت غائب ہونے کیلئے تبدیل ہو رہا تھا جبکہ ہم اسے (تبدیل ہوتے ہوئے) دیکھ رہے تھے۔

(مستدرک حاکم ج۱ص۱۹۶، سنن دار قطنی ج۱ص۹۳)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت علیؓ نے عصر کی نماز اتنی دیر سے پڑھی کی نہایت ہی تھوڑے وقت کے بعد سورج زرد پڑ گیا اور اگر دیر سے پڑھنا سنت نہ ہوتا تو حضرت علیؓ یقیناً دیر سے نہ پڑھتے اور اگر عصر کی نماز جلدی پڑھنا سنت ہوتا تو حضرت علیؓ مؤذن سے ایسے سخت کلمات نہ فرماتے۔

حدیث نمبر۴:

حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ تم سے پہلے لوگ (یعنی صحابہ) ظہر کی نماز تم سے پہلے پڑھتے تھے اور عصر کی نماز تم سے دیر کر کے پڑھتے تھے۔

(مصنف عبدالرزاق الجوہر النقی ج ۱ ص ۱۱۴)

ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن مسعودؓ کے ساتھیوں کو آخری وقت تک عصر کی نماز کو موخر کرتے ہوئے پایا۔ (جامع المسانید مترجم ج ۱ ص ۵۹۱)

امام محمد فرماتے ہیں کہ یہ ہمارا مسلک ہے بشرطیکہ سورج کا رنگ نہ بدلے اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔ (جامع المسانید مترجم ج ۱ ص ۵۹۱)

حدیث نمبر۵:

حضرت عبدالرحمٰن بن ہزیرؒ سے مروی ہے کہ ابن مسعودؓ عصر کی نماز تاخیر سے پڑھتے تھے۔

(مصنف عبدالرزاق باب وقت العصر، ابن ابی شیبہ، **باب من کان یوخر العصر ویری تاخیرھا**)

یہ تمام احادیث امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کی تائید کرتی ہیں اور جو روایت آپ نے نقل کی ہے اس میں بھی اس بات کی بالکل صراحت نہیں کہ عصر کی نماز وہ ایک مثل کے فوراً بعد پڑھتے تھے جب کہ دو مثل کے فوراً بعد پڑھ کر بھی تیز رفتار آدمی قباء ایسے وقت جا سکتا ہے کہ وہاں پہنچ کر عصر کا وقت باقی رہتا ہے۔

(۳۴)...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے والد سے ملاقات

متن حدیث:

اخبرنی ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن موسی القاضی بن القاضی حدثنی ابی ثنا محمد بن شجاعِ ثنا الحسین بن زیاد عن ابی حنیفة عن یزید

بن ابی خالد عن انس قال: کانی انظر الی لحیة ابی قحافة کانه ضرام عرفج من شدة حمرته، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لأبی بکر: لو اقررت الشیخ في بیته لأتیناه، تکرمة لأبي بکر.

ترجمہ حدیث:

''مجھے قاضی بن قاضی ابوعبداللہ محمد بن احمد بن موسیٰ نے خبر دی، (انہوں نے کہا) مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ہم سے محمد بن شجاع، ہم سے حسین بن زیادہ نے بیان کیا، انہوں نے امام ابوحنیفہ، انہوں نے یزید بن ابی خالد اور انہوں نے حضرت انس سے روایت کیا کہ انہوں نے (فتح مکہ کے دن حضرت ابوقحافہ کو دیکھ کر) فرمایا: میں ابوقحافہ کی داڑھی ایسے دیکھ رہا ہوں گویا وہ (خضاب کے باعث) شدید سرخی کی وجہ سے عرفج درخت سے پھوٹنے والے شعلہ کی مانند ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق سے ان کی عزت افزائی کے لئے فرمایا: اگر آپ شیخ (یعنی اپنے والد محترم) کو گھر میں ہی رہنے دیتے تو ہم ان کو وہیں ملنے چلے آتے۔'' (المستدرک حاکم، جلد:۳، ص:۲۷۳ حدیث نمبر ۵۰۷۰)

تخریج حدیث:

(۱) کتاب الآثار مترجم ص ۶۴۵ حدیث نمبر ۹۰۵

(۲) جامع المسانید عربی ج ۲ ص ۴۴۶

(۳) جامع المسانید مترجم ج ۳ ص ۳۴۱ حدیث نمبر ۱۶۹۸

(۴) مسند امام اعظم حصکفی مترجم ص ۴۷۴

(۵) مسند ابویعلی حدیث نمبر ۲۸۳۱

(۶) صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۵۴۷۲

(۷) مسند ابی حنیفہ ابونعیم الاصبہانی ص ۲۶۲

(۸) اخبار ابی حنیفہ صیمری ص ۵

(۹) کتاب الاثار ابی یوسف حدیث نمبر ۱۰۳۶

(۱۰) موطا امام محمد مترجم ص ۵۰۷

(۱۱) مصنف ابن ابی شیبہ ج ٦ ص ۵۱

(۱۲) خطیب بغدادی الجامع الاق الراوی ص ۸۸۰

(۱۳) مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۱۷۸

(۱۴) سنن الکبریٰ بیہقی ج ۷ ص ۳۰۹، ۳۱۰

(۱۵) مسند احمد حدیث نمبر ۱۴۴۵۵

(۱٦) ابن ماجہ ۳٦۲۴

(۱۷) طبقات الکبریٰ ج ۵ ص ۴۵۱

(۱۸) تاریخ دمشق ابن عساکر ج ۳۰ ص ۲۳

(۱۹) معجم الاوسط ج ۵ ص ۲۳

(۲۰) مسلم حدیث نمبر ۲۱۰۲

حکم حدیث:

اس سند سے یہ روایت ضعیف ہے دوسری سند سے یہ روایت صحیح ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی ابوعبداللہ محمد بن احمد بن موسیٰ القاضی بن القاضی ہیں ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

دوسرے راوی...... احمد بن موسیٰ القاضی ہیں ان کے حالات بھی نہیں ملے۔

تیسرے راوی...... محمد بن شجاع ہیں ان کے حالات گزر چکے ہیں۔

چوتھے راوی...... حسین بن زیاد ہیں۔

پانچویں راوی...... امام ابوحنیفہؒ ہیں ان کے حالات گزر چکے ہیں۔

چھٹے راوی...... یز بن ابی خالد ہیں۔

ساتویں راوی...... حضرت انس بن مالکؓ مشہور صحابی ہیں۔

اس حدیث کی دوسری سند طبقات ابن سعد کے حوالہ سے اس طرح ہے۔

اخبرنا عمرو بن الهيثم ابو قطن قال حدثني ابوحنيفة عن يزيد بن عبدالرحمن عن انس بن مالك قال كانما انظر الى لِحْيَةِ ابى قحافة كانها ضرام عرفج

اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

يزيد بن عبدالرحمن هو يزيز بن عبدالرحمن بن ابى سلامة ابو خالد الدالاني الاسدى اكوفى مولى عبدالله بن الحارث الهاشمي صدوق روى له الاربعة

شرح حدیث:

اس حدیث میں داڑھی کی رنگنے کا ذکر ہے بالوں کو رنگنے کے لئے کئی چیزیں استعمال کی جاتی ہیں اس حدیث میں عرفج کا ذکر ہے عرفج ایک قسم کا درخت ہے۔ وسمۃ: نیل کے پتوں یا ایک قسم کی نباتات کو کہتے ہیں جس کے پتوں سے خضاب کرتے ہیں۔ کتم: ایک قسم کی گھانس ہے جسے وسمہ کے ساتھ ملا کر خضاب بناتے ہیں بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ یہود و نصاریٰ اپنی داڑھی کو خضاب نہیں لگاتے لہٰذا تم ان کی مخالفت کرو یعنی خصاب لگاؤ۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے والد کو فتح مکہ کے موقع پر لایا گیا ان کا سر اور داڑھی ثغامہ کے پھول کی طرح سفید تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے کسی چیز سے متغیر کر دیا کرو لیکن سیاہ کرنے سے بچو۔ حضرت ابوذرؓ کی روایت میں آتا ہے کہ بہترین وہ چیز جس سے تم بڑھاپے کو بدلو وہ مہندی کتم ہے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ اتنی نہ لگائی جائے کہ داڑھی سیاہ ہو جائے اس لئے کہ اس کی ممانعت آتی ہے سیاہ خضاب لگانا منع ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ آخری زمانے میں ایسے لوگ آئیں گے جو کالا خضاب لگائیں گے اور داڑھی کو کبوتر کے سینہ کی طرح سیاہ کریں گے وہ جنت کی خوشبو تک نہ پائیں

ہے۔

بعض علماء نے لکھا ہے کہ بال اگر کچھ سفید کچھ سیاہ ہوں تو اس کے لئے یہ حکم ہے اگر سب سفید ہوں تو اس کے لئے یہ حکم نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے خضاب لگانے کا اسے حکم دیا ہو جو حالت کفر میں بوڑھا ہوا ہو تو اسے تغیر کا حکم دیا ہو یا دشمنوں کو مرعوب و خوفزدہ کرنے کے لئے مجاہدین کو یہ حکم دیا گیا ہو بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے۔

☆☆☆

مسند ابویعلی موصلیؒ میں سے

امام ابوحنیفہؒ کی مروی ۴/احادیث

(۳۵)......عبداللہ بن مسعود کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری تیار کرنے کا شوق

متن حدیث:

حدثنا ابو الربیع حدثنا یعقوب بن ابراهیم حدثنا ابو حنیفة عن الهیثم قال ابو الربیع یعنی ابن حبیب قال: قال عبد الله

ما کذبت مذ اسلمت إلا کذبة کنت ارحل لرسول الله صلی الله علیه وسلم فاتی رجل من الطائف المنکبة قال: رسول الله صلی الله علیه وسلم یکرهما، قال: فلما رحلها فاتی بها، قال: من رحل لنا هذه؟ قالوا: رحل لك الذی اتیت به من الطائف قال: ردوا الرحلة الی ابن مسعود.

ترجمہ حدیث:

''ہم سے ابوالربیع نے بیان کیا (انہوں نے کہا) ہم سے یعقوب بن ابراہیم، ہم سے امام ابوحنیفہ نے بیان کیا، انہوں نے الہیثم بن حبیب سے روایت کیا، انہوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا۔

''جب سے میں اسلام لایا ہوں اس وقت سے صرف ایک ہی جھوٹ بولا ہے، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری تیار کیا کرتا تھا (یہ خدمت بعدازاں ایک طائفی شخص کے سپرد کردی گئی جس کا مجھے سخت رنج تھا) اس نے (مجھ سے) پوچھا: کون سی سواری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ پسند ہے؟ میں نے کہا: طائفی سواری، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرماتے ہیں: حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ناپسند کرتے تھے جب وہ سواری تیار کر کے اسے لے کر آیا تو آپ نے پوچھا: یہ سواری ہمارے لئے کس نے تیار کی ہے؟ صحابی نے عرض کیا: اسے آپ کیلئے طائف کے باشندے نے تیار کیا ہے جہاں کی یہ سواری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سواری تیار کرنے کی ذمہ داری ابن مسعود کو لوٹا دو۔''

(ابویعلی، المسند، ۹: ۱۷۶، رقم: ۵۲۶۸)

تخریج حدیث:

(۱) طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۰: ۱۷٤ رقم: ۱۰۳٦٦

(۲) ابو نعیم أصفهانی، مسند أبی حنیفة: ۲۳۵

(۳) ابن عساکر، تارخ مدینة دمشق، ۳۳: ۹۰.۹۱

(۴) هیثمی، مجمع الزوائد، ۹: ۲۸۹

حکم حدیث:

یہ روایت ضعیف ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے تمام راویوں کے حالات گزر چکے ہیں۔

(۳٦)......حج میں اونٹ کی قربانی کرنے کا بیان

متن حدیث:

حدثنا ابو ھشام الرفاعی قال: حدثنا ابو اسامة حدثنا ابو حنیفة عن قیس بن مسلم عن طارق بن شھاب عن عبدالله قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم افضل الحج: العج والثج، فاما العج فالتلبیة، وما الثج فنحر البدن.

ترجمہ حدیث:

''ہم سے ابو ہشام الرفاعی نے بیان کیا، انہوں نے کہا: ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ہم سے امام ابوحنیفہ نے بیان کیا، انہوں نے قیس بن مسلم، انہوں نے طارق بن شہاب اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: افضل حج، عج اور ثج ہے۔ عج کا مطلب باآواز تلبیہ کرنا اور ثج کا مطلب اونٹ کی قربانی کرنا ہے۔'' (ابو یعلی، المسند، ۹: ۱۹ رقم: ۵۰۸٦)

تخریج حدیث:

(۱) ترمذی، السنن، کتاب الحج، باب ماء فی فضل التلبیة والنحر ۳: ۱۸۹ رقم: ۸۲۷

(۲) شافعی، المسند: ۱۰۹

(۳) دارمی، السنن، ۲: ۴۹ رقم: ۱۷۹۷

(۴) ابن ابی شیبة: المصنف ۳: ۳۷۳ رقم: ۱۵۰۵۶

(۵) کتاب الاثار امام ابو یوسف ج۱ص۹۵ حدیث نمبر ۴۵۹

(٦) مسند ابی حنیفه ابو نعیم الاصبهانی ص ۲۱۳

(۷) مسند ابی حنیفه حارثی ج ۲ص ۷۴۵

(۸) مسند ابی حنیفه حافظ ابن خسرو بلخی ج ۲ ص ۷۲۵

(۹) جامع المسانید ج۱ ص ٦۵۰

(۱۰) ابن ماجه باب رفع الصوت بالتلبیة ۲۹۲۴

(۱۱) جامع المسانید والسنن ابن کثیر ج۲۷ص ۱۷۵

(۱۲) المطالب العالیه ابن حجر عسقلانی ج۷ ص ۷۱

(۱۳) مناقب ابن ابی العوام ص ۱٦۱

(۱۴) الاصابة ج۴ ص۱۲۸ ابن حجر

(۱۵) سنن الکبریٰ بیهقی ۷۰۳۹

حکم حدیث:

یہ روایت غریب ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی ابوھشام الرفاعی ہیں۔ان کے حالات نہیں ملے۔

دوسرے راوی......ابواسامہ ہیں ان کے حالات نہیں ملے۔

تیسرے راوی……امام ابوحنیفہؒ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

چوتھے راوی……قیس بن مسلم ہیں ان کے متعلق امام مزی فرماتے ہیں۔

قیس بن مسلم جدلی عدوانی ابوعمرو کوفی المتوفی ۱۲۰ھ آئمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں یہ سعید بن جبیر، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، مجاہد بن جبر مکی سے روایت کرتے ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۱ ص ۴۰۶)

پانچویں راوی……طارق بن شہاب ہیں

امام بخاریؒ نے تاریخ کبیر کے اندر ان کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں۔

طارق بن شہاب احمسی کوفیؒ امام بخاری فرماتے ہیں ہمیں عمرو بن دینار مرزوق نے خبر دی ہے وہ کہتے ہیں ہمیں شعبہ نے خبر دی ہے وہ قیس بن مسلم کے واسطے سے طارق بن شہاب بجلی احمسی کوفی سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے میں نے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کے دورِ حکومت میں ۳۳ یا ۴۳ غزوات میں کی شرکت کی ہے۔

(جامع المسانید مترجم جلد سوم ص ۵۷۳ نمبر ۴۹۷) اکمال مترجم اردو ص ۳۵۳ شامل مشکوٰۃ جلد ۳ مترجم)

چھٹے راوی……حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہیں جو مشہور صحابی ہیں۔

(۳۷)……ایام بیض کے روزوں کا بیان

متن حدیث:

قرئ علی بشر بن الولید وأنا حاضر حدثنا أبو یوسف عن أبي حنیفة عن موسی بن طلحة عن بن الحوتکیة عن عمر: أن رجلا ساله عن أکل الارنب، فقال: ادع علی عمارا، فجاء عمار فقال: حدثنا حدیث الارنب، یوم کنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم في موضع کذا وکذا، فقال عمار اهدی اعرابي لرسول الله صلی الله علیه وسلم ارنبا، فامر القوم ان یاکلوا، فقال اعرابی انی رایت دما، فقال: لیس بشی ثم قال: ادن کل فقال انی صائم

فقال صوم ماذا؟ قال اصوم من کل شهر ثلاثة ایام، قال: فهلا جعلتها البیض.

ترجمہ حدیث:

''بشر بن الولید پر جب قرأت حدیث کی گئی تو میں اس وقت موجود تھا، انہوں نے کہا ہم سے ابو یوسف نے بیان کیا، انہوں نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا انہوں نے موسیٰ بن طلحہ، انہوں نے ابن حوتکیہ سے روایت کیا کہ حضرت عمر سے ایک شخص نے خرگوش کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا، عمار کو میرے پاس لاؤ، حضرت عمار آئے تو آپ نے ان سے کہا: ہمیں خرگوش والی حدیث سناؤ جس دن ہم فلاں فلاں مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ حضرت عمار نے کہا: ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحفہ کے طور پر خرگوش پیش کیا تو آپ نے لوگوں کو اسے کھانے کا حکم دیا، اعرابی نے عرض کیا: میں نے اس پر (حیض کا) خون دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: کوئی بات نہیں، پھر آپ نے اسے کہا: نزدیک آ کر کھاؤ اس نے عرض کیا: میں روزہ دار ہوں، آپ نے پوچھا: کیسا روزہ؟ اس نے کہا: میں ہر ماہ تین روزے رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا، تم ہر ماہ ایام بیض کے روزے کیوں نہیں رکھ لیتے؟'' (ابویعلی المسند ۳: ۱۸۶۔۱۸۷ رقم ۱۶۱۲)

تخریج حدیث:

(۱) (ابویوسف، کتاب الآثار: ۲۳۷ رقم: ۱۰۵۲)

(۲) نسائی، السنن، کتاب الصید، والذبائح، باب الأرنب ۷: ۱۹۶ رقم: ۴۳۱۰، ۴۳۱۱

(۳) عبدالرزاق، المصنف ٤: ۵۱٦ رقم: ۸٦۹۳

(۴) ابن خزیمه، الصحیح ۳: ۳۰۲ رقم: ۲۱۲۷

(۵) بیهقی السنن الکبری ۹: ۳۲۱ رقم: ۱۹۱۸۳

(٦) مصنف ابن ابی شیبه ج۱ ص ۲۹٦

(۷) جامع المسانید والسنن ج۹ ص ۲۸۷

(۸) تهذیب الاثار طبری مسند علی ج۲ ص ۸٤۲

(۹) اتحاف الخيرة المهرة ج٥ ص ١١٥

(١٠) مسند ابی حنیفه ابو نعیم الاصبهانی ص ٢٣٠

(١١) حافظ ابن خسرو بلخی مسند ابی حنیفه ج٢ ص ٨٠٥

(١٢) مسند ابی داؤد طیالسی ص ١٠

(١٣) مسند احمد ج١ص ٣١

(١٤) المختاره ضياء المقدسی ج ١ ص ٤٢٢

(١٥) مسند حمیدی ج١ ص ٧٥

حکم حدیث:

یہ روایت صحیح ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی بشیر بن ولید ہیں ان کے حالات نہیں ملے۔

دوسرے راوی......امام ابو یوسف ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

تیسرے راوی.... ..امام ابوحنیفہ ہیں۔

چوتھے راوی ......موسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ تیمی قرشی مدنی ہیں یہ تابعین میں سے ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کی ان سے روایت کردہ احادیث ان کی مسانید میں موجود ہیں۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ کبیر میں ذکر کیا ہے ان کی کنیت ابوعیسیٰ ہے اور ان کا انتقال ۱۰۴ ہجری میں ہوا۔ (جامع المسانید مترجم جلد سوم ص ۲۰۴)

پانچویں راوی......ابن الحوتکیۃ ہیں یہ صحاح ستہ کے راوی ہیں۔ امام نسائی نے ان سے روایت لی ہے۔

چھٹے راوی......حضرت عمرؓ ہیں آپ مشہور صحابی اور امیر المومنین خلیفہ راشد ہیں۔

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ماہ ایامِ بیض کے روزے رکھنے کی ترغیب دی ہے وہ صحابی ہر ماہ تین روزے تو رکھتے تھے مگر اپنی مرضی سے آپ نے ان کو ایامِ بیض کے روزے رکھنے کو کہا۔ ایامِ بیض کے روزے کون سے ہیں وہ ہر اسلامی مہینے کی تیرہویں،

چودہویں، پندرہویں تاریخ کو جو روزہ رکھے اس کو ایامِ بیض کے روزے کہتے ہیں۔
احادیث میں ان کی بہت فضیلت آئی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

عبدالملک بن قدامہ بن ملحانؓ سے روایت ہے آپ نے اپنے والد قدامہ بن ملحان سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کو حکم فرماتے تھے کہ ہم ایامِ بیض یعنی مہینہ کی تیرہویں، چودہویں، پندرہویں کو روزہ رکھا کریں اور فرماتے تھے کہ مہینے کے ان تین دنوں کے روزے رکھنا اجر وثواب کے لحاظ سے ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہے۔
(ابوداؤد مترجم جلد دوم ص ۲۶۹ نسائی مترجم جلد دوم ۸۰)

حدیث:

روایت ہے موسیٰ بن طلحہ سے انہوں نے کہا سنا میں نے حضرت ابوذر غفاریؓ سے کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابوذر! جب تم مہینے کی تین روزے رکھو تو تیرہویں، چودھویں، پندرھویں کے روزے رکھا کرو۔ (ترمذی مترجم جلد اوّل ۲۹۳)

حدیث:

حضرت جریر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر ماہ تین دن روزے رکھنا ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر ہے اور ایامِ بیض تیرہویں، چودھویں، پندرھویں تک کے روزے ہیں۔ (نسائی مترجم جلد سوم ص ۷۷)

ان روایات سے یہ معلوم ہوا کہ ہر مہینے تین نفلی روزے رکھنے والا قانون کے حساب سے پورا مہینے یعنی ہمیشہ روزے رکھنے کے ثواب کا مستحق ہوگا۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ زیادہ بہتر یہ ہے کہ روزے تیرھویں، چودھویں، پندرھویں کو رکھے جائیں۔

(۳۸)......دورانِ جنگ کے احکام

متن حدیث:

أخبرنا أبو يعلى قال: قرئ على بشر بن الوليد عن أبي يوسف عن أبي

حنيفة عن علقمة بن مرثد عن ابن بريدة عن أبيه عن النبى صلى الله عليه وسلم انه كان إذابعث سرية أو جيثا أوصى صاحبها بتقوى الله في خاصة نفسه وأوصاه بمن معه من المسلمين خيرا ثم قال:

اغزوا باسم الله قاتلوا من كفر بالله لاتغلوا ولا تغدروا ولا تمثلوا ولا تقتلوا وليدا فإذا لقيتم عودكم من المشركين فادعوهم إلى الاسلام فان اسلموا: فاقبلوا منهم وكفوا عنهم ثم ادعوهم إلى التحول من داوهم إلى دار المسلمين فإن فعلوا فاقبلوا منهم وإلا فأخبروهم انهم كاعراب المسلمين يجرى عليهم حكم الله الذى يجرى على المسلمين وليس لهم في الفيء ولا في الغنيمة نصيب

فإن أبوا ذلك فادعوهم إلى إعطاء الجزية، فإن فعلوا فاقبلوا منهم وكفوا عنهم فإذا حاصرتم حصنا إومدينة فإن أرادوكم اتنزلوهم على حكم الله فلا تنزلوهم فإنكم لاتدرون ما حكم الله ولكن انزلوهم على حكمكم ثم احكموا فيهم مارأيتم

وإذا حاصرتم قصرافلا تعطوهم ذمة الله ولا ذمة رسوله صلى الله عليه وسلم ولكن اعطوهم ذممكم وذمم آبائكم فإنكم أن تخفروا ذممكم وذمم آبائكم أهون

ترجمہ حدیث:

''ہمیں ابویعلی نے خبر دی، انہوں نے کہا: بشر بن عبدالولید پر قرأت حدیث کی گئی، انہوں نے ابو یوسف، انہوں نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا انہوں نے علقمہ بن مرثد، انہوں نے ابن بریدہ اور انہوں نے اپنے والد حضرت بریدہ سے روایت کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی کسی چھوٹے یا بڑے لشکر کو روانہ فرماتے تو اس کے امیر کو بالخصوص اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتے اور اسکے ساتھی مسلمانوں کو نیکی کی وصیت کرتے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے:

اللہ کے نام پر جہاد کرو، اللہ تعالیٰ کے منکرین سے جنگ کرو (مگر دوران جنگ) خیانت نہ کرو، عہد شکنی نہ کرو، کسی شخص کے اعضاء نہ کاٹو اور کسی بچے کو قتل نہ کرو۔ جب تمہارا اپنے دشمن مشرکوں کے ساتھ مقابلہ ہو تو (جنگ شروع ہونے سے قبل) انہیں اسلام کی دعوت دینا، اگر وہ اسلام لے آئیں تو ان کا اسلام قبول کرلو اور ان سے جنگ نہ کرو۔ پھر انہیں دعوت دو کہ وہ اپنا شہر چھوڑ کر مسلمانوں کے شہر میں آجائیں اگر انہوں نے ایسا کرلیا تو انہیں قبول کرلو (اور انہیں ہر طرح کی سہولت فراہم کرو) اگر وہ مسلمانوں کے شہر میں آنے سے انکار کریں تو ان کو یہ خبر دے دو کہ پھر وہ (گھر بیٹھے رہنے والے) دیہاتی مسلمانوں کی مانند ہیں اور ان پر دیہاتی مسلمانوں کے احکام الٰہی نافذ ہونگے اور ان کو مال فے اور غنیمت سے (جہاد کے بغیر) کوئی حصہ نہیں ملے گا۔

اگر وہ لوگ اس دعوت کو قبول نہ کریں تو پھر انہیں جزیہ دینے کی دعوت دو، پھر اگر وہ اس کو تسلیم کرلیں تو تم بھی اس کو قبول کرلو اور ان سے جنگ نہ کرو جب تم کسی قلعہ یا شہر کا محاصرہ کرلو اور ان کا یہ ارادہ ہو کہ تم ان کو اللہ کے حکم کے مطابق حیثیت دو تو تم ان کو اللہ کے حکم کے بموجب حیثیت نہ دو کیونکہ تم اس معاملے میں اللہ کے حکم کو نہیں جانتے (تو تم سے خطا بھی ہو سکتی ہے لہٰذا) تم ان کو اپنے حکم کے مطابق حیثیت دو۔ پھر جیسا تم مناسب سمجھو ان کے درمیان فیصلہ کرو۔

جب بھی تم کسی قلعہ کا محاصرہ کرو (اور تمہیں بفرض محال اہل قلعہ سے کوئی عہد کرنا پڑے) تو تم انہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ضمانت فراہم نہ کرنا (یہ توڑنی بھی پڑ سکتی ہے) بلکہ انہیں اپنی اور اپنے آباؤ اجداد کی ضمانت دینا کیونکہ تمہارا اپنا اور اپنے آباء کے عہد کو توڑنا (اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کو توڑنے سے) بہت آسان ہے۔" (ابویعلی، المسند، ۲: ٦، ۷، رقم: ۱٤۱۳

تخریج حدیث:

(۱) ابو یوسف، کتاب الآثار: ۱۹۲ رقم: ۸۷۳

(۲) مسلم، الصحیح، کتاب الجهاد والسیر، باب تأمیر الإمام

الأمراء على البعوث ووصيته إياهم بآداب الغزور وغيرها، ۳: ۱۳۵۷ رقم: ۱۷۳۱

(۳) ترمذی، السنن، کتاب السیر، باب ماجاء في وصيته في القتال ٤: ١٦٢ رقم: ١٦١٧

(۴) ابن ماجه، السنن، کتاب الجهاد، باب وصية الإمام ٢: ٩٥٣، رقم: ٢٨٥٨

(۵) ابوعوانه، المسند، ٤: ٢٠١ رقم: ٦٤٩٢

(٦) شرح مشكل الاثار ج٩ ص ٢٠١

(٧) بغية الطلب فی تاریخ حلب ج١٠ص ٤٣٤٩

(٨) مسند ابی حنیفه ابونعیم الاصبهانی ص ١٤٧

(٩) مسند ابی حنیفه حارثی ج٢ ص ٦٤٢

(١٠) جامع المسانید ج٢ ص ٤٢١،٤٢٠ حدیث نمبر١٦٥٣.

(١١) مسند امام اعظم حصکفی مترجم ص ٥٤٠ حدیث نمبر ٣١٩

(١٢) ابن حبان حدیث نمبر ٤٧٣٩

(١٣) سنن الکبریٰ بیهقی ج٩ ص٤٩

(١٤) مسند احمد ج ٥ ص ٣٥٢

(١٥) سنن دارمی ج٢ ص ٢١٥

(١٦) ابوداؤد حدیث نمبر ٢٦١٢

(١٧) نسائی سنن الکبریٰ ج٥ ص ١٧٢

(١٨) ابن ابی شیبه ج٦ ص ٤٨٤

(١٩) مسند بزار ج٨ ص ١١٩

(٢٠) معجم طبرانی صغیر ج١ ص ٣١١

(٢١) معجم الکبیر ج٢ ص ٣١٣

(٢٢) عمدة القاری ج ١٤ ص ٢٦١

حکم حدیث:

یہ روایت صحیح ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی ..... بشر بن ولید قاضیؒ ہیں۔ ان کے متعلق امام خوارزمی لکھتے ہیں:

خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ (بغداد) کے اندر کہا ہے کہ بشیر بن ولید بن خالد ابوالولید کندی نے مالک بن انس، عبدالرحمٰن بن سلیمان، حماد بن زید صالح مری، شریک، عبداللہ، اور ابو یوسف قاضی سے سماع کیا ہے۔ خطیب بغدادی نے کہا ہے یہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے شاگردوں میں سے ہیں اور ان سے فقہ بھی حاصل کی ہے۔ ان سے احمد بن ولید بن ابان، احمد بن قاسم برتی، ابوالقاسم بغوی عبید بن جعفر بن اعین نے روایت کی ہے یہ بڑے جمیل المذہب تھے اور طریقت کو اچھی طرح جاننے والے تھے۔ مشرقی بغداد میں مہدی کے لشکر میں ۲۰۶ کو جب محمد بن عبدالرحمٰن مخزومی کو معزول کر دیا گیا تھا تو ان کو منصب قضا سونپ دی گئی۔ ۲ سال تک یہ اپنی مسند پر فائز رہے اور ۲۱۳ ہجری کو معزول کر دیا گیا اور ان کو مدینۃ المنصور کے منصب قضاء پر ۲۱۰ ہجری میں فائز کر دیا گیا پھر یہ مسلسل وہاں کے قاضی رہے اور ۲۱۳ ہجری کو وہاں سے ان کو معزول کر دیا گیا۔

خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ یحیٰی بن اکثمؒ نے ماموں کو شکایت لگائی اور کہا یہ میرے فیصلے نافذ نہیں کرتے اور یحیٰی مامون پر غالب تھا۔ اس نے اس کو اپنی مسند پر بٹھا لیا اور بشر بن ولید کو بلایا اور کہا یحیٰی تمہاری شکایت کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ آپ اس کے فیصلے نافذ نہیں کرتے۔ حضرت بشر بن ولید نے کہا امیر المومنین میں نے اس سے متعلق خراسان میں پوچھا لیکن پورے شہر میں اور اس کے قریب و جوار میں بھی کسی نے اس کی تعریف نہیں کی اس پر مامون چیخ پڑا اور کہا۔ نکل جا۔ جب وہ نکل گئے تو یحیٰی بن اکثم نے کہا اے امیر المومنین! آپ نے اس کی بات سنی ہے؟ آپ اس کو منصب قضا سے فارغ کر دیں ماموں نے کہا: تیرے معاملے میں اس نے میرا لحاظ نہیں کیا ہے میں اس کو کس طرح معزول کر دوں تو اس

نے معزول نہ کیا۔

خطیب بغدادی نے اپنی اسناد بشر بن ولید تک پہنچا کر کہا ہے ہم سفیان بن عیینہؒ کے پاس تھے ان کے پاس جب کوئی مشکل مسئلہ آ تا تو کہتے یہاں پر ابی حنیفہ کے ایک اصحاب بشر نامی موجود ہیں ان سے جا کر جواب لے۔ میں جا کر ان سے جواب لیتا تو وہ کہتے: مسائل فقہاء کے سپرد کر نا دین میں سلامتی ہے۔

خطیب بغدادی کہتے ہیں بشر بن ولیدؒ ہر دن ۲۰۰ رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور فالج ہو جانے کے بعد بھی ان کا یہ معمول جاری رہا اور فرمایا بشر بن ولید قاضی جن کو فالج ہو چکا تھا۔ یہ امام ابو یوسف کے شاگرد تھے ان کا انتقال ۲۸۸ ہجری میں ہوا۔ ان کی عمر اس وقت ۹۷ برس تھی۔ (جامع المسانید مترجم جلد سوم ص ۴۳۱ تا ص ۴۳۳)

دوسرے راوی...... امام ابو یوسف ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

تیسرے راوی...... امام ابوحنیفہ ہیں۔

چوتھے راوی...... علقمہ بن مرثد ہیں۔

پانچویں راوی...... سلیمان بن بریدہؓ ہیں۔

چھٹے راوی...... بریدہؓ بن حصیب اسلمی مروزیؓ ہیں ان سب کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

امام ترمذی نے ترمذی کتاب السیر کے اواخر میں حضرت سفیان کے طریق سے از علقمہ بن مرثد از سلیمان بن بریدہ از والد خود یہی حدیث بیان کی ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ اس باب میں حضرت نعمان بن مقرن سے یہ حدیث مروی ہے اور حضرت بریدہؓ کی یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حضرت سفیان کی یہ روایت امام ابوحنیفہؒ کی حدیث کی طرح ہے اور اس حدیث میں چند امور کا حکم دیا گیا ہے۔

(۱) تقویٰ اور خدا خوفی اختیار کرنا۔ (۲) مسلمانوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔ (۳) اللہ

تعالیٰ کا نام لے کر جنگ کرنا۔ (۴) اللہ کی رضا کی خاطر اس کی راہ میں جہاد کرنا۔ (۵) کفار کے خلاف جنگ کرنے سے پہلے انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دینا۔ (۶) عدم قبول کی صورت میں دوبارہ انہیں جزیہ دینے کی دعوت دینا۔ (۷) انکار کی صورت میں تیسری مرتبہ ان سے جنگ کرنا۔

اور اس حدیث میں چند امور سے منع بھی کیا گیا ہے۔

(۱) مال غنیمت میں خیانت کرنے سے۔ (۲) خفیہ معاہدہ توڑ کر دھوکہ دینے سے۔ (۳) مثلہ و مقتولوں کی شکل بگاڑنے سے۔ (۴) نابالغ بچوں کو قتل کرنے سے۔ (۵) کمزور ناتواں بوڑھوں کو قتل کرنے سے۔ (۶) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا ذمہ (امان) دینے سے (۷) اللہ تعالیٰ کے حکم پر قلعہ سے اتارنے سے۔

(ماخوذ تنسیق النظام فی شرح مسند الامام ص ۱۶۲ حاشیہ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور مصنف مولانا محمد حسن سنبھلی، بحوالہ شرح مسند امام اعظم ص ۵۴۱ مطبوعہ حامد اینڈ کمپنی لاہور)

☆☆☆

مسند رویانی میں سے

امام ابو حنیفہؒ کی مروی ایک حدیث

(۳۹)......نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والے کا حکم

متن حدیث:

حدثنا محمد بن بشار حدثنا اسحاق الأزرق حدثنا النعمان عن علقمة عن ابن بريدة عن أبيه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: الدال على الخير كفاعله

ترجمہ حدیث:

''ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا ہم سے اسحاق الأزرق، ہم سے (امام ابوحنیفہ) النعمان نے بیان کیا انہوں نے علقمہ انہوں نے ابن بریدہ، انہوں نے اپنے والد حضرت بریدہ اور انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہے۔''

(مسند رویانی ۱:۶۳ رقم:۲)

تخریج حدیث:

(۱) مسند احمد، ج: ۵ ص: ۳۵۷ رقم: ۲۳۰۷۷

(۲) مشکل الآثار ج: ٤، ص: ۲۰٤ حدیث: ۱۵٤۵

(۳) مسند ابی حنیفۃ ابونعیم اصبہانی ۱۵۰- ۱۵۱

(۴) ترمذی حدیث نمبر ۲٦۷۰

(۵) مسند بزار، ج: ۵ ص: ۱۵۰ حدیث نمبر ۱۷۷۲

(٦) جزء الالف دینار ص ۱۱٤

(۷) مناقب ابن ابی العوام ص ۲۰۷

(۸) اتحاف الخيرة المهرة ج۹ ص ٤٥

(۹) جامع المسانيد السنن ابن کثير ج۲ ص۱۷۵

(۱۰) الكامل ابن عدیؒ ج۷ ص ۱۲

(۱۱) الخلعيات ابو الحسن علی بن الحسن الخلعی الشافعی ص ۳۲

(۱۲) الفوائد المنتقاه الحسان ج۲ ص۲۲۳

(۱۳) المقاصد الحسنة سخاوی ج۱ ص ۳٤۰

(۱٤) اخبار ابی حنيفة ص ۱۸

(۱۵) تبييض الصحيفة ص ۱۲

(۱٦) المختاره ضياء المقدسی

(۱۷) جامع المسانيد ج۱ مترجم ص ۲٦۰ حديث نمبر ۱۵۷

(۱۸) مجمع الزوائد ج۱ ص ۱۳٦

(۱۹) مسند لمام اعظم حصکفی مترجم ٦۸۸ حديث نمبر ٤۷۲

حکم حدیث:

یہ روایت حسن ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی محمد بن بشار ہیں۔ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

دوسرے راوی......اسحاق الازرق ہیں ان کے حالات نہیں ملے۔

تیسرے راوی......امام ابوحنیفہ ہیں۔

چھٹے راوی......علقمہ ہیں۔

ساتویں راوی......سلیمان بن بریدہؓ ہیں۔

آٹھویں راوی...... بریدہؓ بن حصیب اسلمی ہیں۔

ان سب کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

☆☆☆

مسند الشہاب میں سے

امام ابوحنیفہؒ کی مروی ۲/احادیث

(۴۰)......جھوٹی قسمیں گھروں کو ویران کر دیتی ہیں

متن حدیث:

أخبرنا إسماعيل بن عبدالرحمن الصفار أنبأنا علي بن عبدالله بن الفضل ثنا محمد بن جعفر بن حبيب ثنا جعفر بن حميد ثنا علي بن ظبيان عن أبي حنيفة عن ناصح بن عبدالله عن يحيى بن أبي كثير عن أبى سلمة عن أبى هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: **اليمين الفاجر تدع الديار بلاقع**

ترجمہ حدیث:

''ہمیں اسماعیل بن عبدالرحمٰن نے خبر دی، ہمیں علی بن عبداللہ بن الفضل نے بتلایا ہم سے محمد بن جعفر بن حبیب نے بیان کیا، ہم سے جعفر بن حمید، ہم سے علی بن ظبیان نے بیان کیا انہوں نے امام ابوحنیفہ، انہوں نے ناصح بن عبداللہ، انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر، انہوں نے ابوسلمہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جھوٹی قسمیں گھروں کو ویران کر دیتی ہیں۔''

(مسند الشهاب ج: ۱، ص: ۱۷۶ حديث نمبر ۲۵۵)

تخریج حدیث:

(۱) بيهقي، السنن الكبرى ۱۰: ۳۵ رقم: ۱۹۶۵۵

(۲) ابو نعيم اصبهاني، مسند أبى حنيفة: ۲۴۳

(۳) خطيب بغدادي، تاريخ بغداد ۵: ۱۸۳ رقم: ۲۶۳۱

حکم حدیث:

یہ روایت اس سند سے ضعیف ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی اسماعیل بن عبدالرحمٰن الصفار ہیں ان کے حالات نہیں ملے۔

دوسرے راوی......علی بن عبداللہ بن الفضل ہیں ان کے حالات نہیں ملے۔

تیسرے راوی......محمد بن جعفر بن حبیب ہیں ان کے حالات بھی نہیں ملے۔

چوتھے راوی......جعفر بن حمید ہیں ان کے حالات نہیں ملے۔

پانچویں راوی......علی بن ظبیان ہیں ان کے حالات بھی نہیں ملے۔

چھٹے راوی......امام ابوحنیفہ ہیں ان کے حالات گزر چکے۔

ساتویں راوی......ناصح بن عبداللہ ہیں۔ یہ ضعیف ہیں۔

آٹھویں راوی......ابی سلمہ ہیں یہ بھی مختلف فی ہیں۔

نویں راوی......ابی سلمہ ہیں یہ بھی مختلف فی ہیں۔

دسویں راوی......حضرت ابی ہریرةؓ ہیں۔

(۴۱)......ظلم کا بیان

متن حدیث:

اخبرنا الخصیب بن عبدالله انبانا الحسن بن رشیق ثنا محمد بن حفص ثنا صالح بن محمد ثنا حماد بن ابی حنیفة ابیه عن یحیی بن ابی کثیر عن ابی سلمة عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: مامن شی اطیع الله فیه باعجل ثوابا من صلة الرحم وما من عمل یعصی الله فیه باعجل عقوبة من بغی.

ترجمہ حدیث:

ہمیں الخصیب بن عبداللہ نے خبر دی ہمیں الحسن بن رشیق نے خبر دی ہم سے محمد بن حفص ہم سے صالح بن محمد ہم سے حماد بن ابوحنیفہ نے بیان کا انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا

انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر انہوں نے ابو سلمہ اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے امور میں سب سے جلد ثواب صلہ رحمی پر دیا جاتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے معاملات میں سب سے جلد گرفت ظلم پر ہوتی ہے۔(مسند الشھاب، ج: ۱ ص: ۲۷ حدیث نمبر ۸۱۵)

تخریج حدیث:

(۱) بیهقی، السنن الکبری، ۱۰: ۳۵ رقم: ۱۹۶۵۵

(۲) ابو نعیم اصبهانی، مسند ابی حنیفة: ۲۴۳

(۳) جصاص، احکام القران ۲: ۲۳۶

حکم حدیث:

یہ روایت حسن ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی الخصیب بن عبداللہ ہیں ان کے حالات معلوم نہیں۔

دوسرے راوی......الحسن بن رشیق ہیں۔ان کے حالات نہیں ملے۔

تیسرے راوی......محمد بن حفص ہیں ان کے حالات بھی نہیں ملے۔

چوتھے راوی......صالح بن محمد ہیں۔ان کے حالات نہیں ملے۔

پانچویں راوی......حماد بن ابی حنیفہ ہیں ان کا ذکر پہلے گزر چکا۔

چھٹے راوی......امام ابوحنیفہؒ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے۔

ساتویں راوی......یحییٰ بن کثیر ہیں یہ ثقہ ہیں۔ان کے حالات پہلے گزر چکے۔

آٹھویں راوی......ابی سلمہ ہیں یہ ثقہ ہیں۔

ان کے حالات مندرجہ ذیل کتابوں میں موجود ہیں۔

(۱) تاریخ کبیر امام بخاری ج ۷ ص ۲۸۸

(۲) تاریخ الثقات عجلی ص ۴۴۴۔

(۳) الجرح والتعدیل ج ۷ ص ۶۷۶

(۴) کتاب الثقات ابن حبان ج ۴ ص ۲۸۰

(۵) ثقات ابن شاھین ص ۳۰۴

(۶) تہذیب الکمال امام مزی ج ۱۸ ص ۴۸۲

(۷) تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۲۲۵

نویں راوی...... حضرت ابی ہریرہؓ مشہور صحابی ہیں۔

یہ روایت اس سند کے علاوہ اور بہت سی اسناد سے ثابت ہے جو بالکل صحیح ہیں۔

اس حدیث میں صلہ رحمی کا حکم دیا گیا ہے صلہ رحمی کرنے والے کو آخرت سے قبل دنیا میں بھی اس کا بدلہ مل سکتا ہے۔ اطاعت کی زندگی گزارنے والے کی طاعات میں سب سے زیادہ قابل قدر نیکی ''صلہ رحمی'' ہے جس کا فی زمانہ مطلب یہ سمجھا جاتا ہے۔ کہ جو ہمارے ساتھ اچھائی کرے، ہم بھی اس کے ساتھ اچھائی کریں حالانکہ یہ صلہ رحمی نہیں یہ تو ادلے کا بدلہ ہے صلہ رحمی اسے کہتے ہیں جو کسی بدلے کی خواہش کے بغیر ہو اور اس سے اپنے قریبی رشتہ داروں کی ضروریات پوری کرنا مقصود ہو۔

(مسند امام اعظم مترجم ص ۲۷۳ کتاب الایمان مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور مترجم مولانا محمد ظفر اقبال)

دوسری بات جو اس حدیث میں بیان ہوئی ہے وہ ظلم ہے کہ ظلم کرنے والے پر جلد گرفت ہوتی ہے۔

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص انصاف کی کرسی پر بیٹھ کر انصاف سے گریز کرے اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتے اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔ (الترغیب) اسی طرح آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے مسلمانوں کے لئے منصف بننے کی خواہش

کی اور اسے یہ منصب مل گیا۔ اس کے بعد اگر اس کے انصاف نے ظلم و زیادتی کو مغلوب کر ڈالا تو بلاشبہ اس کیلئے جنت ہے اور اگر خدانخواستہ اس کا الٹا ہوا اور اس کا ظلم و ستم ہی اس کے عدل و انصاف پر بازی لے گیا تو پھر اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ ابن حجر مکی۔ حدیثوں میں اس قسم کی ہدایتوں کا بڑا ذخیرہ ہے جس میں عدل و مساوات اور حق کوشی کی ترغیب و تلقین ہے اور ظلم و جور اور ناانصافی اور ناجائز طرفداری اور عدل و مساوات سے گریز کی مذمت ہے۔

(اسلام کا نظام امن ۱۱۴)
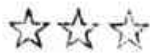
المعجم الکبیر طبرانی میں سے

امام ابو حنیفہؒ کی مروی ۵/ احادیث

(۴۲)......سفر میں موزوں پر مسح کی مدت

متن حدیث:

حدثنابشر بن موسى، حدثنا أبو عبدالرحمن المقرئ، حدثنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم، عن أبي عبدالله (عن) خزيمة عن النبي صلى عليه وسلم في المسح على الخفين: للمسافر ثلاثة أيام وليايهن وللمقيم يوم وليلة

ترجمہ حدیث:

''ہم سے بشر بن موسیٰ نے بیان کیا ہم سے ابوعبدالرحمٰن المقرئ ہم سے امام ابوحنیفہ نے بیان کیا انہوں نے حماد انہوں نے ابراہیم انہوں نے عبداللہ، انہوں نے حضرت خزیمہ بن ثابت اورانہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے موزوں پر مسح کرنے کی مدت: مسافر کے لئے تین دن رات اور مقیم کے لئے ایک دن رات مقرر کی۔''

(المعجم الكبير ج: ٤ ص: ٩٦ حديث نمبر ٣٧٦٧)

تخریج حدیث:

(۱) ترمذی، السنن كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين للمسافر والمقيم ۱: ۱۵۸ رقم: ۹۵

(۲) ابوداؤد،السنن، كتاب الطهارة، باب التوقيت في المسح، ۱: ٤٠،رقم: ۱۵۷

(۳) نسائی، السنن، كتاب الطهارة، باب التوقيت في المسح على الخفين للمقيم ۱: ٨٤ رقم: ۱۲۸-۱۲۹

(۴) ابن جارود، المنتقى من السنن المسندة: ۳۲ رقم: ٨٦

حکم حدیث:

یہ روایت صحیح ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی بشر بن موسیٰ ہیں۔ ان کا پورا نام اس طرح ہے بشر بن موسیٰ بن صالح بن شیخ بن عمیرۃ الامام، الحافظ الثقۃ العمر ابوعلی الاسدی البغدادی۔

دوسرے راوی...... ابوعبدالرحمٰن المقری ہیں۔ ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

تیسرے راوی...... امام ابوحنیفہؒ ہیں ان کے حالات گزر چکے ہیں۔

چوتھے راوی...... امام ابراہیم نخعی ہیں ان کے حالات گزر چکے ہیں۔

پانچویں راوی...... ابی عبداللہ ہیں۔

چھٹے راوی...... حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں۔

یہ حدیث اس بارے میں صحیح اور صریح دلیل ہے کہ مسح علی الخفین کی مدت مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں ہیں اس معنیٰ کی اور بھی بہت سی احادیث منقول ہیں اور توقیت مسح کا یہ مفہوم تو حد شہرت تک پہنچا ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت علیؓ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت ابوہریرہؓ، صفوان بن عسالؓ، ابن عمرؓ، عوف بن مالکؓ وغیرھم سے اسی مضمون کی روایات منقول ہیں۔

(تفصیل کیلئے دیکھئے درس ترمذی جلداوّل ص۳۲۹ از تقی عثمانی)

(۴۳)...... بھاگے ہوئے اونٹ کو تیر مارنے کا حکم

متن حدیث:

حدثناعبذان بن احمد، حدثنا احمد بن الحباب الحميري، جدثنا مكي بن إبراهيم حدثنا أبو حنيفة، عن سعيد بن مسروق، عن عباية بن رفاعة، عن رافع بن خديج عن النبى صلى الله عليه وسلم أن بعيرا من إبل الصدقة ند فطلبوه فلما أعياهم أن ياخذوه رماه رجل بسهم فاصاب مقتله، فسألوه عن أكله؟ فأمرهم بأكله، فقال: إن لها أوابدا كأوابد الوحش فأذا خشيتم منها شيئا فاصنعوا به مثل ما صنعتم بهذا ثم كلوه

ترجمہ حدیث:

''ہم سے عبدان بن احمد نے بیان کیا، ہم سے احمد بن الحباب الحمیری، ہم سے مکی بن ابراہیم، ہم سے امام ابوحنیفہ نے بیان کیا، انہوں نے سعید بن مسروق، انہوں نے عبایہ بن رفاعہ، انہوں نے حضرت رافع بن خدیج اور وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ایک مرتبہ صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ بھاگ کھڑا ہوا، لوگ اسے پکڑنے کے لئے دوڑے تو اسے پکڑنے سے عاجز آ گئے۔ ایک آدمی نے اس کو تیر مار کر ہلاک کر دیا۔ صحابہ نے آپ سے اسے کھانے کے متعلق سوال کیا تو آپ نے انہیں اسے کھانے کا حکم دے دیا اور فرمایا: ان چوپائے جانوروں میں بھی بعض وحشی جانوروں کی طرح ہوتے ہیں پس جب تمہیں ان سے جان کا خطرہ ہو تو اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرو جیسا تم نے اس کے ساتھ کیا ہے پھر اُسے کھالو۔''

(المعجم الكبير طبرانی، ج: ٤، ص: ٢٧٢ حديث نمبر ٤٣٨٧)

تخریج حدیث:

(۱) ابونعیم اصبهانی، مسند أبي حنيفة: ١٢٠

(۲) بخاری، الصحيح كتاب الجهاد والسير باب مايكره من ذبح الإبل والغنم في المغانم، ۳: ۱۱۱۹، رقم: ۲۹۱۰

(۳) مسلم، الصحيح، كتاب الأضاحي، باب جواز الذبح بكل ما أنهر الدم إلا السن والظفر وسائر العظام ٣: ١١٥٨ رقم: ١٩٦٨

(۴) ترمذی، السنن، كتاب الأحكام والفوائد باب ماجاء في البعير والبقر والغنم إذا ندت فصلر وحشيا ٤: ٨٢ رقم: ١٤٩٢

(۵) نسائی، السنن، كتاب الصيد والذبائح، باب الإنسية تستوحش ٧: ١٩١ رقم: ٤٢٩٧

(٦) طیالسی، المسند: ١٢٩ رقم: ٩٦٣

(۷) مسند امام اعظم حصکفی مترجم ص ٤٥٥ مطبوعه مکتبه

رحمانیہ لاہور

(۸) جامع المسانید مترجم ج۳ ص ۱۲۹ حدیث نمبر ۱۵۵۷

(۹) ابن حبان ۵۸۸٦

(۱۰) مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۸٤۸۱

(۱۱) مسند احمد ج۳ ص ٤٦۳

(۱۲) مسند حمیدی حدیث نمبر ٤۱۱

حکم حدیث:

یہ روایت صحیح ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی عبدان بن احمد ہیں۔ان کے حالات نہیں ملے۔ دوسرے راوی......احمد بن حبان الحمیری ہیں ان کے حالات نہیں ملے۔تیسرے راوی مکی بن ابراہیم ہیں......ان کے حالات بھی نہیں ملے۔چوتھے راوی......امام ابوحنیفہ ہیں۔ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔پانچویں راوی......سعید بن مسروق ہیں یہ بخاری کے راوی ہیں۔چھٹے راوی......عبایۃ بن رفاعۃ ہیں یہ بھی بخاری کے راوی ہیں۔ساتویں راوی......رافع بن خدیج ہیں یہ صحابی ہیں عبایہ کے دادا ہیں۔

امام بخاری نے یہ حدیث اپنی سند سے اس طرح نقل کی ہے۔

حدثناموسی بن اسمعیل حدثنا ابوعوانہ عن سعید بن مسروق عن عبایۃ بن رفاعۃ عن جدہ رافع

سعید بن مسروق سے لے کر آخر تک تمام رجال وہی ہیں جو امام ابوحنیفہ کی سند میں ہیں۔یہ سعید بن مسروق الثوری والد سفیان ثوری ہیں۔

(الایثار ص ۳۹٦ شامل کتاب الاثار)

فقہا نے ذبح کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔زکاۃ اضطراری اور ذکاۃ اختیاری۔جب مسلمان شخص جانور کے گلے پر چھری پھرنے کی قدرت رکھتا ہو اور بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھ کر

اس کو ذبح کر سکتا ہو تو یہ ذکاۃ اختیاری ہے اور اگر وہ اس کے گلے پر چھری پھیر کر ذبح نہ کر سکے تو پھر یہ ذکاۃ اضطراری ہے مثلاً وہ وحشی جانور ہو اور اس کی گرفت میں نہ آئے یا پالتو جانور ہو لیکن بھاگ گیا ہو۔ مثلاً مرغی درخت پر چڑھ گئی ہو یا جانور بھاگ جائے اور اس کی گرفت میں نہ آئے یا جانور کنوئیں یا کسی گڑھے میں گر جائے یا جانور کی مرنے کے خطرہ ہو اور ہر وقت ذبح کا آلہ دستیاب نہ ہو یہ تمام صورتیں اضطراری ہیں سوایسی صورتوں میں کسی بھی دستیاب آلہ سے جانور کے بدن کے کسی حصہ کو زخمی کر کے خون بہا دیا جائے تو وہ جانور حلال ہوگا، البتہ ناخن اور ہڈی سے احتراز ضروری ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

ذکاۃ اضطراری کی تعریف:

ذکاۃ اضطراریہ کا رکن یہ ہے کہ جانور کے بدن کے کسی حصہ کو زخمی کر دیا جائے۔ ذکاۃ اضطراریہ شکار میں ہوتی ہے یا اگر اونٹ گائے یا بکری بھاگ جائے اور انسان اس کے پکڑنے پر قادر نہ ہو۔ ہر چند کہ یہ پالتو جانور ہیں لیکن اس صورت میں یہ بھی شکار کے حکم میں ہیں۔ خواہ یہ پالتو جانور شہر میں بھاگیں یا جنگل میں۔ امام محمد سے اسی طرح مروی ہے۔ اسی طرح اگر جانور کنویں میں گر جائے اور اس میں سے نکال کر ذبح کرنے پر قدرت نہ ہو تو اس صورت میں بھی اس کی اضطراری ذکاۃ جائز ہے۔ ذکاۃ اضطراریہ میں تیر پھینکتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر پڑھے۔

(۴۴)......تشہد کا بیان

متن حدیث:

حدثنا أحمد بن رسته الأصبهاني حدثنا محمد بن المغيرة حدثنا الحكم بن ايوب عن زفر بن الهذيل عن أبي حنيفة عن حماد عن شقيق بن سلمة عن ابن مسعود قال: كانوا يقولون: السلام على الله السلام على جبريل السلام على رسول الله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لاتقولوا: السلام على

الله فإن الله هو السلام ولكن قولوا: التحيات لله والصلوات والطيبات، السلام عليك ايها النبی ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين أشهدان لا إله ألا الله وأشهد أن محمدا عبده ورسوله.

ترجمہ حدیث:

''ہم سے احمد بن رُستہ الاصبہانی نے بیان کیا، ہم سے محمد بن المغیرہ ہم سے الحکم بن ایوب نے بیان کیا، انہوں نے زفر بن ہذیل انہوں نے امام ابوحنیفہ انہوں نے حماد، انہوں نے شقیق بن سلمہ اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: صحابہ (ابتدائی زمانہ میں نماز میں) کہا کرتے تھے اللہ پر سلام ہو، جبریل پر سلام ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ پر سلام مت کہو۔ کیونکہ اللہ تو خود سلام ہے بلکہ (جب تم دوران نماز تشہد میں بیٹھو تو) تو یوں کہا کرو: '' تمام قولی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں اور بدنی و مالی عبادتیں بھی۔ اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں، ہم پر بھی سلام ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم) اسکے بندے اور رسول ہیں۔''

(المعجم الكبير طبرانی: جلد ۱۰، ص: ٤٢ حديث نمبر ٩٣.٩٤

تخریج حدیث:

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب الاستذان، باب الاسلام اسم من أسماء الله تعالیٰ ٥: ٢٣٠١ رقم: ٥٨٧٦

(۲) بخاری الصحیح کتاب الأذان، باب التشهد في الأخرة ١: ٢٨٦، رقم: ٧٩٧

(۳) مسلم، الصحیح، کتاب الصلاة، باب التشهد في الصلاة ١: ٣٠١، رقم: ٤٠٢

(۴) نسائی، السنن، کتاب التطبيق، باب کیف التشهد الأول ٢:

۲٤۰ رقم: ۱۱٦۸-۱۱۷۰

(٥) اخبار اصبهان ج١ ص ٣٥٠ ابونعيم الاصبهانی

(٦) تاریخ بغداد ج٣ ص ٢٦٣

(٧) تاريخ دمشق ابن عساكر ج ٢٤ ص ٣٦٩

(٨) كتاب الآثار ابويوسف ج١ ص ٥٣

(٩) مسند ابی حنیفه ابونعیم الاصبهانی ص ١٥٠

(١٠) مسند ابی حنیفه حارثی ج٢ ص ٥٣٨

(١١) مسند ابی حنیفه ابی خسروبلخی ج١ ص ٢٦٥

(١٢) ابن ماجه ج١ ص ٣٩٠

(١٣) ابوداؤد ج١ ص ٢٥٤

(١٤) ترمذی باب ماجآء فی التشهد

(١٥) جامع المسانید مترجم ج١ ص ٦٧١ حدیث نمبر ٥٣٩

(١٦) كتاب الآثار امام محمد مترجم ص ٧٨ حدیث نمبر ٨٠

حکم حدیث:

یہ روایت صحیح ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی احمد بن رستۃ بن عمر الاصبهانی ہیں۔

ان کے حالات کیلئے دیکھئے۔ (طبقات المحدثین ج۴ ص ۱۵۷)

دوسرے راوی ...... محمد بن المغیرہ بن سلیم بن عبداللہ بن المغیرۃ الاموی ابوعبداللہ صاحب لیل وعوۃ ہیں۔ان کے حالات کیلئے دیکھئے۔

(طبقات المحدثین ج۲ ص ۲۲۲ وتاریخ اصبهان ج۲ ص ۱۵۵ تاریخ اسلام ذہبی ج۱۷ ص ۳۴۴)

تیسرے راوی...... الحکم بن ایوب ہیں۔ان کا مکمل نام اس طرح ہے۔ابو محمد

الحكم بن ايوب بن ابی الحر العبدی مولاھم الاصبھانی الفیقه ابو محمد من کبار اھل بلدہ. تفصیل کے لئے دیکھئے۔

(طبقات المحدثین ج ۲ ص ۹۶ تاریخ اسلام ذہبی ج ۱۳ ص ۱۵۷)

چوتھے راوی......امام زُفر بن الھذیل ہیں ان کے حالات کیلئے دیکھئے۔

(۱) طبقات المحدثین ج ا ص ۴۵۰

(۲) طبقات ابن سعد ج ۶ ص ۳۸۷

(۳) الثقات ابن حبان ۶ ص ۳۳۹

(۴) مشاہیر علماء الامصار ص ۱۷۰

(۵) الانتقاء ابن عبدالبر ص ۱۷۳

(۶) سیر اعلام النبلاء ذھبی ج ۸ ص ۳۸

(۷) لسان المیزان ابن حجر ج ۲ ص ۴۷۶

(۸) طبقات الحنفیہ ج ا ص ۲۴۳

(۹) تاریخ اسلام ذہبی ج ۹ ص ۳۸۹

(۱۰) میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۰۵

(۱۱) الایثار بمعرفۃ رواۃ الاثار ص ۶۷ ابن حجر

(۱۲) الانساب ج ا ص ۳۳۹ ج ۳ ص ۳۸

تفصیل کے لیے دیکھئے۔ لمحات النظر فی حیات امام زفر شیخ محمد زاہد الکوثری

پانچویں راوی......امام ابوحنیفہ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

چھٹے راوی......امام حماد بن ابی سلیمان ہیں۔ ان کے حالات بھی پہلے گزر چکے ہیں۔

ساتویں راوی......شفیق بن مسلمہ ہیں۔

امام خوارزمی فرماتے ہیں۔ شقیق بن سلمۃ ابووائل الاسدی۔ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت تو پائی ہے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سماعت نہیں کی انہوں نے حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے سماع کیا ہے۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ کبیر کے اندر اس کا ذکر کیا ہے۔امام اعمش کہتے ہیں کہ مجھے ابراہیم نے کہا کہ تم شقیق کے خدمت میں رہا کرو کیونکہ میں نے لوگوں کو پایا ہے اور لوگ بہت زیادہ ہو گئے تھے اور لوگ ان کو سب سے اچھا سمجھتے تھے آپ فرماتے ہیں ابووائل کا انتقال ہوا تو ابو بردہ نے اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھا ابونعیم کہتے ہیں ابو بردہؓ کا انتقال ۱۰۴ ہجری میں ہوا۔امام بخاری نے کہا ہے کہ مجھے احمد بن سلیمان نے بتایا ہے وہ کہتے ہیں ابوبکر بن عاصم نے مجھے خبر دی ہے وہ کہتے ہیں میں نے ابووائل کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے میں نے اپنی عمر میں سات سال جاہلیت میں پائے۔

آٹھویں راوی...... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

نماز میں تشہد واجب ہے۔تشہد کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد الفاظ مروی ہیں لیکن اس باب میں اصح ترین روایت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ہے۔جسے حضرت امام ابوحنیفہؒ نے اختیار کیا ہے اس میں متعدد طرق سے حمد وثناء باری کو ذکر کیا گیا ہے اسلام کو الف لام کے ساتھ لایا گیا ہے جو استغراق و احاطہ کے لئے ہوتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے منبر پر بیٹھ کر قرآن کریم کی طرح حضرت ابن مسعودؓ کے تشہد کی تعلیم دی تھی۔اہل علم کا اس پر تعامل ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو لوگوں کو اسے تعلیم دینے کا حکم دیا تھا۔اس کے سکھاتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن مسعودؓ کے ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھاما ہوا تھا جو شدت اہتمام اور تثبت کی علامت ہے یہ تشہد صحاح ستہ میں بھی مروی ہے اس کی اکثر روایات ضعف سے خالی ہیں۔یہ بہت آسان ہے بچے بھی اسے آسانی سے یاد کر لیتے ہیں۔

(۴۵)......نماز میں دائیں اور بائیں سلام پھیرنے کا بیان

متن حدیث:

حدثناهاشم بن مرثد طبراني حدثنا محمد بن إسماعيل بن عياش حدثني ابى حدثنا أبو حنيفة، عن حماد، عن إبراهيم عن علقمة عن عبدالله ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يسلم عن يمينه و عن سياره

ترجمہ حدیث:

''ہم سے ہاشم بن مرثد الطبرانی نے بیان کیا، ہم سے محمد بن اسماعیل بن عیاش، مجھ سے میرے والد نے بیان کیا ہم سے امام ابوحنیفہ نے بیان کیا انہوں نے حماد انہوں نے ابراہیم انہوں نے علقمہ اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (نماز ختم کرتے وقت) دائیں اور بائیں سلام پھیرتے تھے۔''

(المعجم الكبير طبرانی ج: ۱۰، ص: ۱۲۷ حديث نمبر ۱۰۱۸۸)

تخریج حدیث:

(۱) مسلم، الصحيح، كتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب السلام للتحليل من الصلاة عند فراغها و كيفيته، ۱: ۴۰۹ رقم: ۵۸۲

(۲) ابن ماجه، السنن، كتاب إقامة الصلوة والسنة فيها باب التسليم ۱: ۲۹٦ رقم: ۹۱٤-۹۱٦

(۳) ابن حبان الصحيح ۵: ۳۳۱ رقم: ۱۹۹۱

(۴) ابن خزيمه، الصحيح ۱: ۳۵۹ رقم: ۲۷٦: ۷۲۷

(۵) كتاب الآثار امام ابويوسف ص ٤۵

(٦) مسند ابی حنيفه ابو نعيم اصبهانی ص ۸۱

(۷) مسند ابی حنيفه حارثی ج۱ ص ٤٦۹

(۸) مسند ابی حنيفه ابن خسرو بلخی حديث نمبر ۳۱۷

(۹) ابوداؤد ج۱ ص ۲٦۱

(۱۰) نسائی كبریٰ ج۱ ص ۳۹۲ حديث نمبر ۱۲٤۲

(۱۱) معجم الاوسط ج۲ص ۱۳۸

(۱۲) المختاره ضياء المقدسی ج۸ ص ۱٦٤

(۱۳) مسند بزار ج٤ ص ۲۳۳

(۱٤) مسند شافعی ص ٤۳

(۱۵) معرفت السنن والاثار بیهقی ص ۵۹ ج۲

(۱۶) مسند احمد ج۵ ص ۳۳۸

(۱۷) مجمع الزوائد ج۱ ص ۲۹۱

(۱۸) کتاب الحجه امام محمد ج۱ ص ۱۳۶

(۱۹) اختلاف العلمأ طحاوی ج۱ ص ۲۱۹

(۲۰) مسند ابی حنیفه حصکفی مترجم ص ۲۱۲،۲۱۳ حدیث نمبر ۱۲۰،۱۲۱

حکم حدیث:

یہ روایت صحیح ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی...... ہاشم بن مرثد الطبرانی ہیں۔ علامہ ذھبی نے سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۲۷۰، میزان الاعتدال ج ۷ ص ۷۰ میں اور سمعانی نے الانساب ج ۴ ص ۴۲ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

دوسرے راوی...... محمد بن اسماعیل بن عیاش ہیں۔ ان کے حالات نہیں ملے۔

تیسرے راوی...... اسماعیل بن عباس ہیں ان کے حالات نہیں ملے۔

چوتھے راوی...... امام ابوحنیفہ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

پانچویں راوی...... حماد بن ابی سلیمان ہیں ان کے حالات گزر چکے ہیں۔

چھٹے راوی...... ابراہیم نخعی ہیں ان کے حالات گزر چکے ہیں۔

ساتویں راوی...... علقمہ ہیں ان کے حالات گزر چکے۔

آٹھویں راوی...... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہیں۔ ان کے حالات گزر چکے ہیں۔

اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ نمازی دونوں طرف یا صرف ایک طرف یا پھر تینوں اطراف میں سلام پھیرے۔ سو جمہور کا مسلک یہ ہے کہ نمازی دونوں طرف سلام پھیرے گا چنانچہ امام ابن المنذر نے بیان کیا کہ صحابہ میں سے حضرت ابوبکرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عمار بن یاسرؓ اور حضرت نافع بن الحارثؓ، تابعین میں سے حضرت عطاء

بن ابی رباحؒ، حضرت علقمہؒ، امام عامر الشعبیؒ، اور حضرت ابوعبدالرحمٰن السلمیؒ اور ائمہ مجتہدین میں سے امام ابوحنیفہؒ، امام ابو یوسف قاضیؒ، امام محمد بن حسن شیبانی، امام احمد بن حنبلؒ، امام اسحاقؒ، امام ثوریؒ اور امام شافعیؒ اسی کے قائل ہیں۔ اور بعض کا قول ہے کہ صرف ایک طرف سلام پھیرنا مشروع ہے (یعنی صرف دائیں طرف) چنانچہ صحابہ میں سے حضرت عائشہ صدیقہؓ اور تابعین میں سے حضرت حسن بصریؒ، حضرت محمد بن سیرینؒ، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور ائمہ میں سے امام مالک اور امام اوزاعی وغیرہ اور ایک قول امام شافعی کا بھی یہی ہے جبکہ حضرت عبداللہ بن موسیٰ بن جعفر کے نزدیک تینوں اطراف دائیں بائیں اور سامنے سلام پھیرنا واجب ہے پھر دونوں طرف سلام پھیرنے کے قائلین میں اختلاف ہے کہ آیا دوسری طرف سلام پھیرنا واجب ہے یا نہیں۔ سو جمہور کے نزدیک دوسرا سلام مستحب ہے (یا سنت ہے) (عینی) چنانچہ امام ابن المنذر رنے کہا کہ علماء کا اس پر اتفاق واجماع ہے کہ جو شخص نماز میں صرف ایک سلام پر اکتفا کرے گا اس کی نماز جائز ہوگی۔ علامہ نووی شافعی نے شرح مسلم میں کہا ہے کہ مستند معتبر علماء کا اس پر اجماع ہے کہ صرف ایک سلام (دائیں طرف) واجب ہے اور دونوں طرف سلام پھیرنا برحق مذہب ہے کیونکہ دو سلاموں کے بارے میں کثرت سے احادیث وارد ہیں جن میں بعض صحیح ہیں اور بعض حسن ہیں لیکن ایک طرف سلام پھیرنے کی احادیث قلیل اور ضعیف ہیں جو قابل حجت نہیں ہیں اور اگر انہیں قابل حجت تسلیم بھی کرلیا جائے تب بھی وہ احادیث صحیحہ کا معارضہ نہیں کرسکتیں اور تین اطراف سلام پھیرنے کے قائل کا شاید یہ خیال ہو کہ ایک طرف سلام پھیرنے کی احادیث اور دونوں طرف سلام پھیرنے کی احادیث کو جمع کرلیا جائے اور یہ خیال فاسد ہے۔

(شرح مسند امام اعظم ص ۳۴۲)

(۴۶)......رات کے آغاز اور درمیان میں وتر پڑھنے کا بیان

متن حدیث:

حدثنا أحمد بن رستة الأصبهاني حدثنا محمد بن المغيرة حدثنا الحكم بن ايوب، عن زفر، عن أبي جنيفة عن حماد، عن إبراهيم، عن أبي عبدالله الجدلي عن عقبة بن عمرو وأبي موسى الاشعري انهما قالا: كان رسول الله

صلى الله عليه وسلم يوتر أحيانا أول الليل ووسطه ليكون سعة للمسلمين

ترجمہ حدیث:

''ہم سے احمد بن رُستہ الاصبھانی نے بیان کیا ہم سے محمد بن المغیرہ ہم سے الحکم بن ایوب نے بیان کیا انہوں نے زفر بن ہذیل انہوں نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا انہوں نے حماد انہوں نے ابراہیم انہوں نے ابوعبداللہ الجدلی اور انہوں نے حضرت عقبہ بن عمر واور حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت کیا دونوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات رات کے آغاز اور درمیان میں وتر پڑھا کرتے تھے تاکہ مسلمانوں کو سہولت حاصل ہو۔'' (المعجم الجبير طبراني، جلد: ١٧، ص: ٢٤٤ حديث نمبر ٦٨١)

تخریج حدیث:

(١) مسند ابی حنیفه ابونعیم اصبهانی ص ٨٨

(٢) ابوداؤد، السنن، كتاب الصلاة، باب في وقت الوتر، ٢: ٦٦، رقم: ١٤٣٥

(٣) هيثمي، مجمع الزوائد، ٢: ٢٤٥

(٤) شوكاني، نيل الأوطار، ٣: ٤٩

(٥) كتاب الاثار امام ابو يوسف ص ٦٨

(٦) مسند ابی حنيفه حارثی ج٢ ص ٥١٤

(٧) معجم الاوسط ج٧ ص ١٠٦

(٨) ترمذی باب ماجآء كيف كان قرأة النبی صلی الله عليه وسلم حديث نمبر ٢٩٢٤

(٩) جامع المسانيد مترجم ج١ ص ٥٩٥ حديث نمبر ٤٧٥

(١٠) مسند امام اعظم حصكفی مترجم ص ٢٤٤ حديث نمبر ١٥٩

(١١) مصنف ابن ابی شيبه ج ٢٨٧/٢

(١٢) مسند احمد ج٤ص ١١٩

(۱۳) مسند ابی داؤد طیالسی ص ۸٦

(١٤) نسائی حدیث نمبر: ١٦٨٢

(١٥) ابن ماجه حدیث نمبر ١١٨٧

حکم حدیث:

یہ روایت صحیح ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی احمد بن رستہ سے لے کر حضرت ابراہیم نخعی تک کے رجال کے حالات پہلے گزر چکے ہیں اور ابی موسیٰ الاشعریؓ کے حالات بھی گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں نماز وتر پڑھنے کا ذکر ہے ہم یہاں پر اس نماز کے متعلق کچھ عرض کرتے ہیں۔۔

نماز وتر ...... یہ نماز ایک مستقل نماز کی حیثیت رکھتی ہے جس طرح نماز پنجگانہ، نماز عیدالفطر، نماز عیدالضحیٰ، نماز تہجد، نماز کسوف، نماز خسوف، نماز استخارہ، نماز خوف، نماز اشراق، نماز تراویح وغیرہ۔ جس طرح نماز پنجگانہ کے اوقات ہیں اسی طرح اس کا بھی ٹائم ہے جس وقت میں یہ پڑھی جاتی ہے۔ اس حدیث میں اس بات کا بھی ذکر ہے اس کا وقت نماز عشاء کے وقت سے لیکر سحری کے وقت تک ہے اس وقت میں جب بھی کوئی پڑھے گا ادا ہوجائے گی۔ مسلمانوں کو اس میں بہت سہولت دی گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے شروع میں درمیان میں آخری وقت میں تینوں وقت میں یہ نماز پڑھی ہے۔ یہ نماز پہلے نفل تھی بعد میں واجب ہوگئی تھی اس کی تین رکعات ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اکثر معمول رات کے آخری حصہ میں نماز تہجد کے بعد ان کو پڑھنے کا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی تہجد کی دو رکعات اور تین وتر کبھی چار رکعات اور تین وتر کبھی چھ رکعات اور تین وتر کبھی آٹھ رکعات اور تین وتر، کبھی دس رکعات اور تین وتر، کبھی بارہ رکعات اور تین وتر پڑھ

کرتے تھے۔ وتروں کے بعد دو رکعات نفل بھی بیٹھ کر پڑھتے تھے۔ محدثین نے اس نماز کو اپنی تصانیف میں مختلف عنوانات کے تحت ذکر کیا ہے کسی نے مطلقاً قیام اللیل میں کسی نے تہجد کے ساتھ کسی نے تراویح کے ساتھ کسی نے عشاء کے ساتھ اور کسی نے وتر کے باب میں اس کو ذکر کیا ہے اور کسی محدث نے لغت کے اعتبار سے درج کیا ہے۔

☆☆☆

المعجم الاوسط طبرانی میں سے

امام ابوحنیفہؒ کی مروی ۶/احادیث

(۴۷)......اجازت کے بغیر کسی کی چیز استعمال نہ کرے

متن حدیث:

حدثنا أحمد، قال: حدثنا بشر قال: حدثنا أبو يوسف عن أبي حنيفة عن عاصم بن كليب عن أبي بردة عن أبي موسى: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم زار قوما من الأنصار في دارهم فدعوا له بشاة وصنعوا له منها طعاما فأخذ من اللحم شيئا ليأكله فمضغه ساعة لا يسيغه فقال ما: شأن هذا اللحم؟ فقالوا: شاة لفلان ذبحناها حتى يجئ صاحبها فنرضيه من لحمها، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أطعموها الأسارى

ترجمہ حدیث:

''ہم سے احمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا: ہم سے بشر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو یوسف نے بیان کیا، انہوں نے امام ابو حنیفہ سے روایت کیا انہوں نے عاصم بن کلیب انہوں نے ابو بردہ اور انہوں نے حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض انصار صحابہ کی خبر گیری کے لئے ان کے گھر تشریف لے گئے انہوں نے آپ کو بکری کا گوشت کھانے کی دعوت دی اور اس کا سالن تیار کر کے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا آپ نے کھانے کیلئے گوشت کا ایک ٹکڑا لیا تھوڑی دیر تک اسے چباتے رہے لیکن نگل نہ سکے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ پوچھا: اس گوشت کا کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یہ فلاں شخص کی بکری ہے (جس کی اجازت کے بغیر) ہم نے اسے ذبح کیا ہے (اس ارادے سے کہ) جب اس کا مالک آئے گا تو ہم اس کا گوشت بنانے کے حوالے سے اسے (بہر صورت) راضی کر لیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ گوشت قیدیوں کو کھلا دو (ہمارے لئے اس کا کھانا جائز نہیں)۔''

(المعجم الأوسط طبرانی جلد۲: ص: ۱۲۸، حدیث نمبر۱۶۰۲)

تخریج حدیث:

(۱) احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۲۹۳، رقم: ۲۲۵٦۲

(۲) دارقطنی، السنن، ٤: ۲۸۵، رقم: ٥٤

(۳) طحاوی، شرح معانی الآثار، ٤: ۲۰۸

(۴) ابن عبدالهادی، تنقح تحقیق أحادیث التعلیق ۳: ۵ رقم: ١٦٢١

(۵) معجم الاوسط طبرانی ص١٦٨ج ٢

(٦) کتاب الاثار ابو یوسف ص ١٢٧

(٧) کتاب الآثار امام محمد ص ١٤٤

(٨) مسند ابی حنیفه ابونعیم اصبهانی ص ١٨٩

(٩) مسند ابی حنیفه حارثی ج٢ ص ٨٣٥

(١٠) مسند ابی حنیفه ابن خسرو بلخی ج٢ ص ٦٧٦

(١١) جامع المسانید مترجم ج٢ ص ٤٥٩

(١٢) مصنف ابن ابی شیبه ج٢ ص ٤١٠

(١٣) شرح مشکل الاثار طحاوی ج ٧ ص ٤٥٥

(١٤) سنن الکبریٰ بیهقی ج٥ ص ٣٣٥

(١٥) دلائل النبوة ج٦ ص ٣١٠ بیهقی

(١٦) مستدرك حاکم ج ٤ ص ٢٦٢

(١٧) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ج٧ ص ١٥٣

(١٨) مسند امام اعظم حصکفی مترجم ٥٠٠ حدیث نمبر ٤٦٩

حکم حدیث:

یہ روایت صحیح ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی احمد ہیں۔ان کا نام احمد بن قاسم بن محمد بن سلیمان ابوالحسن الطائی البرتی ہے تاریخ بغداد ج ۴ ص ۳۵۰۔ تاریخ اسلام ذھبی ج ۲۲ ص ۶۱ میں ان کا ذکر موجود ہے۔

دوسرے راوی...... بشر ہیں۔ یہ بشر بن ولید الکندی ہیں ان کا ذکر تہذیب التہذیب میں موجود ہے باقی تمام رواۃ کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ سب ثقہ ہیں۔

اس حدیث سے چند مسائل ثابت ہوئے۔

(۱) بزرگوں کی دعوت کرنا صحابہ کرامؓ کی سنت ہے۔

(۲) دعوت قبول کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے خواہ دعوت دینے والا خادم اور چھوٹا ہی کیوں نہ ہو۔

(۳) مشکوک ومشتبہ کھانا نہ کھانا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

(۴) کسی دوسرے آدمی کی کوئی قیمتی چیز اس کی اجازت کے بغیر لینے اور اس میں تصرف کرنے پر غاصب اس کی قیمت ادا کرنے کا ضامن ہوگا۔

(۵) کسی غیر کی قیمتی چیز غصب کرنے پر غاصب اس چیز کا مالک بن جائے گا مگر یہ ملک خبیث و ناجائز ہوگا اس لئے اس چیز کا صدقہ کرنا واجب ہوگا۔

(۶) اصل مالک کا ملک غصب کے بعد ختم ہو جائے گا کیونکہ اگر اس کا ملک غصب کے بعد باقی رہتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصب شدہ بکری کا گوشت کو صدقہ کرنے کا حکم نہ دیتے بلکہ اس کو واپس کرنے کا حکم دیتے یا اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت اصل مالک کے لئے محفوظ رکھنے کا حکم دیتے کیونکہ امیر المؤمنین کو ضرورت و حاجت کے وقت کسی انسان کی چیز فروخت کرنے کا حق حاصل ہے۔

(۷) غصب شدہ چیز سے نفع اٹھانا حرام ہے کیونکہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غصب شدہ بکری

کا گوشت نہ خود کھایا اور نہ اپنے ساتھ صحابہ مہمانوں کو کھانے کی اجازت دی بلکہ سارا گوشت قیدیوں کو صدقہ کرنے کا حکم دیا۔

(۸) جب غاصب اس چیز کا معاوضہ ادا کردے گا تو اس کا ملک بھی صحیح ہو جائے گا اور اس چیز سے نفع اٹھانا بھی صحیح ہو جائے گا۔

(۹) اس حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت وعصمت ثابت ہو رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مشتبہ لقمہ کو آپ کے جسم کا حصہ نہیں بننے دیا اور آپ کو اس سے محفوظ رکھا۔ اس لئے آپ کا کلام آپ کی ہدایات وتعلیمات شیطانی آمیزش سے پاک اور شکوک و شبہات سے منزہ ہیں اور آپ کے اصحاب وآل بدعقیدگی اور فسق وفجور سے محفوظ ومبرا ہیں۔

(شرح مسند امام اعظم ص ۶۸۷، ۶۸۸)

(۴۸)......خواتین کو فجر اور عشاء کی نماز مسجد میں اَدا کرنے کی رُخصت

متن حدیث:

حدثنا البختری، قال: ثنا محمد بن سماعة، قال: نا أبو یوسف القاضي عن أبي حنیفة عن أبي الهذیل عن ابن عمر: أن النبي صلی الله علیه وسلم رخص للنساء في الخروج لصلاة الغداة وصلاة العشاء.

ترجمہ حدیث:

''ہم سے البختری نے بیان کیا، انہوں نے کہا: ہم سے محمد بن سماعہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا: ہم سے قاضی ابو یوسف نے بیان کیا، انہوں نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا، انہوں نے ابوالہذیل اور انہوں نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو فجر اور عشاء کی نماز مسجد میں اَدا کرنے کی رُخصت دی تھی۔''

(المعجم الاوسط طبرانی، ج: ۳، ص: ۲۳۱ حدیث نمبر ۳۳۱٤)

تخریج حدیث:

(١) ابو یوسف، کتاب الآثار: ٥٦، رقم: ٢٧٧

(٢) ابونعیم اصبهانی، مسند أبی حنیفة: ٢٠٩

(٣) جامع المسانید ج١ ص

(٤) بخاری باب خروج النساء الی المساجد

(٥) مسلم ج١ ص ٣٢٦ باب خروج النساء

(٦) ابوداؤد ج١ ص ١٥٥ باب ماجأء فی خروج النسأ الی المسجد

(٧) ترمذی باب ماجأفی خروج النسأ الی المسجد

(٨) مسند ابی داؤد طیاسی ص ٢٥٧

(٩) مصنف عبدالرزاق ج٣ ص ١٤٧

(١٠) معجم الکبیر طبرانی ج١٢ ص ٣٢٦

(١١) السنن الماثور ج١ ص ٢٤٤

(١٢) مسند احمد بن حنبل ج٥ ص ١٩٢

(١٣) ابن حبان ج ٥ ص ٥٨٩

(١٤) اختلاف العلمأ طحاوی ج١ص ٢٣١

حکم حدیث:

یہ روایت صحیح ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی البختری ہیں۔ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد ج ۷ ص ۱۳۳ میں ان کا ذکر کیا ہے اور الاکمال ج۱ ص ۱۴۶۰ المنتظم ابن جوزی ج ۹ ص ۱۹۵ میں بھی ان کے حالات موجود ہیں امام دارقطنی نے ان کے متعلق کہا ہے لاباًس بہ۔

دوسرے راوی...... محمد بن سماعہ ہیں ان کا مکمل نام اس طرح ہے۔ محمد بن سماعہ بن عبداللہ بن ہلال بن وکیع بن بشر ابوعبداللہ تیمی رحمتہ اللہ علیہ۔ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد کے اندر ان کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں۔ یہ بغداد کی مسند قضاء پر فائز تھے اور انہوں نے امام ابو یوسف قاضی اور محمد بن حسن شیبانی اور مسیب بن شریک، معلیٰ بن خالد رازی سے احادیث روایت کی ہیں اور ان سے محدثین کی جماعت نے احادیث روایت کی ہیں۔

ابوعبداللہ صمیری بیان کرتے ہیں کہ ابو یوسف قاضی اور امام محمد بن حسن شیبانی کے اصحاب میں سے محمد بن سماعہ ہیں اور یہ حفاظ میں سے تھے اور ان کی مرویات نوادر میں سے ہیں۔

انہوں نے امام ابو یوسف اور امام محمد دونوں سے روایت کی ہے اور انہوں نے نکت اور امالی روایت کی ہیں یہ مامون کے زمانہ میں بغداد کی مسند قضاء پر فائز تھے یہ مسلسل قاضی رہے یہاں تک کہ معتصم باللہ کے زمانہ میں ان کی بینائی ختم ہوگئی تو انہوں نے استعفاء دے دیا۔

یحیٰ بن معین کہتے ہیں اگر باقی اہل حدیث (یعنی محدثین) بھی اسی طرح صدق اختیار کریں جیسے ابن سماعہ القافی صادق تھے تو یہ سب لوگ بہت انتہاء پر پہنچ جائیں۔

طلحہ بن محمد نے کہا محمد بن سماعہ کا انتقال ۲۳۳ ہجری میں ہوا ان کی عمر ۱۳۰ برس تھی اور ان کی پیدائش ۱۰۳ ہجری میں ہوئی۔

(بحوالہ جامع المسانید مترجم جلد سوم ص ۳۵۱ مطبوعہ شبیر برادرز اردو بازار لاہور)

بقیہ تمام رواۃ کا ذکر پہلے گزر چکا ہے وہ سب ثقہ ہیں۔

شرح حدیث:

عورتوں کے مسجد اور عیدگاہ جانے کا شرعی حکم کیا ہے؟

اس مسئلہ کی تحقیق جاننے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اس مسئلہ سے متعلقہ تمام احادیث کو سامنے رکھا جائے۔ امام ابوحنیفہؒ کا شرعی مسائل حل کرنے کا طریقہ کار یہ تھا کہ وہ اولاً زیر غور مسئلہ کے بارے میں وارد ہونے والی سب احادیث جمع کرتے اس جمع احادیث کا علمی

نام سرِدالا حادیث ہے پھران احادیث میں غور کر کے اس مسئلہ کو حل کرتے ۔ہم بھی اسی طریقہ کار کے مطابق زیرِغور مسئلہ میں تمام احادیث میں غور کر کے اپنی تحقیق پیش کرتے ہیں۔

عورتوں کے مساجد وعید گاہ میں جانے نہ جانے کے متعلق ہمارے علم کے مطابق چار قسم کی حدیثیں ملتی ہیں۔

(۱)وہ احادیث جن میں عورتوں کومساجد میں جانے کی بلاشرط اجازت دی گئی ہےاوران کومساجد سے روکنے کی ممانعت ہے۔

(۲)وہ احادیث جن میں مساجد میں جانے کی اجازت چندشرائط کے ساتھ مشروط ہے۔

(۳)وہ احادیث جن میں عورتوں کواپنے گھروں میں نماز پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

وہ احادیث جن میں عورتوں کومساجد میں جانے کی ممانعت کاذکر ہے۔

جن روایات میں مطلقاً اجازت دی گئی ہے وہ روایات قسم دوم میں مذکورہ احادیث کے قرینہ سے استیذان والی قید کی ساتھ مقید ہوں گی۔

قسم دوم کی احادیث میں جن شرائط کے ساتھ عورتوں کا مسجد میں جانے کاذکر ہےان میں سے چندشرائط کاخلاصہ یہ ہے۔

شرط نمبر۱......استیذان (یعنی خاوند سے اجازت طلب کرنا۔

(بخاری ج ۲ ص ۸۸۷ مسلم ج ۱ ص ۱۸۳

شرط نمبر۲......رات ہو، دن نہ ہو۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۲۳)

شرط نمبر۳...... پردہ (بخاری ج ۱ ص ۸۲- مسلم ج ۱ ص ۲۳۰ - مجمع الزوائد ص ۳۳ ج ۲)

شرط نمبر۴......خوشبو نہ لگائیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۴ ص ۲۷۱۔ مسلم ج ۱ ص ۱۸۳۔ سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۸۴۔ موارد الظمان ص ۱۰۲۔ مسند احمد ج ۸ ص ۸۲۔ جامع المسانید والسنن ابن کثیر ج ۳۷ ص ۳۶۶۔ الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۸۸۔ ابن ماجہ ص ۲۸۸۔ سنن نسائی ج ۲ ص ۲۸۲)

شرط نمبر ۵.......ترک زینت (ترمذی ج ۱ص ۲۲۰-سنن ابن ماجہ ص ۲۸۸)

شرط نمبر ۶.......مردوں سے عدم اختلاط (سنن ابی داؤد ج ۲ص ۳۵۸)

شرط نمبر ۷.......مسجد میں اور مسجد کی طرف آتے جاتے آواز بلند نہ کریں۔

(تفسیر مظہری ج ۷ص ۳۳۷۔ نہایہ، ابی داؤد ج ۱ص ۱۳۸۔ ابن ماجہ ص ۱۷۲۔ نسائی ۱۷۸۔ مصنف ابن ابی شیبہ ج ص ۲۳۷)

شرط نمبر ۸.......فساد اور فتنہ کا خوف نہ ہو۔

(ترمذی ج ۲ص ۱۰۶، بخاری ج ۲ص ۷۶۳، مسلم ج ۲ص ۳۵۲، مشکوٰۃ ج ۲ص ۲۶۷)

جن احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسجد میں جانے کی اجازات ہے وہ بھی ان شرائط کے ساتھ ہے اور ہے بھی نماز فجر اور نماز عشاء کے وقت جیسا کہ امام صاحب سے مروی روایت میں اس بات کا ذکر ہے۔ یہ شرائط صحابہ اور تابعین کے دور ہی میں اکثر مفقود ہوگئی تھی جن کی بنا پر صحابہ اور تابعین عورتوں کا مسجد میں جانا پسند نہیں کرتے تھے۔

صحابہ کرام عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع کرتے تھے:

(۱) ابوعمرو شیبانی نے دیکھا کہ عبداللہ بن مسعودؓ عورتوں کو جمعہ کے دن مسجد سے نکال رہے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ تم عورتیں اپنے گھروں کی طرف جاؤ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

(ترغیب والترہیب ج ۱ص ۲۲۸)

(۲) ابوعمرو شیبانی کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے دن عورتوں کو مسجد سے نکالنے کیلئے کنکریاں مار رہے ہیں۔ (ابن ابی شیبہ ج ۲ص ۲۷۷)

(۳) حسن بصریؒ سے اس عورت کے متعلق مسئلہ پوچھا گیا جس نے یوں نذر مانی کہ اگر اس کا خاوند جیل سے رہا کر دیا گیا تو وہ بصرہ کی ہر اس مسجد میں جس میں جماعت ہوتی ہے دو رکعت نماز پڑھے گی۔ حسن بصریؒ نے جواب دیا وہ اپنے محلہ کی مسجد میں دو رکعتیں ادا کر کے اپنی نذر پوری کرے۔ کیونکہ وہ بصرہ کی ہر مسجد میں جا کر نماز پڑھنے کی (شرعاً) طاقت نہیں

رکھتی۔ نیز فرمایا اگر اس (نذر ماننے والی) عورت کو حضرت عمرؓ پا لیتے تو وہ اس کا سر کوٹتے۔

(۴) محدث اعمشؒ (تابعی) کہتے ہیں کہ ابراہیم نخعیؒ (تابعی) کی تین بیویاں تھیں وہ ان کو جمعہ اور جماعت میں شریک ہونے کیلئے نہیں چھوڑتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۷۷)

(۵) حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں عورتوں نے جو زیب و زینت، نمائش حسن اور عطریات کا استعمال شروع کر دیا ہے اگر یہ صورتحال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیدا ہو جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں مسجدوں سے ضرور روک دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا یحییٰ بن سعید نے عمرو سے پوچھا بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا؟ عمرہ نے کہا جی ہاں روک دیا گیا تھا۔

(بخاری ج ۱ ص ۱۲۰- مسلم ج ۱ ص ۱۸۳- ابوداؤد ج ۱ ص ۸۴)

(۶) حضرت عبداللہ بن عمرؓ جمعہ کے دن عورتوں کو کنکریاں مار مار کر مسجد سے نکالتے تھے۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۳ ص ۲۲۸

(۷) محدث ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء (تابعی) سے پوچھا جیسے مردوں کے لئے یہ حق ثابت ہے کہ جب وہ اذان سنیں تو مسجد میں حاضر ہوں کیا عورتوں کیلئے بھی ثابت ہے؟ عطاء نے قسم اٹھا کر فرمایا ان کیلئے ثابت نہیں۔ (مصنف عبدالرزاق ں ۱۴۷ ج ۳)

(۸) نافع کہتے ہیں کہ ابن عمرؓ اپنی عورتوں کو عیدین میں نکلنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۸۸)

(۹) ہشام بن عروہ (تابعی) اپنے باب عروہ ابن زبیرؒ کے متعلق بتاتے ہیں کہ وہ اپنے اہل میں سے عورت کو نمازِ عیدالفطر اور نمازِ عیدالاضحیٰ میں نکلنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۸۸)

(۱۰) عبدالرحمٰن بن قاسم اپنے باپ قاسم کے متعلق بتاتے ہیں کہ وہ جوان عورتوں کے بارے میں بہت ہی سخت تھے وہ ان کو عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے لئے نہیں نکلنے دیتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۸۸)

(۱۱) سفیان ثوری کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں عورتوں کا عید کے لئے نکلنا مکروہ ہے۔

(ترمذی ج ۱ ص ۱۲۰)

(۱۲) حضرت اُمّ حمید (صحابیہ) کہتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمیں ہمارے شوہر آپ کے ساتھ نماز پڑھنے سے منع کرتے ہیں حالانکہ ہم آپ کے پیچھے نماز پڑھنے کی بہت چاہت رکھتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا چھوٹے کمرے کی نماز بڑے کمرے کی نماز سے بہتر ہے۔ اور بڑے کمرے کی تمہاری نماز، جماعت کی نماز سے بہتر ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۷۷)

(۱۳) حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تو دیکھا کہ عورتیں بیٹھی ہیں پوچھا تمہیں کس چیز نے بٹھا رکھا ہے؟ انہوں نے کہا ہم جنازہ کا انتظار کر رہی ہیں۔ آپ نے کہا کیا تم میت کو غسل دیتی ہو؟ انہوں نے کہا جی نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم میت کو اٹھاتی ہو۔ انہوں نے کہا جی نہیں۔ آپ نے کہا کیا تم میت کو دوسرے لوگوں کی طرح قبر میں اتارتی ہو؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا تم لوٹ جاؤ لیکن ثواب لیکر نہیں بلکہ گناہگار ہو کر۔ (ابن ماجہ ص ۱۱۳)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو مسجد میں جانے سے صحابہ روکتے تھے۔ اب دونوں قسم کی روایات ہیں اجازت والی بھی اور روکنے والی بھی۔ ان میں تطبیق اس طرح ہے کہ ابتداء میں نرمی تھی اتنی سختی نہ تھی لیکن بعد میں شرطیں لگا کر اور عورتوں کو گھر میں چھپ کر نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ بتا کر ذرا سختی کی گئی۔ ہمارے نزدیک مذکورہ بالا احادیث کے مطابق ۔۔۔ شرطوں کے ساتھ عورتوں کو مسجد و عیدگاہ میں جانے کی اجازت ہے۔ اس میں گناہ نہ ہوگا

تاہم ثواب میں کمی آجائے گی کیونکہ عورت اپنے گھر میں جتنی چھپ کر عبادت کرے گی اسکی اتنی ہی فضیلت وثواب زیادہ ہوگا۔

(۴۹)......دُعائے اِستخارہ

متن حدیث:

حدثناعثمان بن خالد بن عمرو، قال: نا إبراهيم بن العلاء قال: ناإسماعيل بن عياش عن أبي حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن علقمة عن عبدالله قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلمنا الاستخارة في الامر كما يعلم احدنا السورة من القرآن: اللهم إنى استخيرك بعلمك وأستقدرك بقدرتك، وأسألك من فضلك العظيم، فأنك تقدر ولاأقدر، وتعلم ولا أعلم، وانت غلام الغيوب اللهم إن كان في هذا الأمر خيرة في ديني ودنياي وعاقبة أمرى فقدره لي وإن كان غير ذلك خيرلي فسهل لي الخير حيث كان واصرف عني السوء ورضني بقضائك

ترجمہ حدیث:

''ہم سے عثمان بن خالد بن عمرو نے بیان کیا، انہوں نے کہا: ہم سے ابراہیم بن العلاء نے بیان کیا انہوں نے کہا، انہوں نے حماد، انہوں نے ابراہیم، انہوں نے علقمہ اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا، آپؓ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کاموں میں دُعائے استخارہ کی تعلیم دیتے تھے جیسے ہم میں سے کسی کو قرآن مجید کی سورت سکھاتے۔ (آپ فرماتے، یوں کہا کرو) ''اے اللہ! میں تجھ سے تیرے علم کے ذریعے خیر طلب کرتا ہوں، تیری قدرت کے سبب طاقت چاہتا ہوں اور تیرے عظیم فضل کا سوال کرتا ہوں کیونکہ تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو پوشیدہ باتوں کا خوب جاننے والا ہے اے اللہ! اگر یہ کام میرے دین، میری دنیا اور میرے

اُخروی معاملے کے لئے بہتر ہے تو اسے میرے لئے مقدر فرمادے اور اگر اس کے علاوہ کسی دوسرے کام میں میرے لئے خیر ہے تو اسے میرے لئے آسان فرمادے جہاں بھی ہو مجھ سے برائی دور رکھ اور مجھے اپنے فیصلہ پر راضی کردے۔"

(المعجم الاوسط طبرانی، ج: ٤، ص ١٠٦ حدیث نمبر٣٧٢٣)

تخریج حدیث:

(١) بخاری، الصحیح، کتب الدعوات، باب الدعا عندالاستخارة، ٥: ٢٣٤٥، رقم: ٦٠١٩

(٢) ترمذی، السنن، کتاب الصلاة باب ماجاء في صلاة الاستخارة ٢: ٣٤٥، رقم: ٤٨٠

(٣) ابو داؤد، السنن، کتاب الصلاة، باب في الاستخارأ، ٢: ٨٩، رقم: ١٥٣٨

(٤) ابن حبان، الصحیح، ٣: ١٦٩ رقم: ٨٨٧

(٥) جامع المسانید، مترجم ج١ ص ٧٤٤

(٦) معجم الکبیر طبرانی حدیث نمبر١٠٤٢١

(٧) معجم الصغیر طبرانی ج١ ص ٣١٦

(٨) مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ٢٠٢١٠

(٩) مصنف ابن شیبه ج١ ص ٢٩٤

(١٠) مسند امام اعظم حصکفی مترجم ص ٢٥٦ حدیث نمبر١٦٩

حکم حدیث:

یہ روایت مختلف صحابہ کرام سے بہت سی سندوں سے مروی ہے لہٰذا روایت یہ صحیح ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی......عثمان بن خالد بن عمرو ہیں ان کے حالات نہیں ملے۔

دوسرے راوی......ابراہیم بن العلاء ہیں ان کے حالات بھی نہیں ملے۔

تیسرے راوی......اسماعیل بن عیاش ہیں۔ان کے حالات بھی نہیں ملے۔

چوتھے راوی......حماد بن ابی سلیمان ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

پانچویں راوی......حماد بن ابی سلیمان ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

چھٹے راوی......ابراہیم نخعی ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

ساتویں راوی......علقمہ بن قیس ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

آٹھویں راوی......حضرت عبداللہ بن مسعود ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

استخارہ کا معنیٰ ہے: خیر و بھلائی طلب کرنا، اپنے لئے اچھائی چاہنا اور کسی معتبر ہستی سے خیر و بھلائی کا مشورہ کرنا۔ چونکہ استخارہ کی دُعا اور نماز میں آدمی اللہ تعالیٰ سے خیر و بھلائی طلب کرتا ہے اور خیر و بھلائی کا مشورہ طلب کرتا ہے کہ یہ کام کروں یا نہ کروں اس لئے اس کو استخارہ کہتے ہیں نماز استخارہ مکروہ اوقات کے علاوہ کسی وقت بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

نماز استخارہ سے متعلق فقہا کرام نے بہت سے مسائل مستنبط کئے ہیں لیکن یہاں پر چند باتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) استخارہ کے ذریعے بندے اور اس کے ربّ کے درمیان تعلق مضبوط کرنا ہے۔

(۲) استخارہ وہاں کیا جاتا ہے جہاں کسی کام کے بارے انسان کشمکش کا شکار ہو اور اسے کچھ سمجھ نہ آ رہا ہو کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ اگر کوئی ایک رُخ متعین ہو تو وہاں استخارہ کی بجائے دعا کرنی چاہیے۔

(۳) کسی نیک آدمی سے اپنے لئے استخارہ کروانا جائز تو ہے لیکن افضل اور بہتر یہی ہے کہ صاحب معاملہ خود مذکورہ طریقہ سے استخارہ کرے اور اس کے بعد جب ذہن کسی ایک رُخ پر مطمئن ہو جائے تو اسی میں اللہ کی طرف سے خیر اور بھلائی کو مضمر سمجھے۔

(۴) استخارہ وہیں کیا جاسکتا ہے جہاں کسی کام میں خیر و شر دونوں پہلو ہوں۔ جہاں صرف شر کا پہلو ہو اسے ترک کرنے میں استخارہ کی ضرورت نہیں۔ اور جہاں صرف خیر کا پہلو ہو اسے اختیار کرنے میں استخارہ کی ضرورت نہیں۔

(۵) استخارہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ رات کے وقت عام نفلوں کی طرح دو رکعت نفل پڑھے نفل پڑھنے کے بعد حدیث میں جو دُعا مذکور ہے وہ پڑھے اور سو جائے۔ صبح کو اٹھ کر اس کام کے متعلق سوچے جس طرف زیادہ خیال جائے وہ ہی استخارہ ہے۔

(۵۰)...... کسی شخص کو مثلہ کرنا منع ہے

متن حدیث:

حدثناعبدالله بن عمر الصفار، قال: نايحيى بن غيلان، قال: ناعبدالله بن بزيع عن أبي حنفية عن علقمة بن مرثد عن سليمان بن بريدة عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن المثلة

ترجمہ حدیث:

''ہم سے عبداللہ بن عمر الصفار نے بیان کیا انہوں نے کہا: ہم سے یحیٰی بن غیلان نے بیان کیا، انہوں نے کہا: ہم سے عبداللہ بن بزیع نے بیان کیا، انہوں نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا انہوں نے علقمہ بن مرثد، انہوں نے سلیمان بن بریدۃ اور انہوں نے اپنے والد حضرت بریدہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مثلہ)(اعضاء کے کاٹنے) سے منع کیا ہے۔'' **(طبرانی المعجم الاوسط، ج: ٤، ص: ۲۸۱ حدیث ٤٤٩٠)**

تخریج حدیث:

(۱) ابو داؤد، السنن، كتاب الجهاد، باب النهى عن المثلة، ۳: ۵۳ رقم: ٢٦٦٧

(۲) نسائی، السنن، كتاب تحريم الدم، باب النهى عن المثلة ۷: ۱۰۱، رقم: ٤٠٤٧

(۳) احمد بن حنبل، المسند، ٤: ٢٤٦، رقم: ١٨١٧٧

(٤) بزار، المسند، ٩: ٧٥، رقم: ٣٦٠٥

(٥) مسند ابی حنیفه ابونعیم اصبهانی ص ١٤٧

(٦) مسند ابی حنیفه حارثی ج٢ ص ٦٤٢

(٧) بخاری باب ما یکره من المثلة

(٨) السنن الماثوره ص ٤٢٧

(٩) مصنف ابن ابی شیبه ج ٥ ص ٤٥٥

(١٠) معجم الکبیر طبرانی ج١٢ص ٤٠٣

(١١) المطالب العالیة ج٩ ص ٤٧٠

(١٢) مسند امامِ اعظم حصکفی ص ٥٤١

حکم حدیث:

یہ روایت صحیح ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی......عبد بن عمر الصفار التستر ی۔امام طبرانی نے اپنی معجم الثلاثۃ میں ان سے روایت کی ہے۔

دوسرے راوی......یحیٰ بن غیلان بن عوام الراسی التستر ی العسکر ی ہیں یہ ثقہ ہیں۔ ابن حجر شافعی نے التھذ یب التھذ یب میں ان کا ذکر کیا ہے۔معجم ثلاثہ طبرانی،مسند ابی حنیفہ ابونعیم اصبھانی۔ حلیۃ الاولیا ابونعیم اصبھانی کتاب الدعاً طبرانی میں ان کی روایات موجود ہیں۔

تیسرے راوی......عبداللہ بن یذیع الانصاری القاضی ہیں۔ان کا ذکر حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی نے لسان المیز ان ج ۳ص ۲۶۳،ابن جوزی نے الضعفاً ج ۲ص ۱۱۶میں کیا

ہے یہ مختلف فی راوی ہے۔

چوتھے راوی......امام ابوحنیفہ ہیں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

پانچویں راوی......علقمہ بن مرثد ہیں ان کے حالات گزر چکے ہیں۔

چھٹے راوی......سلیمان بن بریدہ ہیں ان کے حالات گزر چکے ہیں۔

ساتویں راوی......بریدہ بن حصیبؓ اسلمی ہیں ان کے حالات گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں مثلہ کرنے سے منع فرمایا گیا ہے مگر ایک حدیث میں مثلہ کرنے کا واقعہ آتا ہے لہٰذا ان دونوں روایات میں تعارض ہوجاتا ہے۔جس روایت میں مثلہ کا ذکر ہے پہلے ہم وہ نقل کرتے ہیں پھر تعارض کو رافع کرتے ہیں۔مثلہ کرنے والی روایت۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ عکل کے کچھ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہوگئے اور انہوں نے مدینہ منورہ کو ناموافق محسوس کیا تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ صدقہ کے اونٹوں میں جائیں اور ان کا پیشاب اور دودھ پئیں سو انہوں نے یونہی کیا تو تندرست ہوگئے پھر وہ مرتد ہوگئے اور انہوں نے صدقہ کے اونٹوں کے چرواہوں کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کرلے گئے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے سپاہی بھیجے اور جب انہیں گرفتار کر کے لایا گیا تو ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اور ان کی آنکھیں پھوڑ دی گئیں پھر ان کو داغا نہیں گیا حتیٰ کہ وہ مر گئے۔

(مشکوٰۃ مترجم ج۲ص۱۵۶باب قتل اہل الردو السعاۃ بالفساد فصل اوّل)

اس روایت میں مثلہ کرنے کا ذکر ہے۔

رافع اشکال:

صاحب اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ وہ سات آدمی تھے چار قبیلہ عرینہ کے اور تین قبیلہ عکل کے۔اسی لئے بعض احادیث میں ہے کہ عرینہ کے تھے بعض میں ہے کہ عکل کے

تھے یہ دونوں روایات درست ہیں کہ وہ لوگ دونوں قبیلوں کے تھے بہر حال یہ بات خیال میں رہے کہ اب شریعت میں مثلہ کرنا، یعنی ہاتھ دونوں پاؤں وغیرہ کاٹ دینا اور آنکھیں پھوڑ دینا ممنوع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل یا تو مثلہ کی ممانعت سے پہلے ہوا تھا، پھر بعد میں مثلہ کرنے سے منع فرمایا، یا پھر اس لئے تھا کہ ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہوں کے ساتھ یہی سلوک کیا تھا کہ انہوں نے بہت جرم کئے تھے مرتد ہو جانا، چراوہوں کو مثلہ کر کے مار ڈالنا اور صدقہ کا مال وغیرہ لوٹ لینا، سو اس لئے ان کو یہ سزا دی گئی۔ لہٰذا اگر مجرم کئی قسم کے جرم کریں تو حاکم تمام قصاصوں کو جمع کر سکتا ہے۔

(مرقات بحوالہ مراۃ المناجیح ۵ ص ۲۶۵)

(۵۱)...... پھوپھی اور خالہ کے ہوتے ہوئے بھتیجی یا بھانجی سے نکاح کرنا

متن حدیث:

حدثنا عبدالله بن عمر الصفار، قال: نا يحيى بن غيلان، قال: نا عبد الله بن بزيع عن أبي حنيفة، قال: حدثني عطية عن أبي سعيد الخدري قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان تزوج المرأة على عمتها أو خالتها

ترجمہ حدیث:

”ہم سے عبداللہ بن عمر الصفار نے بیان کیا، انہوں نے کہا: ہم سے یحیٰی بن غیلان نے بیان کیا، انہوں نے کہا: ہم سے عبداللہ بن بزیع نے بیان کیا، انہوں نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا انہوں نے کہا: مجھ سے عطیہ نے حدیث بیان کی، انہوں نے حضرت ابوسعید خدری سے روایت کیا آپ رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ (کسی شخص کے نکاح میں) پھوپھی اور خالہ کے ہوتے ہوئے اس کی بھتیجی یا بھانجی کے

ساتھ نکاح کیا جائے۔“

(المعجم الاسط طبرانی، ج: ٤، ص: ٣٨١ حدیث نمبر ٤٤٩٢)

تخریج حدیث:

(١) بخاری، الصحیح کتاب النکاح، باب لاتنکح المرأة علی عمتها، ٥: ١٩٦٥، رقم: ٤٨١٩

(٢) مسلم، الصحیح، کتاب النکاح، باب تحریم الجمع بین المرأة وعمتها أوخالتها فی النکاح، ٢: ١٠٢٩ رقم: ١٤٠٨

(٣) ابن ماجه، السنن، کتاب النکاح، باب لاتنکح المرأة علی عمتها ولا علی خالتها ١: ٦٢١ رقم: ١٩٢٩-١٩٣١

(٤) سعید بن منصور، السنن، ١: ٢٠٨، رقم: ٢٥٠

(٥) مروزی، السنة: ٧٨ رقم: ٢٦٩

(٦) سنن الکبریٰ بیهقی ج ٦ ص١٢٠

(٧) الخلعیات ص ٣٢

(٨) التدوین فی اخبار قزوین ج٢ ص١٨٣

(٩) کتاب الاثار امام محمد ص ٣٤٤

(١٠) مسند ابی حنیفه ابو نعیم الاصبهانی

(١١) مسند ابی حنیفه ابو محمد حارثی ج١ ص ٣٠٣

(١٢) مسند ابی حنیفه ابن خسروبلخی ج٢ ص ١٢١

(١٣) جامع المسانید مترجم ص ٤٩٥ ج ٢

(١٤) مصنف ابن ابی شیبه ج٥٢٦

(١٥) ترمذی باب ماجألاتنکح المرأة علی عمتهاولاعلی خالتها

(۱٦)   سنن الكبرىٰ نسائی ج۳ ص ۲۹٤

(۱۷)   نسائی المجتبی باب تحريم الجمع بين المرأة و خالتها

(۱۸)   مسند احمد ج۱ ص ۷۷

(۱۹)   معجم الكبير طبرانی ج۷ ص ۲۱۸

(۲۰)   مسند بزار ج ٤ ص ۲۹۰

حکم حدیث:

یہ روایت صحیح ہے۔

تحقیق حدیث:

اس کی سند کے تمام روات کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔

(۵۲)......عشاء کی نماز کے بعد چار رکعت نفل پڑھنے کا ثواب

متن حدیث:

حدثنامحمد بن الفضل السقطی قال نامهدی بن حفص قال: نااسحاق الارزق عن ابی حنيفة عن محارب بن دثار عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى العشاء فی جماعة وصلى اربع ركعات قبل ان يخرج من المسجد كان كعدل ليلة القدر لم يروهذا الحديث عن ابن عمر الامحارب بن دثار ولا عن محارب الا ابو حنيفة تفرد به اسحاق الا رزق.

ترجمہ حدیث:

''ہم سے محمد بن فضل سقطی نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے مھدی بن حفص نے بیان

کیا انہوں نے کہا ہم سے اسحاق بن ارزق نے بیان کیا اسحاق بن ارزق امام ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہیں امام ابوحنیفہ محارب بن دثار سے محارب بن دثار حضرت ابن عمر سے حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عشاء کی نماز باجماعت پڑھی اور مسجد سے نکلنے سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں اس کیلئے لیلۃ القدر کے قیام کرنے کے برابر ثواب ہوگا۔

یہ حدیث ابن عمر سے صرف محارب بن دثار اور محارب سے صرف امام ابوحنیفہ روایت کرتے ہیں اس کو روایت کرنے میں اسحاق ارزق اکیلے ہیں۔

(المعجم الاوسط مترجم جلد ٤ ص: ١٦٩ حدیث نمبر ٥٢٣٩)

تخریج حدیث:

(١) (مجمع الزوائد، ج: ٢ ص: ٤٢)

(٢) کتاب الاثار امام ابی یوسف ص ٣٤

(٣) کتاب الاثار امام محمد ص ٦٦

(٤) مسند ابی حنیفه ابونعیم اصبهانی ص ٢٢٣

(٥) مسند ابی حنیفه ابو محمد حارثی ج١ ص ٣١٩

(٦) مسند ابی حنیفه ابن خسرو بلخی ج٢ ص٧٤٦

(٧) ترغیب والترهیب مندری

(٨) معجم الکبیر طبرانی ج١ ص ٢٢٩

(٩) تفسیر الدر المنثور ج٦ ص ٥٣٤

(١٠) مصنف ابن ابی شیبه ج٢ ص ١٢٧

(١١) سنن الکبریٰ نسائی ج٤ ص ٣٤٣

(١٢) سنن الکبریٰ بیهقی ج٢ ص ٤٧٧

(۱۳) جامع المسانیدمترجم ج۱ ص ۷۵۸ حدیث ۶۳۱

(۱٤) مسندامام اعظم مترجم ص ۳۹۶ حدیث نمبر ۶۹

حکمِ حدیث:

یہ روایت صحیح ہے۔

تحقیق حدیث:

اس کی سند کے پہلے راوی محمد بن الفضل بن جابر بن شاذان ابوجعفرالسقطی ہیں۔خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد ج۳ص۱۵۳میں ان کا ذکر کیا ہے۔

دوسراراوی......مہدی بن حفص ہے۔التہذیب التہذیب میں ان کا ذکر موجود ہے۔

تیسراراوی......اسحاق بن الارزق ہے ان سے لے کر ابن عمرؓ تک تمام راویان کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔سب راوی ثقہ ہیں۔

یہ حدیث مرفوع اور موقوف دونوں طرح مروی ہے لیکن یہ مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ ایسی بات راوی کی رائے سے بیان نہیں کی جاسکتی جیسا کہ حفظ قرآن کی نماز کے بارے میں حدیث وارد ہے اور امام ترمذی نے اس کو روایت کیا ہے۔

اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور طبرانی اور ابن السنی نے یہ حدیث عمل الیوم واللیلۃ میں روایت کی ہے اور تفصیل حصن حصین کی شرح میں مذکور ہے۔

اس حدیث میں عدل کا لفظ آیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ نماز عشاء کے بعد چار رکعت نفل پڑھنے کا اجروثواب شب قدر میں پڑھی گئی چار رکعات نفل کے برابر ہوگا۔نیز اس حدیث میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ مسجد میں نوافل ادا کرنا جائز ہے۔اگر چہ فرض نماز کے علاوہ نوافل وغیرہ گھر میں پڑھنا افضل و بہتر ہے۔

(شرح مسندامام اعظم اردو ص۳۹۶،۳۹۷)

☆☆☆

المعجم الصغیر طبرانی میں سے

امام ابو حنیفہؒ کی مروی ایک حدیث

(۵۳)......روزہ کی حالت میں اپنی بیوی کا بوسہ لینا

متن حدیث:

حدثناأحمد بن رسته بن عمر الأصبهاني حدثنا المغيرة حدثنا الحكم بن أيوب عن زفر بن الهذيل عن أبي حنيفة عن الهيثم بن حبيب الصيرفي عن عامر الشعبي عن مسروق عن عائشة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصيب من وجهها وهو صائم تريد القبلة

ترجمہ حدیث:

''ہم سے احمد بن رستہ الاصبہانی نے بیان کیا، ہم سے المغیرہ ،ہم سے الحکم بن ایوب نے بیان کیا انہوں نے زفر بن ہذیل انہوں نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا انہوں نے ہیثم بن حبیب الصیرفی، انہوں نے عامر الشعبی، انہوں نے مسروق اور انہوں نے اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت روزہ میں ان کے چہرے پر بوسہ لے لیتے تھے۔''

(المعجم الصغیر طبرانی، ج: ۱، ص: ۱۱۷ حدیث نمبر ۱۷۲)

تخریج حدیث:

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب الصوم، باب المباشرة للصائم، ۲: ۶۸۰ رقم: ۱۸۲۶

(۲) مسلم، الصحیح، کتاب الصیام، باب بیان أن القبلة الصوم لیست محرمة، ۲: ۷۷۷، رقم: ۱۱۰۶

(۳) ابوداؤد، السنن، کتاب الصوم، باب القبلة للصعائم، ۲: ۳۱۱، رقم: ۲۳۸۲-۲۳۸٤

(٤) دارمی، السنن، ۲: ۲۲، رقم: ۱۷۲۳

(۵) کتاب الاثار ج ۱ ص ۱۷۷

(٦) کتاب المبسوط امام محمد ج۲ ص ۱۹٦

(۷) مسند ابی حنیفه ابونعیم الاصبهانی ص ۸٦

(۸) مسند ابی حنیفه ابو محمد حارثی ج۱ ص ۳۲۸

(۹) مسند ابی حنیفه ابن خسرو بلخی ج۱ ص ٤۲٦

(۱۰) ابن حبان ج۸ ص ۳۱۲

(۱۱) سنن الکبریٰ نسائی ج۲ص ۲۰۲

(۱۲) مختصر اختلاف العلمأ طحاوی ج۲ ص ۱۳

(۱۳) فتح الباری ج٤ ص ۱۵۲

حکم حدیث:

یہ روایت صحیح ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے تمام رجال کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔

اہل علم صحابہ کرام اور دیگر ائمہ کا روزہ دار کے لئے بوسہ لینے میں اختلاف ہے چنانچہ بعض نے عمر رسیدہ روزہ دار کیلئے بوسہ لینے کی رخصت دی ہے جوان کیلئے نہیں اور عورت کے بدن سے بدن ملانا جسے مباشرت کہتے ہیں اس سے زیادہ سخت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ روزہ کی حالت میں بیوی کا بوسہ لینے میں اجر وثواب کم ہو جائے گا لیکن روزہ نہیں ٹوٹے گا اور ہمارا (حنفیوں کا) مذہب یہ ہے کہ اگر روزہ دار کو اپنے آپ پر کنٹرول حاصل ہو۔ نفس پر قابو ہو اور جماع اور انزال سے امن ہو تو بوسہ لینے میں کوئی حرج نہیں اور اگر اپنے نفس پر قابو نہ ہو اور جماع اور انزال کا اندیشہ ہو تو بوسہ لینا مکروہ ہے۔ کیونکہ بوسہ بذاتہ مفطر (روزہ توڑنے والا) نہیں لیکن ممکن ہے کہ بوسہ وہاں تک پہنچا دے سو اس لئے امن کی حالت میں اس کی ذات کا اعتبار کیا گیا ہے۔ اور اندیشہ کی حالت میں اس کے انجام کا اعتبار کیا گیا ہے اور امام محمدؒ نے موطا امام محمد میں فرمایا کہ روزہ دار کیلئے اپنے آپ کو بوس و کنار سے باز رکھنا ہی افضل و بہتر

ہے اور امام اعظم ابوحنیفہؒ کا یہی فرمانا ہے اور ہمارے اکثر پیش رو علماء کا یہی مسلک ہے۔ اور مباشرت (بدن سے بدن ملانا، بغل گیر ہونا) بوسہ لینے کے حکم میں ہی ہے یہی ظاہر الروایت کے مطابق ہے اور خوف فتنہ کے غلبہ کی وجہ سے مباشرت (ننگے بغل گیر ہونا) مکروہ ہے اور موطا امام محمد میں یہ بھی فرمایا کہ حضرت ابن عمرؓ بوس و کنار دونوں سے منع کرتے تھے اور حضرت عمر بن خطابؓ بوسہ لینے سے منع کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ کسی شخص کو کنٹرول اور عصمت و حفاظت حاصل نہیں ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات اور اپنی نفسانی حاجت پر حاصل تھا۔

(اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ ج۲ ص ۸۰۵ مطبوعه سکھر)

☆☆☆

کتاب الام امام شافعیؒ میں سے
امام ابوحنیفہؒ کی مروی ایک حدیث

(۵۴)......ہمسائے کوشفعہ کا حق زیادہ ہے

متن حدیث:

أبو حنيفة عن أبي أمية عن المسور بن مخرمة أو عن سعد بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الجار أحق بشفعة

ترجمہ حدیث:

''امام ابوحنیفہ نے ابواُمیہ سے روایت کیا اور انہوں نے حضرت مسور بن مخرمہ یا سعد بن مالک سے روایت کیا، انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمسائے کو شفعہ کا زیادہ حق ہے۔(کتاب الام امام شافعی، ج: ۷، ص: ۱۱۱)

تخریج حدیث:

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب الشفعۃباب عرض الشفعۃ علی صاحبھا قبل البیع، ۲: ۷۸۷، رقم: ۲۱۳۹

(۲) ابوداؤد، السنن، کتاب البیوع، باب فی الشفعۃ، ۳: ۲۸۶ رقم: ۳۵۱۶

(۳) ابن ماجہ، السنن، کتاب الشفعۃ، باب الشفعۃ بالجوار، ۲: ۸۳۳، رقم: ۲۴۹۴-۲۴۹۵

(۴) ابوطاھر السلفی، المجالس الخمسۃ: ۱۱۴، رقم: ۴۱

(۵) صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۵۱۸۱

(۶) مسند امام اعظم حصکفی مترجم ص ۵۷۱،۵۷۲

(۷) کتاب الاثار امام محمد مترجم ص ۵۶۰

(۸) جامع المسانید ج۲ ص ۴۲۷ حدیث نمبر ۱۱۲۱

(۹) شرح معانی الاثار ج ۴ ص ۹۲۳

(١٠) مصنف عبدالرزاق حديث نمبر ١٤٣٨٢

(١١) مسند حميدی حديث نمبر ٥٥٢

(١٢) مسند احمد ج ٦ ص ٣٩٠

(١٣) مسند شافعی ج٢ ص ٨٦٥

(١٤) مصنف ابن ابی شيبه ج ٧ ص ١٦٤

(١٥) سنن الكبریٰ بيهقی ج ٦ ص ١٠٥

حکم حدیث:

امام ابوحنیفہؒ کی اس سند سے یہ روایت ضعیف ہے اس سند کے علاوہ روایت صحیح ہے۔

تحقیق حدیث:

ابی امیہ کے علاوہ سند کے باقی تمام رواۃ کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے یہ ابی اُمیہ اصل میں عبدالکریم ہیں۔ ان کے والد ابی المخارق ہیں ان کو ابوامیہ المعلم البصری بھی کہتے ہیں تقریب میں ان کا ذکر وجود ہے۔ حافظ صاحب نے ان کا ضعیف ہونا نقل کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی نے الایثار بمعرفۃ رواۃ الاثار مطبوعہ الرحیم اکیڈمی کراچی کے ص ۳۰۴ پر بھی ان کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں۔

(عبدالکریم بن ابی المخارق) البصری یکنی ابامیۃ فی التھذیب التعلیق المختار علی کتاب الاثار ص ۸۷ پر ان کا نام اس طرح ہے۔

(١١١) عبدالكريم بن ابی المخارق ابوامية المعلم البصری قال البخاری فی تاريخه سمع طاؤسا ومجاهد او مكحولا وحسان بن زيد وابراهيم وسمع منه الثوری وابن جريج ومالك وشعبة ويروی عندالامام الاعظم فی مسانيده مات فی سنة سبع وعشرين ومائة.

محمد بن محمود الخوارزمی نے جامع المسانید مترجم ج ۳ ص ۵۹۴ میں ان کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

عبدالکریم ابن الجبار مخارق ابوامیہ معلم بصریؒ

حضرت امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ کبیر میں ان کا ذکر کیا ہے انہوں نے طاؤس اور مجاہد اور مکحول اور حسان بن زید ابراہیم سے سماع کیا ہے اور ان سے ثوری، ابن جریج، مالک، شعبہ نے سماع کیا ہے۔ امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ابن عینیہ نے کہا ہے کہ ان کا انتقال ۱۲۷ ہجری میں ہوا اور ان کو عبدالکریم بن قیس بھی کہا جاتا ہے۔

شرح حدیث:

شفعہ اصل میں شفیع سے ماخوذ ہے اس کا لغوی معنی ہے ملانا اور جوڑنا اور اصطلاح میں اس نام کی وجہ یہ ہے کہ شفعہ کرنے والا فروخت شدہ زمین کو اس کا معاوضہ دے کر اپنی زمین کے ساتھ ملا لیتا ہے اس لئے اس کو شفیع اور سودہ کو شفعہ کہتے ہیں پھر اس کی دو صورتیں ہیں پہلی یہ ہے کہ زمین مشترکہ ہو اور ایک فریق اور حصہ دار اپنا حصہ کسی اور آدمی کو فروخت کر دے تو دوسرے حصہ دار فریق کو قرب شرکت کی بنا پر حق شفعہ حاصل ہے کہ وہ فروخت شدہ حصہ کی قیمت فروخت دے کر اس کو اپنی زمین کے ساتھ ملا لے۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ زمین مشترکہ نہ ہو بلکہ ہر ایک فریق اپنی زمین کا مستقل مالک ہو۔ مگر دونوں کی زمین ایک دوسرے کے ساتھ متصل اور قریب قریب ہوں اور ان میں سے ایک فریق اپنی زمین کسی اور آدمی کو فروخت کر دے تو دوسرے فریق کو قرب و جوار (یعنی قریبی پڑوسی ہونے) کی بنا پر شفعہ کرنے کا حق حاصل ہے کہ وہ قیمت فروخت دے کر زمین خرید لے۔ پہلی صورت میں ائمہ اربعہ (یعنی چاروں امام) اس بات پر متفق ہیں کہ مشترکہ زمین میں ہر ہر ایک شریک کو حق شفعہ حاصل ہے لیکن دوسری صورت میں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور ایک صحیح قول کے مطابق امام احمد بن حنبل کے نزدیک بھی قرب و جوار کی بنا پر پڑوسی کو حق شفعہ حاصل ہے۔ اور پڑوسی کے شفعہ کے حق میں صحیح احادیث وارد ہیں اور جس نے ان احادیث کی صحت میں کلام کیا ہے وہ بے حجت اور بغیر دلیل کلام ہے جس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

(اشعتہ اللمعات شرح مشکوۃ ج ۳ ص ۶۲ بحوالہ شرح مسند امام اعظم ص ۵۷۲-۵۷۳)

☆☆☆

کتاب القرأۃ بیہقی میں سے

امام ابوحنیفہؒ کی مروی ایک حدیث

(۵۵)......امام کی قرأت مقتدی کی قرأۃ ہے

متن حدیث:

أخبرنا محمد بن عبدالله الحافظ أنا ابوبكر بن عبد الله بن قريش نا الحسن بن سفيان بن عائش نا عتبة بن مكرم نا يونس بن بكير نا أبو حنيفة والحسن بن عمارة عن موسى بن أبى عائشة عن عبدالله بن شداد ابن الهاد عن جابر بن عبد الله قال: صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم بإصحابه الظهر والعصر فلما انصرت قال: من قرأ خلفئ (سبح اسم ربك الاعلى) فلم يتكلم أحد فرد ذلك ثلاثا فقال رجل: أنا يا رسول الله قال: لقد رأيتك تخالجنى أو قال: تنازعني القرآن من صلى منكم خلف إمام فقراء ته له قراءة

ترجمہ حدیث:

''اسی حدیث کی ہمیں حافظ محمد بن عبداللہ نے خبر دی (انہوں نے کہا) ہمیں ابوبکر بن عبداللہ بن قریش نے خبر دی ہم سے حسن بن سفیان بن عائش ہم سے عتبہ بن مکرم ہم سے یونس بن بکیر ہم سے امام ابوحنیفہ وحسن بن عمارہ نے بیان کیا انہوں نے موسیٰ بن ابی عائشہ انہوں نے عبداللہ بن شداد بن الہاد اور انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کیا انہوں نے کہا (ایک روز) رسول اللہ نے اپنے صحابہ کو ظہر اور عصر کی نماز پڑھائی (دیگر روایات میں ظہر یا عصر یا صرف ظہر کے الفاظ ہیں۔) تو سلام پھیرنے کے بعد پوچھا کس شخص نے میرے پیچھے (سبح اسم ربک الاعلی) (الاعلیٰ:۱) پڑھی ہے کسی شخص نے جواب نہ دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار یہی سوال دہرایا تو ایک شخص نے عرض کیا: میں نے یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: میں نے تمہیں دیکھا کہ تم قرآن میں میرے ساتھ تنازع کر رہے تھے جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأت اس کی قرأت ہے (لہٰذا تم میں سے کوئی

مقتدی امام کے پیچھے قرآن نہ پڑھے۔) (کتاب القراۃ بیہقی ص:۱۴۸ حدیث ۳۳۸)

تخریج حدیث:

(۱) ابو یوسف، کتاب الآثار: ۲۳ رقم: ۱۱۲

(۲) مسلم، الصحیح، کتاب الصلاۃ، باب نهي المأموم عن جهره یجهر بالقرأۃ خلف الامه ۱: ۲۹۸۔۲۹۹ الرقم: ۳۹۸

(۳) ابو داؤد، السنن، کتاب الصلاۃ باب من رأی القراءۃ اذالم یجهر ۱: ۲۱۹ الرقم: ۸۲۸-۸۲۹

(۴) نسائی، السنن، کتاب الافتاح، باب قول الله تعالیٰ: ولقد آتیناك سبعامن المثانی والقرآن العظیم ۲: ۱٤٠ رقم: ۹۱۷-۹۱۸

(۵) ابن حبان، الصحیح ۵: ۱۵۵ رقم: ۱۸٤۵-۱۸٤۷

(۶) ابوعوانه. المنسد: ۲: ۱۳۲

(۷) جامع المسانید مترجم جلد اول ص ٦۵۹ حدیث نمبر ۵۲۸

حکم حدیث:

اس سند سے یہ روایت حسن ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی محمد بن عبداللہ الحافظ ہیں یہ امام حاکم کے نام سے مشہور ہیں ان کی حدیث کی مشہور کتاب مستدرک حاکم ہے۔اور اصول حدیث پر بھی ایک کتاب معرفت علوم الحدیث کے نام سے شہرت رکھتی ہے ان دونوں کا اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

دوسرے راوی......ابوبکر بن عبداللہ بن قریش ہیں۔ان کے حالات نہیں ملے۔

تیسرے راوی......حسن بن سفیان بن عائش ہیں ان کے حالات نہیں ہے۔

چوتھے راوی......عتبہ بن مکرم ہیں۔ان کے حالات نہیں ہے۔

پانچویں راوی......یونس بن بکیر ہیں ان کے حالات نہیں ہے۔

چھٹے راوی...... امام ابوحنیفہؒ اور حسن بن عمارہ ہیں حسن بن عمار کے حالات نہیں ملے۔

امام ابوحنیفہؒ کے حالات بھی گزر چکے ہیں۔

ساتویں راوی...... موسیٰ بن ابی عائشہ ہیں ان کے حالات گزر چکے ہیں۔

آٹھویں راوی...... عبداللہ بن شداد بن الھاد ہیں ان کے حالات گزر چکے ہیں۔

نویں راوی...... حضرت جابر بن عبداللہؓ مشہور صحابی ہیں۔

شرح حدیث:

اس حدیث میں نماز کے ایک اہم مسئلہ کا ذکر ہے وہ یہ ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی قرأت مقتدی نہ کرے کیوں کہ امام کی کی ہوئی قرأۃ مقتدی کی طرف سے ادا ہو جاتی ہے جیسا کہ اس حدیث میں ذکر ہے۔

قرأت کسے کہتے ہیں۔ سبحانک اللھم کے بعد اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنے کے بعد سورۃ فاتحہ سے قرأت شروع ہوتی ہے یعنی قیام کی حالت میں رکوع میں جانے سے پہلے جو قرآن پڑھا جاتا ہے۔ اس کو قرأت کرنا کہتے ہیں۔ قرأت میں سورۃ فاتحہ اور دوسری سورتیں پڑھی جاتی ہیں سورۃ فاتحہ قرأت میں اوّلین شامل ہے جیسا کہ بخاری ترمذی وغیرہ حدیث کی اکثر کتابوں میں موجود ہے۔

☆☆☆

کتاب الزہد عبداللہ بن مبارک میں سے امام ابوحنیفہؒ کی مروی ایک حدیث

(٥٦)......شان عائشہ صدیقہؓ

متن حدیث:

أخبر کم ابو عمر بن حیویة قال: حدثنا یحییٰ قال: حدثنا الحسین قال: حدثنا أبو معاویة قال: حدثنا أبو حنیفة عن حماد بن ابراهیم عن الأسود عن عائشة قالت: قال لي رسول الله صلی الله علیه وسلم انه لیهون علي الموت أن اریتك زوجتي في الجنة

ترجمہ حدیث:

''ابوعمر حیویہ نے تمہیں خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے الحسین نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے ابومعاویہ نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے امام ابوحنیفہ نے بیان کیا انہوں نے حماد انہوں نے ابراہیم انہوں نے اسود اور انہوں نے اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: میرا وقت وصال قریب آ رہا ہے اور مجھے دکھایا گیا ہے کہ تم جنت میں بھی میری زوجہ ہوگی۔''

(کتاب الذهد امام عبدالله بن مبارك ص: ۳۸۲ حدیث نمبر ۱۰۷۸)

تخریج حدیث:

(۱) ابن أبی عاصم الآحاد والمثانی ۵: ۳۹۰ رقم: ۳۰۰۸

(۲) طبرانی، المعجم الأوسط، ۳: ۲۸٤، رقم: ۳۱٦۱

(۳) ترمذی حدیث نمبر ۳۸۸۹

(٤) ابن حبان حدیث نمبر ۷۰۹۵

(۵) مسند احمد حدیث نمبر ۲۵۵۹۰

حکم حدیث:

یہ روایت حسن اور صحیح ہے جیسا کہ امام ترمذی نے فرمایا ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی ابوعمر بن حیویۃ ہیں۔

دوسرے راوی...... یحیٰی ہیں۔

تیسرے راوی...... حسین ہیں۔

چوتھے راوی...... ابومعاویہ ہیں۔ (ان چار کے حالات نہیں ملے)

پانچویں راوی...... امام ابوحنیفہ ہیں۔

چھٹے راوی...... حماد بن ابی سلیمان ہیں ان کے حالات گزر چکے ہیں۔

ساتویں راوی...... ابراہیم نخعی ہیں ان کے حالات گزر چکے ہیں۔

آٹھویں راوی...... اسود ہیں ان کے حالات بھی گزر چکے ہیں۔

نویں راوی...... حضرت عائشہ صدیقہؓ ہیں ان کے حالات بھی گزر چکے ہیں۔

امام ترمذی نے اپنی سند سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

روایت ہے عبداللہ بن زیاد اسدی سے کہی سنا۔ میں نے عمار بن یاسر کو کہتے تھے کہ وہ بیوی ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا اور آخرت میں یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ روایت نقل کرنے کے بعد امام ترمذی فرماتے ہیں۔

ف...... یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے۔ (ترمذی مترجم جلد دوم ص ۸۲۷ مناقب کا بیان)

شرح حدیث:

علامہ بدیع الزماں اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

حضرت عائشہ اُمّ المومنین ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑا رُتبہ عالی عنایت فرمایا کہ قرآن عظیم الشان میں سورۃ نور کو ان کی براءت سے نور علیٰ نور کیا کہ قیامت تک براءت وطہارت ان کی بلکہ سارے اہل بیت کی حفاظ قراء کی زبان سے صلوٰۃ اور خطبہ میں پڑھی جاتی ہے اور اسی لئے علماء اسلام نے فرمایا ہے کہ طاعن (حضرت عائشہؓ پر اعتراض کرنے والا) حضرت عائشہؓ کا کافر ومردود ہے اس لئے کہ وہ منکر قرآن ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو کمال تفقہ اور زہد وورع وتقویٰ عنایت فرمایا تھا اور بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مدت مدید تک

اصحاب نے ان سے احادیث رسول کی سماعت کی اور آپ بیبیوں میں حضرت کی سب سے زیادہ کثیر الروایت ہیں اور اصحاب کو جو اشکال پیش ہوتا آپ کے پاس اس کا خزانہ نکلتا اور فوراً وہ مشکلات علمیہ حل ہو جاتیں۔ جزاء اللہ عنا خیر الجزاء

(ترمذی مترجم اردو جلد دوم ص ۸۲۷، ۸۲۸ باب من فضل عائشةؓ، مناقب کا بیان)

☆☆☆

عمل الیوم واللیلۃ ابن السنی میں سے امام ابوحنیفہؒ کی مروی ایک حدیث

(۵۷)...... یہودی کی عیادت کرنے کا بیان

متن حدیث:

اخبرنی ابو عروبة جدي عمروبن ابی عمرو ثنا محمد بن الحسين عن ابی حنيفة عن علقمة بن مرثد عن ابی بريدة عن ابيه قال: كنا جلوسا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: اذهبوا بنا نعود جارنا اليهود ي قال: فاتيناه فقال كيف انت يا فلان؟ فساله ثم قال: يا فلان إشهد ان لا إله الا الله وانی رسول الله فنظر الرجل الى ابيه وهو عند راسه فلم يكلمه فسكت فقال: يافلان اشهد ان لا إله إلا الله وانی رسول الله فنظر الرجل الى ابيه فلم يكلمه ثم سكت ثم قال: يا فلان إشهد ان لا اله الا الله وانی رسول الله فقال له ابوه اشهد يابنی فقال: اشهد ان لا إله الله وانك رسول الله فقال: الحمد لله الذى أعتق رقبته من النار

ترجمہ حدیث:

''مجھے ابوعروبہ نے خبر دی (انہوں نے کہا) ہم سے ہمارے دادا عمرو بن ابی عمرو، ہم سے محمد بن الحسین نے بیان کیا انہوں نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہم سے علقمہ بن مرثد نے بیان کیا انہوں نے ابن بریدہ اور انہوں نے اپنے والد حضرت بریدہ بن حصیب سے روایت کیا انہوں نے کہا ہم ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے ساتھ آؤ ہم اپنے یہودی پڑوسی کی عیادت کر آئیں راوی کہتے ہیں کہ ہم اس کے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حال دریافت کرتے ہوئے فرمایا: اے فلاں! کیا حال ہے؟ خیریت پوچھنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فلاں! تم اقرار کرلو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اس شخص نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو اس کے سرہانے کھڑا تھا اس نے اسے کوئی جواب نہ دیا تو وہ

خاموش رہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکرر ارشاد فرمایا: اے فلاں تم اقرار کرلو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ یہودی نے دوبارہ باپ کی طرف نظر اٹھائی۔ اس نے اس سے کوئی کلام نہ کیا لہٰذا وہ پھر خاموش رہا پھر آپ نے تیسری بار فرمایا: اے فلاں! تم گواہی دے دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اس کے باپ نے اس سے کہا: میرے بیٹے! ان کی بات پر گواہی دے دو تب اس جوان نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے (میرے وسیلہ سے) اس کی گردن کو دوزخ سے آزاد کردیا۔'' **(عمل اليوم والليلة ابن السني، ص: ٥٠٤ حديث نمبر ٥٥٤)**

تخریج حدیث:

(١) **بخاری الصحيح، كتاب الجنائز، باب إذا أسلم الصي فمات هل يصلى عليه ١: ٤٥٥ رقم: ١٢٩٠**

(٢) **ابو داؤد السنن، كتاب الجنائز، باب في عيادة الذمي ٣: ١٨٥ رقم: ٣٠٩٥**

(٣) **أحمد بن حنبل، المسند٣: ٢٢٧ رقم: ١٣٣٩٩**

(٤) **مسند امام اعظم حارثی ج٢ ص ٦٤٠**

(٥) **كتاب الاثار امام محمد ص ١٢١**

(٦) **مسند ابی حنیفه ابن خسرو بلخی ج٢ ص ٢٨٣**

(٧) **جامع المسانيد ج١ ص ١٣٥ حديث نمبر ١٥٦**

(٨) **مسند ابی یعلی ج٧ ص ٢٨٣**

(٩) **مستدرك حاكم ج١ ص ٥١٦**

(١٠) **ابن ابی الدنيا ج١ ص ٢٥**

(١١) **دلائل النبوة بيهقى ج٧٦ ص ٢٧٢**

(١٢) **دلائل النبوة اصبهانى ج١ ص ٢٨**

(۱۳) مصنف عبدالرزاق ج٦ ص ۳۵

(١٤) مسند امام اعظم حصکفی مترجم ۱۱۸

حکم حدیث:

یہ روایت صحیح ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی ابوعروبۃ ہیں علامہ ذہبی نے سیر اعلام النبلاء ج۱۴ص۵۱۰۔ تذکرۃ الحفاظ ج۲ص۷۷۴ میں الانساب سمعانی ج۲ص۱۹۵۔توضیح المشتبہ ج۲ص۳۳۱ پر ان کا ذکر کیا ہے۔یہ ثقہ ہیں۔

دوسرے راوی......جدی عمرو بن ابی عمرو ہیں۔امام قرشی نے طبقات الحنفیہ ج۲ص۴۰۰ پر امام صمیری نے اخبار ابی حنیفہ ص۱۶۴ پر ابن المقری نے معجم ج۳ص۳۲۵ پر ذہبی نے تاریخ اسلام ج۲۳ص۶۳۶۔تاریخ دمشق ابن عساکر ج۱۳ص۳۴۶ پر ان کا ذکر کیا ہے یہ ثقہ ہیں۔

باقی تمام رواۃ کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔سب ثقہ ہیں۔

☆☆☆

موطا امام محمدؒ میں سے

امام ابوحنیفہؒ کی مروی ۱۱/احادیث

(۵۸)......شرمگاہ کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا

متن حدیث:

قال محمداخبرنا ابوحنیفة عن حماد عن ابراهیم النخعی عن علی ابن ابی طالب فی مس الذکر قال ابالی مسته او طرف انفی

ترجمہ حدیث:

''امام محمد کہتے ہیں کہ ہم سے امام ابوحنیفہؒ نے روایت کیا اور انہوں نے حماد سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے کہ حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے فرمایا کہ اپنی شرمگاہ اور ناک کے چھونے میں کوئی فرق نہیں سمجھتا ہوں۔

(مؤطا امام محمد باب الوضوء من مس الذکر حدیث نمبر ۱۸)

تخریج حدیث:

(۱) کتاب الاثار مترجم ص ۴۳ حدیث نمبر ۲۲ باب الوضؤ من مس الذکر فی الطهارة

(۲) مصنف ابن ابی شیبه ج۱ ص ۱۶۵ باب من کان لایری فیه الوضوء

(۳) مصنف عبدالرزاق کتاب الطهارت باب الوضؤ من مس الذکر

(۴) کتاب الحجه علی اهل المدینة ج۱ ص ۶۱

(۵) کتاب الاثار ابی یوسف ص۲۰

(۶) شرح معانی الاثارطحاوی ج۱ ص ۷۸

حکم حدیث:

یہ روایت حضرت علیؓ سے مرسل مروی ہے۔

تحقیق حدیث:

یہ روایت امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد امام محمد نے آپ سے موطا امام محمد میں نقل فرمائی ہے اس طرح اس کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ ہیں۔ دوسرے راوی حماد بن سلیمان ہیں تیسرے راوی امام ابراہیم نخعی ہیں۔ یہ سب حضرات ثقہ ہیں اور ان کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

اس روایت کو ابراہیم نخعی بغیر اپنے استاذ کے واسطہ کے خود حضرت علیؓ سے روایت کر رہے ہیں جبکہ آپ نے حضرت علیؓ سے سماع نہیں فرمایا۔ اس واسطے یہ روایت مرسل ہے اس کو منقطع بھی کہہ سکتے ہیں۔ یہاں پر یہ خیال رہے کہ صرف موطا امام محمد والی سند ہی منقطع ہے موطا کے علاوہ یہ روایت بغیر انقطاع کے بھی موجود ہے۔

طحاوی شریف میں ہے:

امام طحاوی فرماتے ہیں حدیث بیان کی ہم سے ابن مرزوق نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن ابی رزین نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ہشام بن حسان نے وہ روایت کرتے ہیں حسن بصری سے وہ پانچ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اور وہ حضرت علیؓ سے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حذیفہ بن الیمان، عمران بن حصین اور ایک کوئی اور صحابی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ پانچوں شرمگاہ چھونے میں وضو واجب نہیں جانتے تھے۔

(طحاوی مترجم جلد اول ص ۱۱۴)

دوسری روایت...... امام طحاوی فرماتے ہیں حدیث بیان کی ہم سے محمد بن العباس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن محمد بن المغیر ہ نے کہا خبر دی ہم کو مسعر نے وہ روایت کرتے ہیں قابوس سے وہ ابوظبیان سے وہ حضرت علیؓ سے کہ آپ نے فرمایا کہ میں پرواہ نہیں کرتا کہ میرا ہاتھ ناک سے چھو گیا ہے یا کان سے یا شرمگاہ سے۔

(طحاوی مترجم ج ا ص ۱۱۳ کتاب الطہارۃ باب مس الفرج ھل یجب منہ الوضوام لا)

ان دونوں روائتوں سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ سے یہ روایت مروی ہے اور یہ دونوں روایتیں حضرت علیؓ سے متصل ہیں۔ ان سے امام ابوحنیفہؒ کی تائید ہوتی ہے۔

شرح حدیث:

یہ حدیث حضرت امام ابوحنیفہؒ کے علاوہ اور بہت سے محدثین نے الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ روایت کی ہے مگر یہ بات سب میں موجود ہے کہ شرمگاہ کو ہاتھ لگنے سے وضو کرنا ضروری نہیں۔

ترمذی میں ہے۔روایت ہے قیس بن طلق بن علی حنفی سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے وہ تو ایک ٹکڑا ہے اس کے بدن کا اور راوی کو شک ہے کہ مضغہ فرمایا یا بضعہ اور دونوں کے معنی ایک ہیں یعنی ذکر کے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا وہ تو بدن کا ٹکڑا ہے۔

(ترمذی مترجم ج ا ص ۷۷ باب ترک الوضوء من مس الذکر)

ابن ماجہ میں ہے: قیس بن طلق الحنفی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشاب گاہ کو چھونے کے بارے میں دریافت کیا کہ آپ نے فرمایا اس میں وضو لازم نہیں آتا کیونکہ وہ بھی تیرے جسم کا ایک جز ہے۔(ابن ماجہ مترجم ج ا ص ۱۶۲ باب الرخصۃ فی ذلک)

ابوامامہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشاب گاہ کو چھونے کے بارے میں دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا اس سے وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ یہ بھی تیرے جسم کا ایک جزو ہے۔(ابن ماجہ مترجم ج ا ص ۱۶۲)

نسائی میں ہے: حضرت طلق بن علیؓ سے مروی ہے کہ ہم اپنی قوم کی طرف سے نکلے حتیٰ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے بیعت کی اور آپ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کی سعادت حاصل کی جب ہم نماز سے فارغ ہو چکے تو ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اس شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو نماز میں اپنے ذکر کو چھولے۔آپ نے فرمایا ذکر بھی تو تیرے بدن ہی کے گوشت کا ایک ٹکڑا ہی تو ہے۔

(نسائی مترجم جلد ا ص ۵۶ باب ترک الوضوء من ذالك ، ابوداؤد مترجم ج ا ص ۱۰۱،

باب الرخصة فی ذلك)

یہ روایت امام ابو حنیفہ کے نظریہ کی تائید کرتی ہے۔

(۵۹)...... جماع کے بعد غسل کئے بغیر سو جانے کا حکم

متن حدیث:

اخبرنا محمد اخبر ابو حنیفة عن ابی اسحق السبیعی عن الاسود ابن یزید عن عآئشة قالت کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصیب من اهله ثم ینام ولا یمس مآء فان استیقظ من اخر اللیل عاد واغتسل قال محمد فهذا الحدیث ارفق بالناس وهو قول ابی حنیفة رحمه الله.

ترجمہ حدیث:

''امام محمد نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے روایت کیا امام ابو حنیفہ نے ابو اسحٰق سبیعی سے انہوں نے اسود بن زید سے انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے انہوں نے کہا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اہلیہ سے جماع کرتے پھر غسل کئے بغیر سو جاتے پھر جب آخر رات میں بیدار ہوتے تو جماع کرتے اور غسل کرتے۔

امام محمد کہتے ہیں اس حدیث میں لوگوں کے لئے سہولت ہے اور یہی امام ابو حنیفہ کا قول ہے۔

(مؤطا امام محمد باب الرجل تصیبه الجنابة من اللیل حدیث نمبر ۵۶)

تخریج حدیث:

(۱)

(۲)

(۳)

حکم حدیث:

اس کی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں اور سند بالکل صحیح ہے۔

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

دوسرے راوی......ابی اسحاق السبیعی کوفی ہیں۔ان کا نام عمرو بن عبداللہ بن عبید ہے ان کی وفات ۱۲۹ھ میں ہوئی آپ آئمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔یہ اسامہ بن زید بن حارثہ، اسود بن یزید بن قیس نخعی، ابوعمرو محضری، انس بن مالک، براء بن عازب، حارث بن عبداللہ الاعور ہمدانی، ابوزہیر کوفی صاحب علیؓ ذکوان ابوصالح السمان الزیات، سعید بن جبیر، سائب بن مالک، عاصم بن ھمزہ سلوی، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمرو غیرہم ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔

علی بن مدینی امام بخاری کے استاذ فرماتے ہیں ہم نے تین سو کے قریب اِن کے مشائخ شمار کیے ہیں اور دوسری روایت آپ سے سو شیخ کی ہے احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا وہ کوفی اور تابعی ثقہ ہیں۔انہوں نے اڑتیس صحابہ کرام سے سنا ہے اور امام شعبی ان سے دو سال بڑے تھے۔(تہذیب الکمال ج ۷ ص ۶۲۳، ۶۲۷)

تیسرے راوی......اسود بن یزید ہیں۔یہ تابعی فقیہ، امام صالح حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ کو دیکھا۔حضرت علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت عائشہؓ وغیرہم سے روایت کی۔ **اتفقوا علی توثیقہ وجلالتہ**۔ان کے ثقہ ہونے اور جلالت پر اتفاق ہے اَسّی (۸۰) حج اور عمرے علیحدہ علیحدہ کیے۔(تہذیب الاسماء)

چوتھے راوی......حضرت عائشہ صدیقہؓ اُم المؤمنین ہیں۔

شرح حدیث:

شمس الائمہ اس حدیث کی شرح میں تحریر کرتے ہیں۔جنابت والے شخص کے لئے اس بارے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ وضو کرنے سے پہلے سو جائے یا وضو کرنے سے پہلے اپنی بیوی کے ساتھ دوبارہ صحبت کرلے البتہ اگر وہ سونے سے پہلے وضو کرلے تو یہ چیز زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔اگر (جنابت) کی حالت میں کچھ کھانا چاہتا ہو تو اس کیلئے بھی یہ بات مستحب ہے کہ پہلے دونوں ہاتھ دھو کر پھر کلی کر کے کچھ کھائے۔

سیّدہ عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اہلیہ کے ساتھ صحبت کرنے کے بعد وضو کرتے تھے اور پھر سویا کرتے تھے۔

شمس الائمہ فرماتے ہیں:

غسل کرنے اور وضو کرنے کی ضرورت نماز کے لئے پیش ہوتی ہے سونے کیلئے پیش نہیں آتی یا دوبارہ صحبت کیلئے پیش نہیں آتی البتہ اگر کوئی شخص وضو کرلیتا ہے تو اس میں زیادہ نظافت پائی جاتی ہے اس لئے اسے زیادہ فضیلت والا قرار دیا گیا ہے۔

جنابت کی حالت میں کھانے پینے سے پہلے ہاتھ دھونے اور کلی کر کے کھانے کے مستحب ہونے کی دلیل یہ حدیث ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنابت والے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا کیا وہ کچھ کھا سکتا ہے یا پی سکتا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی ہاں جب وہ وضو کر لے۔

شمس الائمہ فرماتے ہیں۔

یہاں وضو سے مراد ہاتھ دھونا ہے کیونکہ عام طور پر ہاتھ پر نجاست لگی ہوتی ہے۔ تو اُسے پانی کے ذریعے صاف کرنا ضروری ہوگا۔

(مبسوط سرخی ج ۱ ص ۱۹۳) (بحوالہ موطا امام محمد ترجمہ وشرح جہانگیری)

(۶۰)......امام کی قرأۃ مقتدی کی قرأۃ ہے

متن حدیث:

قال محمد اخبرنی ابو حنیفة قال حدثنا ابوالحسن موسی ابن ابی عآئشة عن عبدالله بن شداد بن الهاد عن جابر بن عبدالله عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال من صلی خلف الامام فان قرأة الامام له قرأة.

ترجمہ حدیث:

''امام محمد کہتے ہیں مجھے خبر دی امام ابوحنیفہ نے۔ انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا ابوالحسن موسیٰ بن ابی عائشہ نے عبداللہ بن شداد بن ھاد سے کہ جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا جو امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔

(مؤطا امام محمد باب القرأة فی الصلوة خلف الامام حدیث نمبر ۱۱۹)

تخریج حدیث:

(۱) کتاب الاثار امام محمد مترجم ص ۸۲ حدیث نمبر ۸۶ باب القرأة خلف الامام وتلقینه

(۲) شرح معانی الاثار طحاوی ج۱ ص ۲۱۷

(۳) ابن ماجه مترجم ج۱ ص ۲۵۶ باب اذا قرأالا امام فانصتوا حدیث نمبر ۸۹۶

(٤) سنن دارقطنی ج۱ ص ۳۲۳ باب من کان له امام فقرأة الامام له قرأة

(۵) مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۷۹

(٦) مسند امام اعظم حصکفی مترجم ص ۳۰۸ حدیث نمبر ۱۰٤

(۷) جامع المسانید ج۱ ص ٤۰۹ حدیث نمبر ۵۲٦

(۸) کتاب الاثار امام ابی یوسف باب افتتاح الصلاة حدیث نمبر ۱۱۳

(۹) کتاب الحجه علی اهل المدینه باب القرأة خلف الامام ج۱ ص ۱۱۸

(۱۰) مصنف ابن ابی شیبه ج۱ ص ۳۷۷،۳۸٦

(۱۱) الجمع بین الاثار ص ۲۵۰

حکم حدیث:

یہ روایت مرفوع اور مرسل دونوں طرح صحیح ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی امام ابو حنیفہؒ ہیں ان کا ترجمہ مقدمہ میں گزر چکا ہے آپ ثقہ ہیں۔

دوسرے راوی ...... ابوالحسن موسیٰ ابن ابی عائشہ ہیں۔ امام حمیدان کو ثقات میں شمار کرتے ہیں۔ امام ابن معینؒ اور یعقوبؒ بن سفیانؒ ان کو ثقہ کہتے ہیں۔ ابن حبان ان کو ثقات میں لکھتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب جلد ۱۰ ص ۳۵۲)

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی ان کو ثقہ اور عابد لکھتے ہیں۔ (تقریب ص ۳۶۷)

امام بخاریؒ ان کو ثقہ کہتے ہیں۔ (تقریب ج ۲ ص ۳۳۷)

تیسرے راوی ...... عبداللہ بن شدادؒ ہیں۔ یہ حضرت اُمّ المومنین میمونہؒ کے بھانجے تھے۔ (بخاری جلد ۱ ص ۴۷، ۴۷)

حافظ ابن عبدالبرؒ مالکی لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ان کا تولد ہوا تھا۔ امام عجلیؒ، خطیبؒ، ابوزرعہؒ، نسائیؒ، ابن سعدؒ، اور واقدیؒ سب ان کو ثقہ کہتے ہیں۔ ابن حبانؒ ان کو ثقات میں لکھتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب جلد ۵ ص ۲۵۲)

چوتھے راوی ...... مشہور صحابی حضرت جابرؓ بن عبداللہ ہیں آپ کی وفات ۷۸ھ میں ہوئی آپ کثیر الراویہ صحابہ کرام میں سے تھے۔ آپ سے ۱۵۴۰ احادیث مروی ہیں۔

شرح حدیث:

امام ابوحنیفہؒ کے علاوہ اور بہت سے محدثین نے اس روایت کو مرفوع اور مرسل دونوں طرح اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے اور اس کے بہت سے شواہد موجود ہیں۔ مثلاً

(۱) یہ روایت شرح نقایہ جلد ۱ ص ۸۳

(۲) آثار السنن جلد ۱ ص ۸۷

(۳) تفسیر روح المعانی جلد ۹ ص ۱۳۴

(۴) فتح الملہم شرح صحیح مسلم جلد ۲ ص ۴

(۵) حاشیہ طحاوی جلد ۱ ص ۱۲۸

(۶) اعلاء السنن جلد ۴ ص ۶۳

(۷) بغیۃ الالمعی جلد ۲ ص ۷

(۸) فتح القدیر شرح ہدایہ جلد ۱ ص ۲۳۹

(۹) مسند احمد جلد۳ ص ۳۳۹

(۱۰) شرح مقنع الکبیر جلد۲ ص ۱۱

(۱۱) الجوہر النقی جلد۲ ص ۱۵۹

(۱۲) موطا امام محمد ص ۹۸

(۱۳) مغنی ابن قدامۃ جلد۱ ص ۶۰۹

(۱۴) کتاب القرأۃ بیہقی ص ۱۳۹

(۱۵) کتاب الاثار ابی یوسف ص ۲۳

(۱۶) معرفت علوم الحدیث ص ۱۷۸

(۱۷) تاریخ بغداد ج۱ ص ۳۳۷

اس روایت میں جہری اور سری نماز کی کوئی قید نہیں ہے۔ اسلئے یہ اپنے عموم پر ہے اور اس کا مطلب بالکل واضح ہے کہ امام کے پیچھے جب کسی نے اقتدأ اختیار کر لی تو مقتدی کو جدا اور الگ سے قرأت کرنے کی مطلقاً ضرورت نہیں ہے بلکہ امام کا پڑھنا گویا مقتدی کا پڑھنا ہے۔

یہ حدیث نماز کے ایک اہم ترین مسئلہ قرأت خلف الامام سے متعلق ہے جس میں فقہائے کرام کا اختلاف انتہائی شدت اختیار کر گیا ہے حالانکہ اس مسئلے میں اتنی شدت کا پیدا ہو جانا اچھا نہیں تھا اس موضوع کی تمام احادیث کو سامنے رکھ کر ایک ایسا اصول وضع کر لیا جاتا جو ان سب کو شامل ہوتا بہر حال اس مسئلے تو طول دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اپنی اپنی تحقیق پر عمل کر لینا چاہیے کیونکہ روایات دونوں طرف ہیں مگر امام ابوحنیفہؒ کا نظریہ زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے۔

(۶۱)...... وتر سواری سے اُتر کر پڑھنے کا بیان

متن حدیث:

قال محمد اخبرنا ابو حنیفه عن حصین قال کان عبدالله بن عمر یصلی

التطوع علی راحلته اینما توجهت به فاذا کانت الفریضة او الوتر نزل فصلی

ترجمہ حدیث:

''امام محمد نے کہا ہمیں خبر دی امام ابوحنیفہ نے حصین سے انہوں نے کہا عبداللہ بن عمر نفل نماز اپنی سواری پر پڑھ لیا کرتے تھے۔ جس طرف بھی اس کا رُخ ہوتا مگر جب فرض یا وتر ہوتے تو سواری سے اتر کر پڑھتے۔

(موطا امام محمد باب الصلوٰۃ علی الدآبة فی السفر: حدیث نمبر۲۱۲)

تخریج حدیث:

(۱) طحاوی ج۱ص۲۰۸ باب الوتر ھل یصلی فی السفر علی الراحلة

(۲) مصنف ابن ابی شیبه ج۲ ص ۳۰۳ باب من کره الوتر علی الراحلة

حکم حدیث:

یہ روایت صرف صحابیؓ کا عمل ہے۔ مرفوع روایت نہیں اس لئے یہ موقوف ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی امام ابوحنیفہؒ ہیں ان کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

دوسرے راوی...... حصین بن عبدالرحمٰن ابوالہذیل سلمی کوفی ہیں۔

شرح حدیث:

سواری پر نفلیں پڑھنا کئی احادیث سے ثابت ہے جو حضرت ابن عمر کے عمل کی تائید کرتی ہیں جس کو امام ابوحنیفہؒ نے روایت کیا ہے۔

(۱) عامر بن ربیعہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی حالت میں کہ وہ اونٹنی پر سوار تھے۔ دیکھا کہ وہ نفلیں پڑھ رہے ہیں اور رکوع اور سجدہ کے لئے اشارہ کرتے ہیں جس طرف بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رُخ ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز میں ایسا نہ کرتے تھے۔ (بخاری ج۱ص ۱۳۸)

(۲) جابرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سواری پر بلا قید جہت کے اشارہ سے نماز پڑھتے دیکھا۔ ہاں وہ سجدوں کو رکوعوں کی بنسبت پست کرتے تھے۔ (صحیح ابن حبان)

(۳) عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر سفر میں اپنی سواری پر نفل نماز پڑھتے خواہ ان کی سواری کسی طرف جاری ہو اور انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ (بخاری ج ا ص ۱۴۸)

ہر مسلمان جانتا ہے کہ فرائض اور سنت موکدہ کی رکعتیں مقرر ہوتی ہیں ان میں کسی کو اپنی مرضی سے کمی بیشی کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہوتا اور پڑھنے کا طریقہ بھی مقرر ہوتا ہے البتہ نوافل کا حساب ایسا ہے کہ جتنا گڑ ڈالو گے اتنا میٹھا ہو گا جتنے پڑھ لو اتنا ہی ثواب مل جائے گا اور ان کو سواری پر بھی پڑھنا جائز ہے اور نماز تہجد بھی نفل نماز ہے اس لئے تہجد کی نماز سواری پر پڑھنا بالاتفاق جائز ہے۔ نماز وتر کے بارہ میں احادیث میں کئی اختلافات ہیں جن میں بعض احکام نفل والے ہیں مثلاً جتنی چاہے رکعتیں پڑھ لینا۔ سواری پر بیٹھ کر وتر پڑھ لینا وغیرہ۔ اور بعض احکام وجوب کے ہیں کہ تین ہی رکعت پڑھنا۔ سواری پر بیٹھ کر وتر کا جائز نہ ہونا۔ وتروں کی قضا کا ضروری ہونا۔ اب قرآن وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ ایک ہی نماز کو کبھی نفل کی نیت سے ادا کر لیا جائے اور کبھی واجب کی نیت سے پڑھ لیا جائے اور نہ ہی صراحتاً کسی حدیث میں یہ ہے کہ پہلے یہ احکام تھے اور اب یہ ہیں۔ جب یہ صراحت نہ ملی تو بنص حدیث معاذؓ یہاں اجتہاد کی گنجائش نکل آئی مجتہدین نے اپنے اپنے اجتہاد سے کسی ایک پہلو کو ترجیح دے لی۔

اس بارہ میں امام ابوحنیفہؒ اور دیگر ائمہ احناف یہ کہتے ہیں کہ پہلے وتر نفل تھے اور تہجد میں شامل تھے اس لئے تہجد اور وتر کو ملا کر بیان کر دیا جاتا تھا۔ بعد میں وتر واجب ہو گئے جب واجب ہو گئے تو ان کی رکعتیں میں مقرر ہو گئیں اور سواری پر پڑھنا بھی منع ہو گیا۔ یہ حدیث

امام ابوحنیفہؒ کے نظریہ کی دلیل ہے کہ وتر سواری سے اُتر کر پڑھنے چاہئیں کیونکہ راحلہ پر نماز نہ صرف قیام سے بلکہ استقبال قبلہ اور تعود کی ہئیت مسنونہ سے بھی خالی ہوتی ہے۔

(٦٢)......نماز عشاء اور نماز فجر کے درمیان تیرہ رکعات پڑھنے کا بیان

متن حدیث:

قال محمد اخبرنا ابو حنيفة حدثنا ابو جعفر قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى مابين صلوٰة العشآء الى صلوٰة الصبح ثلاث عشرة ركعة ثمان ركعات تطوعا وثلاث ركعات الوتر وركعتى الفجر

ترجمہ حدیث:

''امام محمد نے کہا کہ ہمیں خبر دی امام ابوحنیفہ نے ہم سے بیان کیا ابوجعفر نے کہا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء اور نماز فجر کے درمیان تیرہ رکعت پڑھتے تھے آٹھ رکعت نفل، تین رکعت وتر اور دو فجر کی سنتوں کی رکعات

(موطاامام محمد باب السلام فى الوتر: حديث: ٢٦١)

تخریج حدیث:

(١) بخارى حديث نمبر ١١٤٠

(٢) مسلم حديث نمبر ١٧٢٦

(٣) ابو داؤد حديث نمبر١٣٣٤

(٤) ترمذى حديث نمبر ٤٤٢

(٥) نسائى حديث نمبر١٧٢٨

(٦) كتاب الاثار مترجم ٩٣ حديث نمبر ١٠٠

(٧) كتاب الحجه على اهل المدينه ج١ ص ١٩٦

(٨) كتاب الاثار امام ابويوسف حديث نمبر١٧٠

(۹) مسند احمد حدیث نمبر ۲۰۱۹، ۲۹۸۵، ۱۳۳۰

(۱۰) جامع المسانید ج۱ص ۴۷۹ حدیث نمبر ۶۲۳

(۱۱) ابن ابی شیبہ ج۱ص۲۸۱

(۱۲) سنن الکبریٰ ج ۳ ص ۶

حکم حدیث:

اس سند سے یہ روایت مرسل ہے کیونکہ امام باقر اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرر ہے ہیں اور آپ نے رسول اللہؐ کا زمانہ نہیں پایا۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی......امام ابوحنیفہؒ ہیں ان کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

دوسرے راوی......ابوجعفرؒ ہیں اور ابوجعفر سے مراد حضرت امام محمد باقرؒ ہیں۔ آپ کا نسب نامہ اس طرح ہے۔ محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب قریشی ہاشمی ابوجعفر الباقر المتوفی ۱۱۷ہجری آئمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ انس بن مالک، جابر بن عبداللہ، سعید بن میتب، سمرہ بن جندب، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمرو بن عاص اور ابوسعید خدری ابوہریرہ، اُمّ المومنین حضرت عائشہ و اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہؓ اپنے والد محترم حضرت امام زین العابدین اپنے دادا اور نانا کے بھائی محمد بن حنفیہ، عبداللہ بن جعفر طیار، عبداللہ بن ابی رافع، حرملہ، عطاء بن یسار، یزید بن ہرمز اور ابومرہ وغیرہ سے مستفید ہوئے تھے۔ (تہذیب التہذیب ج۹ص۳۵۰)

علامہ ابن سعد طبقات الکبریٰ میں لکھتے ہیں:

کان ثقة کثیر العلم و الحدیث. (ابن سعد ج۵ص۲۳۸)

امام نووی لکھتے ہیں:

کہ وہ جلیل القدر تابعی اور امام بارع تھے ان کی جلالت پر سب کا اتفاق ہے ان کا شمار مدینہ کے فقہا اور آئمہ میں تھا۔ (تہذیب التہذیب ج۹ص۳۵۰)

علامہ ذہبی لکھتے ہیں:

کان سید بنی ھاشم فی زمانه (تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۱۱)

امام نسائی فقہائے تابعین میں آپ کا شمار کرتے ہیں۔

(تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۳۵۰)

شرح حدیث:

امام ابو حنیفہؒ کے علاوہ دیگر محدثین بھی یہ حدیث نقل کرتے ہیں۔

(۱) نسائی میں ہے:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو پہلے آٹھ رکعات پڑھتے پھر تین رکعات وتر پڑھتے۔ پھر دو رکعت (سنت) فجر کی نماز سے پہلے پڑھتے۔ (نسائی ج ۱ ص ۱۹۲)

اس حدیث میں بھی تیرہ رکعات کا ذکر ہے۔ آٹھ رکعات تہجد، تین وتر، دو سنت فجر

(۲) طحاوی شریف میں ہے:

حضرت امام عامر شعبیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کو نماز کیسی ہوتی تھی ان دونوں بزرگوں نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ رکعت پڑھتے تھے۔ پہلے آٹھ رکعت (تہجد) پھر تین رکعات وتر پھر دو رکعت (سنت فجر) صبح صادق کے بعد۔

(طحاوی ج ۱ ص ۱۹۲)

ان روایات سے امام ابو حنیفہؒ کی روایت کی تائید ہوتی ہے۔ امام صاحب کی روایت جو موطا میں آئی ہے اگرچہ وہ مرسل ہے مگر دوسری اسناد سے وہ مرفوع بھی آتی ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کی روایت کردہ حدیث کے علاوہ حضرت سعد بن ہشام نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد میں نو رکعات نماز پڑھتے تھے اور حضرت عروہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر سمیت تہجد میں گیارہ رکعات پڑھتے تھے اور موذن کے آنے کے بعد دو رکعات سنت فجر پڑھتے

تھے حضرت ہشام بن عروہ کی سند میں حضرت عروہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سنت فجر سمیت تیرہ رکعات پڑھتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ایک روایت یہ ہے کہ رمضان ہو یا غیر رمضان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے دو مرتبہ اکٹھی چار چار رکعت پڑھتے اس کے بعد تین رکعت وتر پڑھتے۔ اس قسم کی بہت سی روایات کتب حدیث میں موجود ہیں۔

تہجد کی روایات میں تطبیق:

قاضی عیاضؒ مالکی فرماتے ہیں:

ان روایات میں اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ، حضرت ابن عباس اور حضرت خالد بن زیدؓ نے اپنے اپنے مشاہدہ کے مطابق رکعات تہجد کو روایت کیا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی اپنی روایات میں اختلاف یا تو راویوں کے اختلاف کی وجہ سے ہے یا اس وجہ سے ہے کہ حضرت عائشہؓ نے مختلف مواقع پر مختلف رکعات کا مشاہدہ کیا ہے۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ کا اغلب واکثر معمول بشمول وتر گیارہ رکعات ہو اور بعض اوقات آپ نے زیادہ سے زیادہ بشمول سنت فجر اور وتر پندرہ رکعات پڑھی ہوں اور کم از کم وتر سمیت سات رکعات پڑھی ہوں اور نماز تہجد میں کمی اور زیادتی کے باعث نیند یا دیگر مصروفیات اور مرض و تکلیف کے سبب نیز وقت میں کمی اور زیادتی کی وجہ سے ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اوائل عمر میں آپ نے زیادہ رکعات پڑھی ہوں اور سن رسیدہ ہونے کے بعد کم رکعات پڑھی ہوں۔ کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ جب آپ سن رسیدہ ہو گئے تو رات کو سات رکعات پڑھتے تھے۔

(شرح مسلم النووی شافعی ج ا ص ۲۵۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی)

(۶۳)......تین رکعات وتر کی اہمیت

متن حدیث:

قال محمد اخبرنا ابو حنيفة عن ابراهيم النخعي عن عمر بن الخطاب

انه قال ماحب انی ترکت الوتر بثلاث وان لی حمر النعم

ترجمہ حدیث:

"امام محمد نے کہا کہ ہم کوخبر دی امام ابوحنیفہ نے ابراہیم نخعی سے کہ حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا کہ میں وتر کی تین رکعتیں سرخ اونٹوں کے عوض بھی ترک کرنا پسند نہیں کرتا۔

(موطا امام محمد باب السلام فی الوتر، حدیث: ۲۶۲

تخریج حدیث:

(۱) کتاب الاثار امام محمد مترجم ص ۱۰۷ حدیث نمبر ۱۲۳ باب الوتر وما یقرأفیها

(۲) کتاب الحجه علی اهل المدینه ج۱ ص ۱۹۶

(۳) کتاب الاثار امام ابی یوسف حدیث نمبر ۳۴۲

(٤) مصنف ابن ابی شیبه ج۲ص ۱۹۷

(۷) شرح معانی الاثارج۱ ص۲۹۳

(۸) اعلاء السنن ج۲ص ٤٠

(۹) ترمذی حدیث نمبر ٤٥۲

حکم حدیث:

موطا کی سند سے یہ روایت منقطع ہے کیونکہ ابراہیم نخعی نے حضرت عمرؓ کو نہیں پایا۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی امام ابوحنیفہ ہیں آپ کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔

دوسرے راوی...... ابراہیم نخعی ہیں ان کا تذکرہ بھی پہلے گزر چکا ہے۔موطا کی سند میں حماد بن سلیمان کا واسطہ نہیں ہے جبکہ خود امام محمد نے کتاب الاثار میں اس روایت کو امام حماد بن سلیمان کی سند سے بھی روایت کیا ہے۔

امام محمد فرماتے ہیں:

اخبرنا ابو حنیفة عن حماد عن ابراھیم عن عمر بن الخطاب

اس طرح امام ابوحنیفہؒ نے اس کو دو واسطوں سے نقل کیا ہے اور دونوں درست ہیں۔

وتر کی اہمیت کے بارے میں حضرت عمرؓ سے ایک روایت مستدرک حاکم ج ۴ ص ۱۷۵ میں بھی آئی ہے جس میں آتا ہے کہ آپ نے حضرت اشعث بن قیسؓ کو ارشاد فرمایا۔ **ولا تنم الاعلی وتر**۔ وتر پڑھے بغیر نہ سو۔

یہ حدیث امام ابوحنیفہؒ کے علاوہ دیگر محدثین نے اپنی اپنی سند سے نقل کی ہے جیسا کہ تخریج حدیث میں گزرا۔

مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۹۴ میں ہے:

حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے تین رکعات وتر پڑھے اور تینوں رکعتوں میں سلام کے ذریعہ فصل نہیں کیا۔ (یعنی دو رکعتوں پر سلام نہیں پھیرا۔)

اس حدیث میں نماز وتر کا ذکر آیا ہے اس لئے یہاں پر نماز وتر کی کچھ وضاحت کر دی جائے تو بہتر معلوم ہوتا ہے۔ نماز وتر ایک مستقل نماز ہے اور یہ نماز واجب ہے بعض آئمہ کے نزدیک سنت ہے۔ اختلاف کی وجہ احادیث کا مختلف ہونا ہے۔ تحقیق کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ واجب کہنے والوں کا موقف زیادہ قوی ہے۔ اس نماز کا ٹائم نماز عشاء کے بعد سے لیکر صبح صادق تک ہے اس وقت میں جب بھی پڑھ لے ادا ہو جائیگی جو لوگ نماز تہجد پڑھتے ہیں ان کا معمول یہ رہا ہے کہ رات کو جتنی رکعتیں تہجد کی پڑھنی ہوئی پڑھیں۔ بعد میں تین وتر پڑھ لیتے۔ اگر کوئی شخص تہجد گزار نہیں ہے تو اس کو چاہیے کہ نماز عشاء کے بعد ہی پڑھ لے۔ جس شخص نے رات کو یہ نماز نہیں پڑھی اس کو چاہیے کہ اگلی دن میں قضا کر لے۔ اس کی رکعتوں کے متعلق احادیث میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے ایک سے لیکر تیرہ تک روایات تو (سنن نسائی ج ۱ ص ۲۴۸ تا ۲۵۱ کتاب قیام اللیل وتطوع النہار باب کیف الوتر بواحد و باب کیف لوتر ثلاث و باب کیف الوتر بخمس و باب کیف الوتر بثلاث عشرہ رکعۃ میں موجود ہیں۔ اور پندرہ اور سترہ رکعات کا ذکر حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی نے تلخیص الحبیر ج ۲ ص ۱۴ باب صلوٰۃ التطوع میں کیا ہے۔ ان تمام روایات کو سامنے رکھ کر امام ابوحنیفہؒ کی تحقیق کے مطابق

وتر حقیقی صرف تین ہیں اور صحابہ کرامؓ، تابعین عظام اکثر سلف وخلف کا اسی پر عمل ہے ان کو مغرب کی نماز کی طرح پڑھنا ہے یعنی تین رکعات اکٹھی دو رکعت کے بعد قعدہ اولیٰ کرنا ہے پھر ایک رکعت پڑھنی ہے تیسری رکعت میں قرأۃ کے بعد رفع یدین کرکے دُعا قنوت پڑھنی ہے پھر رکوع کرنا ہے۔

(ابوداؤد ج ۱ ص ۲۰۱، بخاری ج ۱ ص ۱۳۶، مسلم ج ۱ ص ۲۵۷، بخاری ج ۱ ص ۱۵۴، نسائی ج ۱ ص ۱۹۱، آثار السنن ص ۲۰۷ اعلاء السنن ج ۶ ص ۴۴، ۴۵)

(۶۴)...... کسی عورت سے شادی کی اور کوئی مہر مقرر نہ کیا ہو تو اس کا حکم

متن حدیث:

اخبرنا ابو حنیفة عن حماد عن ابراهیم النخعی ان رجلا تزوج امراة ولم یفرض لها صداقا فمات قبل ان یدخل بها فقال عبدالله بن مسعود لها صداق مثلها من نسآئها لاوکس ولا شطط فلما قضی قال فان یکن صوابا فمن الله وان یکن خطا فمنی ومن الشیطان والله ورسوله بریئان

فقال رجل من جلسآئه بلغنا انه معقل بن سنان الاشجعی وکان من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم قضیت والذی یحلف به بقضآء رسول الله صلی الله علیه وسلم فی بروع بنت واشق الاشجعیة قال ففرح عبدالله فرحة مافرح قبلها مثلها لموافقة قوله قول رسول الله صلی الله علیه وسلم وقال مسروق بن الاجدع لایکون میراث حتی یکون قبله صداق

قال محمد وبهذانا خذوهو قول ابی حنیفة والعآمة من فقهائنا

ترجمہ حدیث:

''امام ابوحنیفہ نے ہمیں خبر دی حماد سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے کہ ایک شخص نے کسی عورت سے شادی کی اور کوئی مہر مقرر نہ کیا۔ وہ مباشرت سے قبل فوت ہوگیا تو عبداللہ بن

مسعود نے فرمایا کہ اس عورت کو کسی کمی بیشی کے بغیر مہر مثل کا حق حاصل ہے جب یہ فیصلہ کیا تو انہوں نے کہا کہ اگر یہ فیصلہ درست ہے تو اللہ جل شانہ کی طرف سے ہے اور اگر غلط ہے تو شیطان کی طرف سے ہے (اس صورت میں) اللہ اور اس کے رسول برحق غلط فیصلہ سے بری ہیں۔

ان کے (اہل مجلس میں سے ایک شخص نے (جن کے بارہ میں ہمیں معلوم ہوا کہ وہ معقل بن سنان اشجعی تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے تھے) کہا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کی قسم کھائی جاسکتی ہے آپ نے وہی فیصلہ کیا ہے جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بروع بنت واشق اشجعی کے بارہ میں فرمایا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ عبداللہ بن مسعود اپنا فیصلہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے مطابق ہونے کے سبب اس قدر خوش ہوئے کہ اس سے پہلے کبھی اس قدر خوش نہ ہوئے تھے اور مسروق بن اجدع نے کہا میراث نہیں جب تک اس سے پہلے مہر نہ ہو۔

امام محمد کہتے ہیں اسی پر ہمارا عمل ہے اور یہی امام ابوحنیفہ اور ہمارے عام فقہا کا قول ہے۔

(موطا امام محمد باب الرجل یتزوج المرأة ولا یفرض لها صداقا، حدیث: ۵٤۳)

تخریج حدیث:

(۱) کتاب الحجه علی اهل المدینه ج۳ ص ۳۲۹۔۳۳۰

(۲) جامع المسانید ج۲ص ۱٦۲۔۱٦۳حدیث نمبر ۱۲٤٦ وحدیث نمبر ۱۲۲۵

(۳) کتاب الاثار مترجم ص ۲۹۷ حدیث نمبر ٤۰٦

(٤) ابوداؤد حدیث نمبر ۲۱۱٤

(۵) ترمذی حدیث نمبر ۱۱٤۵

(٦) مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۱۰۸۹۸

(۷) مسند احمد ج ۱ ص ٤٣١

(۸) کتاب الاثار امام ابی یوسف حدیث نمبر ٦٠٧

(۹) مصنف ابن ابی شیبه ج ۳ ص ۳۹۵

(۱۰) نسائی حدیث نمبر ۳۳۵۵، ۳۳۵۷

(۱۱) ابن ماجه حدیث نمبر ۱۸۱۹

(۱۲) سنن الکبریٰ بیهقی ج ۷ ص ۲٤٥

(۱۳) سنن سعید ابن منصور حدیث نمبر ۹۲۹

(١٤) دارمی حدیث نمبر ۲۲٤٦

(۱۵) مسند امام اعظم حصکفی ص ۳٦۳ حدیث نمبر ۲۹۷

حکم حدیث:

موطا کی سند سے یہ روایت مرسل ہے مگر جامع المسانید میں مرفوع آئی ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی......امام ابوحنیفہؒ ہیں ان کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔
دوسرے راوی......حماد بنؒ سلیمان ہیں ان کا تذکرہ بھی پہلے گزر چکا ہے۔
تیسرے راوی......ابراہیمؒ نخعی ہیں ان کا تذکرہ بھی پہلے گزر چکا ہے۔
اس سند کے تینوں راوی ثقہ ہیں اسناد اس کی جید ہے۔

شرح حدیث:

متن کے اعتبار سے یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔ موطا امام محمد میں اسے ابراہیم نخعی بغیر علقمہ کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں جبکہ جامع المسانید ج ۲ ص ۱۵۱ حدیث نمبر ۱۲۲۵ میں علقمہ کا واسطہ موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

ابو حنیفه عن حماد عن ابراهیم عن علقمه عن عبدالله بن مسعودؓ ......الخ

مسند ابی حنیفہ ابونعیم الاصبھانی ص ۸۱ میں اس کی سند اس طرح ہے:

ابراهیم بن الجراح عن ابی یوسف عن ابی حنیفه عن حماد عن ابراهیم عن علقمه عن عبدالله بن مسعودؓ

اس سے ثابت ہوا کہ یہ روایت مرفوع اور مرسل دونوں طرح امام ابوحنیفہؒ نے روایت کی ہے۔

امام ابوحنیفہ نے جو حدیث عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کی ہے اس روایت کو امام ترمذی نے بھی اپنی سند سے روایت کیا ہے۔

ترمذی میں ہے۔روایت ہے ابن مسعود سے کہ پوچھا گیا ان سے حکم اس شخص کا کہ نکاح کیا اس نے ایک عورت سے اور مقرر نہ کیا تھا اس کیلئے کچھ مہر اور نہ داخل ہوا تھا وہ اس پر کہ مر گیا سو جواب دیا ابن مسعود نے کہ اس عورت کا مہر ہے اس کے مثل کی عورتوں کے برابر نہ کمی ہے اس میں نہ زیادتی اور اس پر عدت ہے یعنی چار مہینے دس دن اور اس کو اپنے خاوند کے مال سے میراث بھی ہے سو کھڑے ہوگئے معقل بن سنسان اشجعی اور کہنے لگے حکم کیا تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بروع بنت واشق کو یہی جو ایک عورت تھی ہم میں کی ایسا ہی جیسا تم نے حکم دیا اس سائل کو سو خوش ہو گئے اس کے سننے سے عبداللہ بن مسعود۔

(ترمذی مترجم جلد اوّل ص ۴۲۲ ابواب النکاح)

اس حدیث میں جو مسئلہ بیان ہوا ہے وہ یہ ہے کہ کسی شخص نے بغیر مہر مقرر کئے کسی عورت سے نکاح کیا مگر صحبت کرنے سے پہلے ہی مر گیا۔ایسی صورت میں عورت کو مہر ملے گا یا نہیں اگر ملے گا تو کتنا عورت پر عدت ہے یا نہیں۔عورت خاوند کے مال کی وارث بنے گی یا نہیں۔
امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایسی صورت میں عورت کو پورا مہر مثل دیا جائے گا۔سفیان ثوری، امام احمد اور امام اسحٰق کا بھی یہی مسلک ہے اور امام شافعیؒ کا بھی قولِ جدید اسی کے مطابق ہے۔

امام ابوحنیفہؒ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔

چنانچہ امام محمدؒ کہتے ہیں۔

اسی پر ہمارا عمل ہے اور یہی امام ابوحنیفہؒ اور ہمارے عام فقہا کا قول ہے۔موطا امام محمد

مترجم ص ۲۷۹۔ کتاب الاثار مترجم امام محمد ص ۲۹۷ امام ابوحنیفہؒ کے ہاں عورت عدت بھی گزارے گی اور خاوند کی وارث بھی بنے گی۔ اس حدیث سے ایک مسئلہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مہر کا نام لئے بغیر بھی نکاح منعقد ہو جاتا ہے اسلئے کہ نکاح عقد ازدواج کا نام ہے جو زوجین کی رضا مندی سے مکمل ہو جاتا ہے۔ البتہ شرعاً مہر مقرر کرنا واجب ہے لیکن اگر مہر کا نام نہ لیا جائے یا نفی بھی کی جائے تب بھی نکاح صحیح ہوگا۔ مہر مقرر نہ کرنے سے یا نفی کرنے سے مہر ختم نہیں ہوتا۔ مہر مثل ملے گا۔ (یعنی جو اس کی رشتہ دار عورتوں کو مہر ملتا ہے اتنا اسے ملے گا نہ کم ملے گا اور نہ اس سے زیادہ ملے گا۔)

(۶۵)......طلاق رجعی کا بیان

متن حدیث:

اخبرنا ابو حنیفة عن حماد عن ابراهیم ان رجلا طلق امراته تطليقة يملك الرجعة ثم تركها حتى انقطع دمها من الحيضة الثالثة ودخلت مغتسلها وادنت مآء هافاتاها فقال لها قدراجعتك فسالت عمر بن الخطاب عن ذلك عنده عبدالله بن مسعود فقال عمر قل فيها برايك فقال اراه يا امير المؤمنين احق برجعتها مالم تغتسل من حيصتها الثالثة فقال عمروانا ارى ذلك ثم قال عمر لعبد الله بن مسعود كنيف ملئ علما.

ترجمہ حدیث:

"امام ابوحنیفہ نے ہمیں خبر دی حماد سے، انہوں نے ابراہیم سے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی دی پھر اسے چھوڑ دیا یہاں تک کہ اس کے تیسرے حیض کا خون موقوف ہو گیا وہ غسل خانہ میں گئی غسل کے لئے پانی کے قریب گئی ہی تھی کہ اس کا شوہر آ گیا اور اس نے بیوی سے کہا میں تجھ سے رجوع کرتا ہوں اس عورت نے حضرت عمر بن خطاب سے اس بارہ میں دریافت کیا ان کے پاس عبداللہ بن مسعود موجود تھے حضرت عمر نے ان سے کہا اس بارہ میں اپنی رائے دے۔ انہوں نے کہا اے امیر المؤمنین! میری رائے میں وہ اس سے رجوع کرنے کا زیادہ حقدار ہے جب تک تیسرے حیض سے پاک ہو کر وہ غسل نہ کر لے۔

حضرت عمر فاروق نے فرمایا میری رائے بھی یہی ہے۔ حضرت عمر نے عبداللہ بن مسعود سے فرمایا تم علم سے معمور ایک جھونپڑی ہو۔ (علم کا خزانہ ہو)۔

(موطا امام محمد باب انقضآء الحیض، حدیث نمبر: ٦٠٤)

تخریج حدیث:

(١) کتاب الاثار امام محمد مترجم ٣٥٨

(٢) کتاب الاثار امام ابی یوسف حدیث نمبر ٦١١

(٣) مصنف عبدالرزاق حدیث نمنر ١٠٩٨٩

(٤) سنن سعید بن منصور حدیث نمبر ١٢١٦، ١٢١٧

(٥) مصنف ابن ابی شیبه ج ٤ ص ١٣٥

(٦) طحاوی ج٣ ص ٦٢

(٧) سنن الکبریٰ بیهقی ج٧ ص ٤١٧

(٨) جامع المسانید ج٢ ص ٢٣٦ حدیث نمبر ١٣٥١

(٩) طبرانی کبیر حدیث نمبر ٩٦١٦

(١٠) المحلی ابن حزم ج ١٠ ص ٢٥٨

حکم حدیث:

یہ روایت مرسل ہے۔

موطا کی سند سے یہ روایت مرسل ہے کیونکہ ابراہیم نخعی کی ملاقات حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ثابت نہیں۔

محلی ابن حزم میں اس کی سند میں علقمہ کا واسطہ موجود ہے جس کی وجہ سے یہ روایت مسند بن جاتی ہے۔

سنن الکبریٰ بیہقی کی سند میں بھی علقمہ کا واسطہ موجود ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ ج ۴ ص ۱۳۵ میں اس کی سند اس طرح ہے۔

عن ابراهیم عن علقمه عن عمر و عبدالله

جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ روایت مرسل اور مسند دونوں طرح مروی ہے

یہ حدیث الفاظ کی کچھ کمی بیشی کے ساتھ امام ابوحنیفہ کے علاوہ اور محدثین نے بھی روایت کیا ہے۔

تیسرے حیض کا خون اگر دس دن آ کر رُکا ہے تو رجوع کا حق ختم ہو گیا عدت مکمل ہو گئی اس لئے کہ حیض دس دن سے زیادہ نہیں آیا کرتا۔ لہٰذا دس دن پورے ہوتے ہی حیض سے فارغ ہو کر عدت پوری ہو جائے گی رجوع کا حق ختم ہو جائے گا چاہے غسل نہ بھی کیا۔ لیکن اگر دمِ حیض دس دن سے کم میں بند ہو تو رجوع کا حق اس وقت تک برقرار رہے گا جب تک غسل نہ کرلے یا اس پر ایک نماز کا وقت نہ گزر جائے یا تیمم کر کے نماز پڑھ لے اسلئے کہ دس دن سے کم میں حیض بند ہونے پر یہ احتمال باقی رہتا ہے کہ دوبارہ خون آ جائے اسلئے غسل یا نماز کے وقت کا گزرنا ضروری ہے۔ (المختار شرح کتاب الآثار ۳۵۹)

(٦٦)......جس عورت کو طلاق رجعی دی ہو اگر وہ مر جائے تو اس کے ترکہ کا حکم کیا ہے

متن حدیث:

قال محمد اخبرنا ابو حنيفه عن حماد عن ابراهيم ان علقمة بن قيس طلق امراته طلاقا يملك الرجعة فحاضت حيضة اوحيضتين ثم ارتفع حيضها عنها ثمانية عشر شهر ثم ماتت فسال علقمة عبدالله ابن مسعود عن ذلك فقال هذه امراة حبس الله عليك ميراثها فكله

ترجمہ حدیث:

''امام محمدؒ نے کہا ہمیں خبر دی امام ابوحنیفہ نے حماد سے انہوں نے ابراہیم سے کہ علقمہ بن قیس نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی دی۔ اسے ایک یا دو حیض آئے۔ پھر اٹھارہ مہینے اس کا حیض رُکا رہا۔ پھر انتقال ہو گیا۔ علقمہؓ نے عبداللہ بن مسعود سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا اس عورت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا ترک روک رکھا ہے تو تم اسے کھاؤ۔ **(موطاامام محمد باب المرء ة يطلقها زوجها، حديث نمبر : ٦٠٩)**

تخریج حدیث:

(۱) كتاب الاثار مترجم ص ۳۵۵ حديث نمبر ٤٧٨ باب عدة المطلقة التى قدارتفع حيضها

(۲) جامع المسانيد ج۲ ص ۲۱۲ حديث نمبر١٣٢٤

(۳) كتاب الاثار امام محمد عربى حديث نمبر ٤٧٥

(٤) سنن الكبرىٰ بيهقى ج ۷ ص ٤١٩

(٥) سنن سعيد ابن منصور ج۱ ص ٣٤٨ حديث نمبر١٣٠٠، ١٣٠١

(٦) مصنف ابن ابى شيبه ج٤ ص ۱۷۳ حديث نمبر ١٨٩٩٣

(۷) مصنف عبدالرزاق جلد ٦ ٣٤ حديث نمبر ١١١٠٤

(۸) اعلاء السنن ج ۱۱ ص ٢٥٦

حکم حدیث:

یہ روایت صحیح ہے۔

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے تمام روات کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔سب راوی ثقہ ہیں۔
امام ابوحنیفہؒ کے علاوہ دیگر محدثین سے بھی کچھ کمی بیشی کے ساتھ یہ روایت مروی ہے۔
عورت جب تک حیض سے بالکل مایوس نہ ہوتو وہ حیض سے عدت گزارے گی لہٰذا اگر عدت کے دوران عورت مرجائے تو اس کا شوہر وارث بنے گا۔صورت مذکورہ بالا میں اس عورت کا حیض رُک گیا تھا اس لئے عدت پوری نہیں ہوئی تھی۔لہٰذا اس کا شوہر وارث بنے گا۔(المختار شرح کتاب الاثار ص۳۵۵،۳۵۶)

(٦٧)......گوہ کھانے اور نہ کھانے کا بیان

متن حدیث:

اخبرنا ابوحنيفة عن حماد عن ابراهيم النخعى عن عآئشة انه اهدى

لھاضب فاتاھارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسالت عن آکلہ فنھاھا عنہ فجاء ت سآئلۃ فارادت ان تطعمھاایاہ فقال لھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتطعمینھا ممالا تاکلین

ترجمہ حدیث:

''امام ابوحنیفہ نے ہمیں خبر دی حماد سے، انہوں نے ابراہیم نخعی سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ ان کے پاس ایک گوہ بطور تحفہ بھیجی گئی۔ ان کے پاس حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے ان سے اس کے کھانے کے متعلق دریافت کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا اتنے میں ایک سائلہ آ گئی تو حضرت عائشہ نے اسے گوہ کھلانے کا ارادہ کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کیا تم اسے وہ شے کھلانا چاہتی ہو جو تم خود نہیں کھاتی ہو۔

(موطا امام محمدباب اکل الضب، حدیث: ٦٤٤)

تخریج حدیث:

(١) مسند امام اعظم الحصکفی مترجم ص ٤٥١ حدیث نمبر ٣٩٩ کتاب الاطعمۃ باب التقذر عن الضب

(٢) شرح معانی الاثار ج٤ ص٢٠١

(٣) سنن الکبریٰ بیھقی ج ٩ ص ٣٢٥

(٤) مسند احمد ج٦ ص ١٠٥

(٥) مسند ابویعلی موصلی حدیث نمبر٤٤٦١

(٦) ابو داؤد حدیث نمبر ٣٧٩٢ باب فی الکل الضب

حکم حدیث:

یہ روایت صحیح ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے تمام رواۃ کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

یہ حدیث امام ابوحنیفہؒ کے علاوہ اور بہت سے محدثین سے بھی مروی ہے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کے علاوہ بھی دوسرے صحابہ اسے روایت کرتے ہیں۔

(۱) موطا امام محمد مترجم ص ۳۲۷ حدیث نمبر ۶۴۵ میں ہے۔ امام محمد فرماتے ہیں۔ عبدالجبار ابن عباسؓ ہمدانی نے ہمیں خبر دی عزیز بن مرثد سے انہوں نے حارثؓ سے کہ حضرت علیؓ نے گوہ اور کفتار (بجو) کے کھانے سے منع فرمایا:

امام محمد فرماتے ہیں کہ اس کا نہ کھانا ہمارے نزدیک بہتر ہے۔

یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے:

(۲) ابوداؤد مترجم جلد سوم ص ۱۶۶ میں ہے۔

عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

یہ دونوں روایات امام ابوحنیفہؒ سے مروی روایت کی تائید کرتی ہیں۔

اس حدیث کا تعلق بھی جانوروں کی اس قسم کے احکام سے ہے جنہیں حشرات الارض کہا جاتا ہے۔ اس لئے اس کے کھانے سے بچنا ہی بہتر ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کا مسلک احتیاط کے زیادہ قریب ہے۔

(۶۸)...... شرمگاہ کو چھونے سے متعلق عبداللہ بن مسعودؓ کا فرمان

متن حدیث:

قال محمد اخبر ابو حنيفة عن حماد عن ابراهيم ان ابن مسعود سئل عن الوضوء من مس الذكر فقال ان كان نجسا فاقطعه

ترجمہ حدیث:

''امام محمدؒ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی امام ابوحنیفہؒ نے حمادؒ سے انہوں نے ابراہیمؒ سے

روایت کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے شرمگاہ کو چھونے سے وضو کے بارہ میں سوال کیا گیا۔انہوں نے فرمایا اگر یہ نجس ہے تو اسے کاٹ ڈالو۔

(موطا امام محمد باب الوضؤمن مس الذکر: حدیث نمبر۱۹)

تخریج حدیث:

(۱) کتاب الاثار مترجم ص ٤٣ حدیث نمبر ۲۳ باب الوضؤ من مس الذکر

(۲) کتاب الحجه ج۱ ص ٦١

(۳) کتاب الاثارابی یوسف باب الوضؤ حدیث نمبر ۲۰

(٤) جامع المسانید ج۱ ص ۳۹۹ حدیث نمبر ۳٦۳

(٥) مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ٤۳۰

(٦) مصنف ابن ابی شیبه ج۱ ص ١٦٤

(۷) طحاوی حدیث نمبر ٤٥٥، ٤٦٢،٤٥٢

حکم حدیث:

یہ روایت منقطع ہے اور موقوف ہے کیونکہ یہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے

تحقیق حدیث:

اس روایت کی سند کے تمام راویوں کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

شرح حدیث:

یہ روایت امام ابوحنیفہؒ کے علاوہ دیگر محدثین تے بھی کچھ کمی بیشی کے الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے۔

(۱) امام محمدؒ کہتے ہیں ہمیں قاضی یمامہ ایوبؒ بن عتبہ تیمی نے قیس بن طلق سے خبر دی کہ ان کے والد نے اُن سے روایت کیا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرمگاہ کو چھونے پر وضو کرنے کے بارہ میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ بھی تمہارے

جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔

(۲) امام محمدؒ کہتے ہیں کہ ہمیں طلحہ بن عمرؒ مکی نے خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے عطا بن رباحؒ نے روایت کیا۔ کہ حضرت عبداللہؓ بن عباس نے نماز کی حالت میں شرمگاہ کو چھونے کے بارہ میں فرمایا کہ میں اپنی شرمگاہ اور ناک کو چھونے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا ہوں۔

(۳) امام محمدؒ کہتے ہیں کہ ہمیں ابراہیمؒ بن مدنی نے خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں توامہ کے آزاد کردہ غلام صالح نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا کہ شرمگاہ کو چھونے سے وضو نہیں۔

(۴) امام محمدؒ کہتے ہیں کہ ہمیں ابراہیم بن محمدؒ مدنی نے خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ حارث بن ابی ذباب نے روایت کیا کہ انہوں نے حضرت سعید بن مصیبؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ شرمگاہ کو چھونے سے وضو نہیں۔

(۵) امام محمدؒ کہتے ہیں کہ ہمیں ابوعوام بصریؒ نے خبر دی کہ ایک شخص نے عطا ابن رباحؒ سے سوال کیا کہ اے ابومحمد! (اس شخص کے بارہ میں کیا حکم ہے) جس نے وضو کے بعد اپنی شرمگاہ کو چھولیا۔ تو اس قوم سے ایک شخص نے کہا حضرت عبداللہؓ بن عباس کہتے تھے۔ اگر تم اس کو ایسا ناپاک سمجھتے ہو تو اسے کاٹ ڈالو۔ اس پر عطا ابن رباحؒ نے کہا بخدا عبداللہ بن عباسؓ کا یہی قول ہے۔

(۶) امام محمدؒ کہتے ہیں کہ ہم سے امام ابوحنیفہؒ نے روایت کیا اور انہوں نے حمادؒ سے، انہوں نے ابراہیم نخعیؒ سے کہ حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے فرمایا کہ میں اپنی شرمگاہ اور ناک کے چھونے میں کوئی فرق نہیں سمجھتا ہوں۔

(۷) امام محمدؒ کہتے ہیں کہ نماز میں شرمگاہ کو چھونے کے بارہ ہمیں **مُحِلُّ الضَّبِیْ** نے ابراہیم نخعیؒ سے روایت کیا ہے کہ یہ تمہارے جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔

(۸) امام محمدؒ کہتے ہیں ہمیں سلام بن سلیم حنفی نے منصور بن معتمر سے، انہوں نے ابی قیسؒ سے اور انہوں نے ارقم بن شرجیل سے خبر دی کہ میں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہا کہ میں حالت نماز میں اپنے جسم کو کھجلاتے ہوئے اپنی شرمگاہ کو چھولیتا ہوں تو انہوں نے فرمایا یہ

تمہارے جسم کا ٹکڑا ہے۔

(۹) امام محمدؒ کہتے ہیں ہمیں سلام بن سلیم سے منصورؒ بن معتمر سے خبر دی۔ انہوں نے سدوسیؒ سے انہوں نے براء بن قیسؒ سے روایت کیا کہ میں حذیفہؓ بن یمان سے اس شخص کے بارہ میں دریافت کیا جس نے اپنی شرمگاہ کو چھوا تو انہوں نے فرمایا شرمگاہ کو چھونا ایسا ہی ہے جیسے اپنے سر کو چھونا۔

(۱۰) امام محمدؒ کہتے ہیں ہمیں مسعرؒ بن کدام نے عمیرؒ بن سعد نخعی سے خبر دی کہ میں ایک مجلس میں تھا جس میں حضرت عمارؓ بن یاسر بھی تھے تو شرمگاہ کو چھونے کا ذکر آیا۔ حضرت عمارؓ نے فرمایا کہ وہ تمہارے جسم کا ٹکڑا ہے اور تمہاری ہتھیلی کے لئے اور جگہ بھی ہے۔

(۱۱) امام محمدؒ کہتے ہیں کہ ہمیں مسعرؒ بن کدام نے خبر دی کہ ہم سے روایت کیا ایادؒ بن لقیط نے براءؒ بن قیس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت حذیفہؓ بن یمان نے فرمایا کہ شرمگاہ کو چھونا اپنی ناک کو چھونے کے برابر ہے۔

(۱۲) امام محمدؒ کہتے ہیں کہ ہمیں مسعرؒ بن کدام نے خبر دی کہ ہم سے روایت کیا قابوسؒ نے ابوظبیانؒ سے کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے فرمایا اس میں کوئی فرق نہیں سمجھتا ہوں کہ اپنی شرمگاہ کو چھولوں یا اپنے کان یا ناک کو۔

(۱۳) امام محمدؒ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوکدینہؒ، یحییٰ بن المصلب نے، ابواسحاقؒ شیبانی سے، انہوں نے ابوقیس سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ثروان سے، انہوں نے علقمہؒ سے اور انہوں نے قیسؒ سے کہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں حالت نماز میں اپنی شرمگاہ کو چھو لیتا ہوں۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا تم اسے کاٹ کیوں نہیں دیتے؟ پھر فرمایا تمہاری شرمگاہ تمہارے باقی جسم کی طرح ہے۔

(۱۴) امام محمدؒ کہتے ہیں کہ ہمیں یحییٰ بن مہلب نے اسماعیلؒ بن ابی خالد سے خبر دی۔ انہوں نے قیس بن ابی حازمؒ سے روایت کیا کہ ایک شخص سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس آیا اور اس نے کہا کیا میرے لئے جائز ہے کہ میں حالت نماز میں اپنی شرمگاہ کو چھوؤں؟ آپ نے فرمایا اگر تم سمجھتے ہو کہ تمہارے جسم کا ٹکڑا ناپاک ہے تو اسے کاٹ ڈالو۔

(۱۵) امام محمدؒ کہتے ہیں کہ ہمیں اسمٰعیلؒ بن عیاش نے خبر دی۔ انہوں نے کہا ہم سے حریزؒ بن عثمان نے حبیبؒ بن عبید سے روایت کیا۔ انہوں نے ابوالدرداء سے کہ ان سے شرمگاہ کو چھونے کے بارہ میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ تمہارے جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔

فقہا و محدثین کے درمیان یہ مسئلہ معرکۃ الآرار رہا ہے کہ مس ذکر موجب وضو ہے یا نہیں؟ بعض محدثین اور فقہا کہتے ہیں ناقض وضو ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں اختلاف کی اصل وجہ احادیث میں اختلاف ہے جو لوگ ناقض وضو کہتے ہیں وہ صرف مسّ ذکر کو ہی نہیں کہتے بلکہ مسّ فرج امرأۃ (عورت) کا بھی یہی حکم بتاتے ہیں اور فقہائے کرام میں امام شافعیؒ نے تو کتاب الآم میں تصریح کی ہے کہ مس دُبر بھی ناقص وضو ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ کا نظریہ یہ ہے کہ مسّ ذکر و فرج و دُبُر کسی سے بھی وضو واجب نہیں ہوتا۔ دونوں کے پاس دلائل موجود ہیں اور حدیثیں دونوں طرف ہیں کسی طرف کو حق و باطل نہیں کہنا چاہیے۔ مگر امام ابوحنیفہؒ کا نظریہ زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے اور لوگوں کو آسانی والی بات بتانی چاہیے تاکہ دین کو مشکل اور تنگ خیال نہ کیا جائے۔

☆☆☆

کتاب الآثار امام محمدؒ میں سے
امام ابو حنیفہؒ کی مروی ۵/ احادیث

(٦٩)......وضو کرنے کا طریقہ

متن حدیث

أَخْبَرَنَا أَبُو حَنِيفَةَ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ الْوُضُوءُ مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ وَالتَّكْبِيرُ تَحْرِيمُهَا وَالتَّسْلِيمُ تَحْلِيلُهَا وَلَا تُجْزِءُ صَلَاةٌ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَمَعَهَا غَيْرُهَا، وَفِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، فَسَلِّمْ يَعْنِي فَتَشَهَّدْ. قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهِ نَأْخُذُ، وَإِنْ قَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَحْدَهَا فَقَدْ أَسَاءَ وَتُجْزِيهِ.

ترجمہ حدیث

امام محمد بن حسنؒ کہتے ہیں ہمیں امام ابوحنیفہؒ نے خبر دی، وہ کہتے ہیں ہمیں ابوسفیانؒ نے حدیث بیان کی ابونضرہؒ سے اور ابونضرہؒ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وضو (طہارت) نماز کی کنجی ہے اور اس کی تحریم تکبیر ہے اور اس کی تحلیل سلام ہے۔ اور سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی اور سورۃ پڑھے بغیر نماز جائز نہیں ہوتی۔ اور ہر دو رکعتوں کے بعد سلام یعنی تشہد پڑھو۔ امام محمدؒ بیان کرتے ہیں: ہم اسی پر عمل کرتے ہیں اور اگر کسی نے صرف سورۃ الفاتحہ پر اکتفا کیا اور تو اس نے برا کیا۔ لیکن نماز ہو جائے گی۔

(کتاب الآثار للامام محمد بن حسن الشیبانی، ص: ۴۵، ۴۶، باب الوضوء، حدیث نمبر ۴)

تخریج حدیث:

امام محمد کے دیگر محدثین نے اس رویت کو اپنی سند سے روایت کیا ہے۔

(۱) کتاب الآثار للامام ابی یوسف، باب الوضوء، حدیث نمبر ۱

(۲) سنن الدارمی، باب مفتاح الصلوٰۃ الطهور، حدیث: ٦٨٤

(۳) سنن الترمذی، کتاب الطهارة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم،

بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ مِفْتَاحَ الصَّلاَةِ الطُّهُورُ، حديث نمبر۳

(٤) سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة وسننها، بَابُ مِفْتَاحُ الصَّلاَةِ الطُّهُورُ، حديث نمبر ٢٧٥، ٢٧٦

(٥) سنن ابی دائود، كتاب الطهارة، بَابُ فرض الوضوء، حديث نمبر٦١

حکم حدیث:

یہ حدیث مرفوع ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت التوفی ۱۵۰ھ ہیں جو امام محمد کے استاذ ہیں۔ مجتہد مطلق ہیں اور ائمہ اربعہ میں سے ایک ثقہ امام ہیں ان کا تعارف گزر چکا ہے۔

اس سند کے دوسرے راوی ابوسفیانؒ ہیں' ان کا نام طریف بن شہاب السعدی الاعسم ہے۔ یہ ابی نضرۃ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا ذکر مقالہ میں پہلے گزر چکا ہے۔

اس سند کے تیسرے راوی ابونضرۃؒ ہیں۔ ان کا تعارف بھی پہلے گزر چکا ہے۔

اس سند کے چوتھے راوی حضرت ابوسعید خدریؓ مشہور صحابی ہیں۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وضو (طہارت) نماز کی کنجی ہے۔ سب راوی ثقہ ہیں۔ سند اس کی جید ہے۔

(۷۰)......موزوں پر مسح کرنا

متن حدیث

مُحَمَّدُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو حَنِيفَةَ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي الْجَهْمِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ قَدِمْتُ الْعِرَاقَ لِغَزْوَةِ جَلُولَاءَ فَرَأَيْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ،

فَقُلْتُ مَا هَذَا يَا سَعْدُ؟ قَالَ إِذَا لَقِيتَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَسَلْهُ، قَالَ فَلَقِيتُ عُمَرَ، فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا صَنَعَ سَعْدٌ، قَالَ عُمَرُ صَدَقَ سَعْدٌ، رَأَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ فَصَنَعْنَاهُ. قَالَ مُحَمَّدٌ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَبِهِ نَأْخُذُ.

ترجمہ حدیث

امام محمدؒ بیان کرتے ہیں ہمیں امام ابوحنیفہؒ نے خبر دی، وہ کہتے ہیں ہمیں ابوبکر بن عبداللہ بن ابوجہمؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے حوالہ سے حدیث بیان کی وہ فرماتے ہیں: میں غزوہ جلولا کے لیے عراق گیا، میں نے دیکھا کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ موزوں پر مسح کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا اے سعد! یہ کیا؟ انہوں نے کہا: جب تم امیر المؤمنین حضرت عمرؓ سے ملو گے تو ان سے پوچھ لینا۔ عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں: حضرت عمرؓ سے ملا تو ان کو حضرت سعدؓ کے عمل کے متعلق بتایا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: سعد نے سچ کہا۔ ہم نے دیکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ عمل کرتے ہوئے تو ہم نے بھی اس کو کیا۔ امام محمدؒ بیان کرتے ہیں: امام ابوحنیفہؒ کا یہی قول ہے اور ہم بھی اسی پر عمل کرتے ہیں۔

(کتاب الآثار للامام محمد بن حسن الشیبانی، ج۱، ص: ۴۸، ۴۹، باب لمسح علی الخفین، حدیث نمبر ۸)

تخریج حدیث:

(۱) صحیح بخاری، کتاب الوضوء، بَابُ التیمن فی الوضوء والغسل، حدیث نمبر ۱۸۲

(۲) صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، بَابُ المسح علی الخفین، حدیث نمبر ۷۵

(۳) سنن الترمذی، کتاب الطھارۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،

بَابُ فی المسح علی الخفین، حدیث نمبر ۹۴

(٤) سنن النسائی، کتاب ذکر الفطرة، بَابُ الابعاد عند ارادة الحاجة، حدیث نمبر ۱۷

(٥) سنن ابی داؤد، کتاب الطهارة، بَابُ: المسح علی الخفین، حدیث نمبر ۱۵۰، ۱۵٤، ۱۵٦

(٦) سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة وسننها، بَابُ فی المسح علی الخفین، حدیث نمبر ٥٤٥

(٧) سنن الدارمی، المقدمة، بَابُ فی فضل العلم والعالم، حدیث نمبر ٣٦٠

حکم حدیث:

یہ حدیث مرفوع ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت المتوفی ۱۵۰ھ ہیں جو امام محمد کے استاذ ہیں۔ مجتہد مطلق ہیں اور ائمہ اربعہ میں سے ایک ثقہ امام ہیں ان کا تعارف گزر چکا ہے۔

اس سند کے دوسرے راوی ابوبکر بن عبداللہ بن ابوجہم ہیں، ان کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

اس سند کے تیسرے راوی حضرت عبداللہ بن عمر مشہور صحابی ہیں۔ سند اس کی جید ہے۔

(۱۷)......جس چیز کو آگ بدل دے اس (کے کھانے) سے وضو کرنا

متن حدیث

مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو حَنِيفَةَ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَاذَانَ، عَنْ

شُرَحْبِيلَ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتِي، فَأَتَيْتُهُ بِلَحْمٍ قَدْ شُوِيَ، فَطَعِمَ مِنْهُ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ، وَمَضْمَضَ ثُمَّ صَلَّى، وَلَمْ يُحْدِثْ وُضُوءًا

ترجمہ حدیث

امام محمدؒ بیان کرتے ہیں ہمیں امام ابوحنیفہؒ نے خبر دی ہے، وہ کہتے ہیں ہمیں عبدالرحمٰن بن زاذانؒ نے شرحبیلؒ کے حوالہ سے روایت بیان کی اور وہ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا: رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھنا ہوا گوشت پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کھانا نوش فرمایا، پھر پانی منگوایا تو اس سے ہاتھوں کو دھویا اور کلی کی پھر نماز پڑھی اور نیا وضو نہیں کیا۔

تخریج حدیث:

(۱) سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة وسننها، بَابُ الرخصة في ذالك، حديث نمبر ۴۹۳

(۲) سنن النسائي، صفة الوضوء، بَابُ المضمضة من السويق، حديث نمبر ۱۸۶

(۳) موطا امام مالك، كتاب الطهارة، بَابُ ترك الوضوء مما مسته النار، حديث نمبر ۵۱

حکم حدیث:

یہ حدیث مرسل ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت المتوفی ۱۵۰ھ ہیں جو امام محمد

کے استاذ ہیں۔ مجتہد مطلق ہیں اور ائمہ اربعہ میں سے ایک ثقہ امام ہیں ان کا تعارف گزر چکا ہے۔

اس سند کے دوسرے راوی عبدالرحمٰن بن زاذانؒ ہیں۔ ان کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔
اس سند کے تیسرے راوی شرحبیلؒ ہیں، ان کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔
اس سند کے چوتھے راوی حضرت ابوسعید خدریؓ مشہور صحابی ہیں۔ سند اس کی جید ہے۔

(۷۲)...... پانی سے زمین اور جنبی میں نجاست باقی نہیں رہتی

متن حدیث

مُحَمَّدٌ، قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو حَنِيفَةَ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ، وَهُوَ مُعْتَكِفٌ، فَتَغْسِلُهُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَهِيَ حَائِضٌ. قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهَذَا نَأْخُذُ، لَا نَرَى بِهِ بَأْسًا، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

ترجمہ حدیث:

امام محمدؒ بیان کرتے ہیں ہمیں امام ابوحنیفہؒ نے حمادؒ سے روایت کرتے ہوئے خبر دی، وہ ابراہیمؒ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی حالت میں اپنا سر مبارک مسجد سے باہر نکالتے تو ام المؤمنین حضرت عائشہؓ اسے دھوتی تھیں جب کہ وہ حالت حیض میں ہوتی تھیں۔ امام محمدؒ کہتے ہیں: ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، ہم اس میں کوئی حرج نہیں دیکھتے اور یہی قول امام ابوحنیفہؒ کا بھی ہے۔

تخریج حدیث:

(۱) صحیح بخاری، کتاب الحیض، بَابُ الامر بالنفساء اذا نفسن، حدیث نمبر ۲۹۵، ۲۹۶

(۲) سنن النسائی، ذکر ما یوجب الغسل وما لا یوجبه، بَابُ غسل الحائض رأس زوجها، حدیث نمبر ۲۷۶

(۳) سنن ابن ماجه، ابواب التیمم، بَابُ الحائض تتناول الشیء من المسجد، حدیث نمبر ۶۳۳

(٤) موطا امام مالك، کتاب الطهارة، باب جامع الحیضة، حدیث: ۱۳۲

(٥) سنن الدارمی، کتاب الطهارة، باب الحائض تمشط زوجها، حدیث: ۱۰٤۰، ۱۰٤۱

(٦) کتاب الآثار للامام ابی یوسف، باب افتتاح الصلاة، حدیث : ۱۲٦

حکم حدیث:

یہ روایت معضل ہے۔

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام محمد ہیں۔ دوسرے راوی۔ امام ابوحنیفہ ہیں ان کا تعارف بھی گزر چکا ہے۔ تیسرے راوی حماد بن سلیمان ہیں۔ ان کا تعارف گزر چکا ہے۔

چوتھے راوی امام ابراہیم نخعی ہیں۔ ان کا تعارف گزر چکا ہے۔ آپ امام ابوحنیفہ کے دادا استاذ بھی ہیں اور استاذ بھی۔ اس روایت کے سب راوی ثقہ ہیں، سند اس کی جید ہے۔

یہاں تک سند کی بحث مکمل ہوئی۔ امام محمد نے جو روایت امام ابوحنیفہ سے نقل کی ہے۔ دوسرے محدثین نے بھی کچھ فرق کے ساتھ یہ روایت اپنی کتب میں نقل کی ہے۔

(۷۳)......کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کا حکم

متن حدیث:

مُحَمَّدٌ، قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو حَنِيفَةَ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ فِي الرَّجُلِ يَبُولُ قَائِمًا، قَالَ انْتَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى سُبَاطَةِ قَوْمٍ وَمَعَهُ أَصْحَابُهُ، فَفَحَجَ

ثُمَّ بَالَ قَائِمًا، فَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِهِ حَتّٰی رَأَیْنَا أَنْ تَفَخَّجَهُ شَفَقًا مِنَ الْبَوْلِ.

ترجمہ حدیث:

امام محمدؒ بیان کرتے ہیں ہمیں امام ابوحنیفہؒ نے خبر دی، وہ حمادؒ سے، وہ ابراہیمؒ سے روایت کرتے ہیں اس آدمی کے بارے میں جو کھڑا ہو کر پیشاب کرتا ہے، انہوں نے کہا نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قوم کے ایک کوڑے کے ڈھیر پر تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرامؓ بھی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں قدموں کے درمیان کچھ فاصلہ کیا پھر کھڑے ہو کر پیشاب کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب کہتے ہیں: یہاں تک کہ ہم نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب (کے چھینٹوں) کے خوف سے اپنے قدموں کے دمیان فاصلہ رکھا۔

تخریج حدیث:

(۱) صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب ترک النبی صلی اللہ علیہ وسلم والناس الاعرابی حتی فرغ من بولہ فی المسجد، حدیث نمبر ۲۲٤، ۲۲۵

(٦) کتاب الآثار للامام ابی یوسف، باب السهو، حدیث نمبر ۲۷٦

حکم حدیث:

یہ حدیث مرسل ہے۔

تحقیق حدیث:

اس حدیث کے پہلے راوی امام محمد ہیں۔ دوسرے راوی۔ امام ابوحنیفہ ہیں ان کا تعارف بھی گزر چکا ہے۔ تیسرے راوی حماد بن سلیمان ہیں۔ ان کا تعارف گزر چکا ہے۔

چوتھے راوی امام ابراہیم نخعی ہیں۔ ان کا تعارف گزر چکا ہے۔ آپ امام ابوحنیفہ کے دادا استاذ بھی ہیں اور استاذ بھی۔

یہاں تک سند کی بحث مکمل ہوئی۔ امام محمد نے جو روایت امام ابوحنیفہ سے نقل کی ہے۔ دوسرے محدثین نے بھی کچھ فرق کے ساتھ یہ روایت اپنی کتب میں نقل کی ہے۔

☆☆☆

السنہ ابن ابی عاصم میں سے

امام ابوحنیفہؒ کی مروی ایک حدیث

(۷۴)......مسئلہ تقدیر کی وضاحت

متن حدیث:

حدثنا خليفة بن خياط العصفری نا عبد الله بن يزيد ثنا ابو حنيفة عن عبد العزيز بن رفيع عم مصعب بن سعد عن النبی صلی الله عليه وسلم قال: مامن نفس إلا وقد كتب الله تعالٰی مدخلها ومخرجها وما هی لاقية، فقال رجل من الانصار: ففيم العمل، يارسول الله؟ قال: من كان من اهل الجنة يسر لعمل اهل، ومن كان من اهل النار يسر لعمل اهل النار فقال الانصارئ: الأن حق العمل.

ترجمہ حدیث:

''ہم سے خلیف بن خیاط العصفری نے بیان کیا ہم سے عبداللہ بن یزید، ہم سے امام ابوحنیفہ نے بیان کیا اورانہوں نے مصعب بن سعد کے چچا عبدالعزیز بن رفیع سے (مرسلاً) روایت کیا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالٰی نے ہر (پیدا ہونے والی) جان کے لیے جنت میں داخل ہونا اور اس سے خارج ہونا (یعنی جنت کی بجائے جہنم میں داخل ہونا) اور جو وہ (ثواب وعذاب) پانے والی ہے، لکھ دیا ہے ایک انصاری شخص نے عرض کیا، یارسول اللہ! پھر عمل کرنے کا کیا فائدہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اہل جنت میں سے ہوتا ہے اس کیلئے ان ہی کا عمل آسان کردیا جاتا ہے اور جو اہل جہنم میں سے ہوتا ہے اس کیلئے جہنمیوں کا عمل آسان ہوتا ہے۔ انصاری نے عرض کیا: حضور اب حق عمل (مجھ پر) واضح ہوگیا ہے۔'' **(ابن ابی عاصم، النسة، ۱: ۷۶، رقم: ۱۷۳)**

تخریج حدیث:

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب الجنائز، باب موعظة المحدث عندالقبر وقعود أصحابه حوله، ۱: ٤٥٨، رقم: ۱۲۹٦

(۲) مسلم، الصحیح، کتاب القدر، باب کیفیة خلق الأدمي في بطن أمه وکتابة رزقه وأجله ٤: ۲۰۳۹، رقم: ۲٦٤۷

(۳) ترمذی، السنن، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة: والليل إذا يغشى، ٥: ٤٤١، رقم: ٣٣٤٤

(٤) ابو داؤد، السنن، کتاب السنة: باب في القدر، ٤: ٢٢٢، رقم: ٤٦٩٤

(٥) معمر بن راشد، الجامع، ١١: ١١٥،رقم: ٢٠٠٧٤

(٦) مسند خليفة بن خياط ص ٣٧

(٧) مناقب ابن ابی العوام ص ١٤٤

(٨) القضاء والقدر امام بیهقی ص ٤٥

(٩) سنن الکبریٰ بیهقی ج١٠ ص ٢٠٤

حکم حدیث:

یہ روایت موقوفاً ومرفوعاً دونوں طرح صحیح ہے اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

تحقیق حدیث:

اس روایت کی سند کے پہلے راوی۔ خلیفۃ بن خیاط العصفری ہیں۔ ان کے حالات نہیں ملے۔ دوسرے راوی ...... عبداللہ بن یزید ہیں ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔ تیسرے راوی ...... امام ابوحنیفہؒ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔ چوتھے راوی...... عبدالعزیز بن رفیع ہیں۔ اسماء الرجال کی کتابوں میں ان کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس کا مختصر خلاصہ یہ ہے۔

عبدالعزیز بن رفیع اسدی عبداللہ مکی طائفی التوفی ١٣٠ھ آئمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ابراہیم نخعی۔ انس بن مالک، حبیب بن ابی ثابت، ذکوان ابو صالح اسمان، ابوطفیل عامر بن واثلہ، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عبید بن عمیر، عطاء بن ابی رباح، عکرمہ مولی ابن عباس، عمر بن دینار سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے حضرت ابومخذورہ کی اذان کی آواز سنی ہے اور اُمّ المومنین حضرت عائشہ کو دیکھا ہے اور ان کے علاوہ بھی اکثر محدثین سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے اسرائیل بن یونس، جریر بن عبدالحمید، حسن بن صالح بن حی، زہیر بن معاویہ، سفیان ثوری، سفیان بن عینیہ، سلیمان الاعمش شریک بن عبداللہ، امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت وغیرھم نے روایت کی ہے۔ عبداللہ بن احمد بن حنبلؒ نے اپنے والد سے، اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین ابوحاتم اور نسائی سے روایت کیا ہے کہ وہ ثقہ ہیں۔ عجمی نے کہا کہ وہ تابعی ثقہ ہیں یعقوب بن شیبہ نے کہا ان کی

حدیث حجت کے قائم مقام ہے۔

(تہذیب التہذیب ج ٦ ص ٣٥٦، تہذیب التہذیب ج ٦ ص ٣٣٧، ٣٣٨، تاریخ کبیر امام بخاری ج ٧ ترجمہ ١٥٣٢)

یہ روایت اس سند سے مرسل ہے کیونکہ عبدالعزیز بن رفیع تابعی ہیں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نہیں پایا بغیر صحابی کے واسطہ سے روایت کر رہے ہیں اس لئے یہ روایت مرسل ہے اور مرسل روایت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قابل عمل ہے۔ اس سند کے علاوہ یہ روایت مرفوعاً بھی آتی ہے اور الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ کئی صحابہ نے اس کو روایت کیا ہے۔

شرح حدیث:

قضاوقدر کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ اعمال جو ہم اپنے کسب اور اپنے اختیار سے کرتے ہیں وہ اگرچہ ازل میں مقدر ہو چکے ہیں اور ان کا فیصلہ کیا جا چکا ہے اور لوح محفوظ میں انہیں لکھا جا چکا ہے اور وہ اعمال اللہ تعالیٰ کے علم، قدرت اور اس کے ارادے میں ازل سے آ چکے ہیں لیکن ان اعمال کے کرنے میں بندے مجبور نہیں ہیں اور نہ ان کا کسب واختیار ختم کر دیا گیا ہے بلکہ بندوں نے اپنی پیدائش کے بعد دنیا میں آ کر اپنے کسب ومحنت اور اپنے اختیار سے جو اعمال کرنے تھے ان کو اللہ تعالیٰ چونکہ ازل میں بھی جانتا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان اعمال کو متعلقہ بندوں کے حق میں مقدر فرما کر لوح محفوظ میں لکھ دیا۔ لہٰذا بندے اپنے تقدیر اور لوح محفوظ کی تحریر کے تحت مجبور و پابند نہیں بتائے گئے کہ جیسے لکھ دیا ہے ویسے مجبوراً کرنا پڑے گا، ہرگز نہیں بلکہ ان کی تقدیر اور لوح محفوظ کی تحریر خود ان کے اپنے اعمال کے عین مطابق ہے جن کو دنیا میں آ کر انہوں نے اپنے کسب واختیار سے کرنا تھا البتہ جب کوئی بندہ اپنے کسب اور اپنے اختیار سے کوئی عمل کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس عمل کو اس کے ارادہ کے مطابق پیدا کر دیتا ہے اور وہ اپنے کسب سے اس کو وجود میں لاتا ہے لہٰذا ہر فعل اور عمل کی تخلیق اور ایجاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اس لئے کہ وہی خالق و مالک ہے اور ہر فعل وعمل کا کسب اور اختیار بندے کی طرف سے ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کو کاسب ومختار بنا کر بھیجا ہے اور بندوں کی جزاوسزا کا تعلق بھی اسی کسب واختیار کی بنا پر ہے۔

☆☆☆

الاحادوالمثانی ابن ابی عاصمؒ میں سے امام ابوحنیفہؒ کی مروی ایک حدیث

(۷۵)......حضرت عائشہ صدیقہؓ جنت میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں

متن حدیث:

حدثنا أبو الربيع الزهراني محمد بن حازم نا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن الأسود عن عائشه: قالت: رسول الله صلى الله عليه وسلم في مرضه الذي قبض فيه: انه ليهون على الموت، انى اريتك زوجتى في الجنة.

ترجمہ حدیث:

''ہم سے ابوالربیع الزہرانی نے بیان کیا، ہم سے محمد بن حازم، ہم سے امام ابوحنیفہ نے بیان کیا، انہوں نے حماد، انہوں نے ابراہیم، انہوں نے اسود اور انہوں نے اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض وصال میں فرمایا: میرا وقت وصال قریب آ رہا ہے اور مجھے دکھایا گیا ہے کہ تم جنت میں بھی میری زوجہ ہو۔'' (ابن ابی عاصم، الا حاد والمثانی ۵: ۳۹۰، رقم: ۳۰۰۸)

تخریج حدیث:

(۱) طبرانی، المعجم الأوسط، ۳: ۲۸٤، رقم: ۳۱٦۱

(۲) طبرانی، المعجم الكبير، ۲۳: ۳۹ رقم: ۹۸

(۳) عبدالله بن مبارك، الزهد: ۳۸۲، رقم: ۱۰۷۸

(۴) أبو الشيخ، طبقات المحدثين بأصبهان، ۳: ۳۹۲

(۵) مسند ابى حنيفه ابونعيم الاصبهانى ص ۷۷

(٦) مسند ابى حنيفه حارثى ج۱ ص ٤٦٥

(۷) مسند ابى حنيفه ابن خسرو بلخى ج۱ ص ۳۵۰

(۸) مصنف ابن ابى شيبه ج٦ ص ۳۹۰

(۹) مسند احمد ج٦ ص ١٣٨

(١٠) فضائل الصحابه ج٢ ص٨٧١

(١١) مسند امام اعظم حصکفی مترجم ص ٦٠٨باب فضائل عائشہؓ

(١٢) جامع المسانید مترجم ج١ ص ٤٠٦ حدیث نمبر٢٧٠

حکم حدیث:

یہ روایت صحیح ہے۔

تحقیق حدیث:

اس روایت کی سند کے پہلے راوی ابوالربیع الزمزانی ہیں۔ان کے حالات نہیں ملے۔

دوسرے راوی......محمد بن حازم ہیں ان کے حالات بھی نہیں ملے۔

تیسرے راوی......امام ابوحنیفہؒ ہیں ان کے حالات گزر چکے ہیں۔

چوتھے راوی......حماد بن ابی سلیمان ہیں ان کے حالات بھی گزر چکے ہیں۔

پانچویں راوی......ابراہیم نخعی ہیں ان کے حالات بھی گزر چکے ہیں۔

چھٹے راوی......اسود ہیں ان کے حالات بھی گزر چکے ہیں۔

ساتویں نمبر پر حضرت عائشہ صدیقہؓ ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ سے لے کر حضرت عائشہ صدیقہؓ تک سند کے تمام راوی معروف اور ثقہ ہیں۔اوپر کے دو راوی بھی ہیں ثقہ مگر ہمارے پاس کتابیں نہیں ہیں جن میں ان کے حالات لکھے ہیں اس وجہ سے ان کے حالات ہمیں معلوم نہیں ہو سکے۔ یہ روایت الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ مختلف سندوں سے مروی ہے اس وجہ سے روایت بالکل صحیح ہے۔

شرح حدیث:

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں احادیث میں ان کے بہت سے فضائل بیان کئے گئے ہیں ان کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بے حد اور شدید محبت فرماتے تھے یہاں تک کہ ان کے بغیر آپ بے چین

ہو جاتے تھے۔اور ان کے بغیر آپ کو صبر نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ صدیقہؓ جنت میں بھی آپ کی بیوی دکھائی گئیں تو آپ بے حد خوش ہوئے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا۔اب میرے لئے موت آسان ہوگئی ہے کہ تم جنت میں بھی میری بیوی ہوگی کیونکہ محبوب و پیارے کے قرب و معیت اور اس کی نزدیکی ملنے پر موت قابلِ نفرت نہیں رہتی بلکہ محبوب و پسندیدہ ہو جاتی ہے۔

حضرت عمروؓ بن عاص سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ ای الناس احب الیك۔لوگوں میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب اور پیارا کون ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ عائشہ ہے۔میں نے عرض کیا کہ مردوں میں سے کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ان کے والد ہیں۔(مشکوٰۃ شریف مناقب ابی بکر)

حضرت امیر معاویہؓ کا قول ہے کہ ہم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے زیادہ بلیغ زیادہ فصیح اور زیادہ تیز فہم کوئی خطیب نہیں دیکھا۔عبادت الٰہی کی اس قدر پابند تھیں کہ فرض نمازوں کے علاوہ سنتیں اور نوافل بھی کثرت سے پڑھتی تھیں یہاں تک کہ تہجد، اشراق، چاشت اوّابین کی نمازیں کبھی قضا نہ ہوئیں۔ ماہِ رمضان کے روزوں کے علاوہ نفلی روزے بھی بکثرت رکھتی تھیں اور اسی طرح دیگر عبادات کا حال تھا۔قناعت و کفایت شعاری، زہد و تقویٰ، عفت و پاکدامنی، شرم و حیا، متانت و سنجیدگی اور معاملہ فہمی ان کے خاص جوہر تھے غرضیکہ آپ اعلیٰ صفات کی مالکہ تھیں۔

التمہید لما فی الموطا من المعانی
والاسانید ابن عبد البر میں سے
امام ابو حنیفہؒ کی مروی ایک حدیث

(٧٦)......قیامت کے دن شہداء میں سب سے زیادہ معزز حضرت حمزہؓ ہوں گے

متن حدیث:

أخبرنا عبدالرحمن بن مروان، قال: حدثناالحسن بن محمد بن يحى القلزمى، قال: حدثنا أبوسعيدحاتم بن الحسن الشاشي بمكة، قال: حدثناأبوحاتم أحمد بن زرعة، قال: حدثنا الحسن بن رشيد، قال: حدثنا أبومقاتل عن أبى حنيفة عن عكرمة عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اكرم الشهداء يوم القيامة حمزة بن عبدالمطلب، ثم رجل قام ألى أمام جائر فأمره ونهاه فقتله

ترجمہ حدیث:

''ہمیں عبدالرحمٰن بن مروان نے خبر دی انہوں نے کہا ہم سے الحسن بن محمد بن یحییٰ القلزمی نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے ابوسعید حاتم بن الحسن الشاشی نے مکہ میں بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے ابوحاتم احمد بن زرعہ نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے حسن بن رشید نے بیان کی انہوں نے کہا ہم سے ابومقاتل نے بیان کیا انہوں نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا انہوں نے عکرمہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا: قیامت کے دن شہداء میں سب سے زیادہ معزز حمزہ بن عبدالمطلب ہونگے پھر وہ شخص ہوگا جس نے جابر سلطان کے سامنے کھڑے ہوکر اسے نیکی کا حکم دیا اور برائی سے منع کیا تو اس نے اسے قتل کردیا۔''

(التمهيد لما فى الموطا من المعانى والأسانيد جلد ١٣ص٥٤)

تخریج حدیث:

(١) جصاص، أحكام القرن، باب فرض الأمر بالمعروف والنهى عن المنكر، ٢: ٣٢١

(۲) ابو نعیم اصبھانی، مسند أبی حنیفة: ۱۸۷

(۳) مسند امام اعظم حصکفی مترجم ص ۵۹۹ حدیث نمبر ۳۷۰

(٤) مستدرك حاكم ج۲ ص ۱۱۹

(٥) کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۲٦۳

حکم حدیث:

یہ روایت ضعیف ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی...... عبدالرب بن مروان ہیں۔ان کے حالات نہیں ملے۔
دوسرے راوی...... حسن بن محمد بن یحییٰ القلزمی ہیں ان کے حالات نہیں ملے۔
تیسرے راوی...... ابوسعید حاتم بن الحسن الشاشی ہیں ان کے حالات نہیں ملے۔
چوتھے راوی ابوحاتم احمد بن زرعة ہیں ان کے حالات نہیں ملے۔
پانچویں راوی...... حسن بن رشید ہیں ان کے حالات نہیں ملے۔
چھٹے راوی...... ابومقاتل ہیں۔
ساتویں راوی...... امام ابوحنیفہ ہیں ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔
آٹھویں راوی...... حضرت عکرمہ ہیں ان کے حالات گزر چکے ہیں۔
نویں راوی...... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں ان کے حالات بھی گزر چکے ہیں۔

شرح حدیث:

یہ روایت اس سند کے ساتھ ضعیف ہے البتہ اس سند کے علاوہ اس حدیث کی اور بہت سی سندیں ہیں اور حضرت حمزہؓ کے متعلق یہ بات تقریباً تواتر سے ثابت ہے اور اکثر خطیب حضرات جمعہ کے خطبہ میں حضرت حمزہؓ کے متعلق یہ حدیث بیان کرتے ہیں۔
حضرت امیر حمزہؓ کی کنیت ابوعمارہ اور ابویعلیٰ ہے اور سید الشہداء اور اسد الرسول آپ

کے مشہور و معروف القاب ہیں اور حسب و نسب کے لحاظ سے اس قدر لکھ دینا کافی ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد اور حضرت امیر حمزہ آپس میں علاتی بھائی ہیں دونوں حضرت عبد المطلب بن ہاشم کے لخت جگر ہیں اس کے علاوہ دو رشتے اور بھی ہیں۔ایک یہ کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنت وہب زہری اور حضرت حمزہ کی والدہ ہالہ بنت اھیب یا وھیب زہری چچا زاد بہنیں تھیں۔اس نسبت سے حضرت حمزہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خالہ زاد بھائی بھی ہوئے۔دوسری نسبت یہ ہے کہ ابولہب کی لونڈی حضرت ثویبہ نے حضرت امیر حمزہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا اور اس اعتبار سے حضرت امیر حمزہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضائی بھائی بھی ہیں۔آپ قدیم الاسلام ہیں کیونکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت کے دوسرے سال اسلام لے آئے تھے آپ کے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو بڑی عزت وتقویت عطا فرمائی آپ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ پھر غزوہ احد میں شریک ہو کر داد شجاعت دیتے ہوئے بہت سے کفار کو جہنم رسید کیا۔آخر کار وحشی بن حرب جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے کے ہاتھوں شہید ہو گئے آپ کی لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے آپ کے کان اور دیگر اعضا کاٹ دیئے گئے اور آپ کی آنکھیں نکال دی گئیں آپ کے قلب و جگر کو نکال کر چبایا گیا جس کی بنا پر آپ کو سید الشہداء کا اعزاز بزبان رسالت عطا کیا گیا۔

روئت اللہ دار قطنی میں سے

امام ابو حنیفہؒ کی مروی ایک حدیث

(۷۷)......اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا بیان

متن حدیث:

حدثناأبو الحسن علی بن الفضل بن طاهر البلخی أملاه علینا فی سنة اثنتین وعشرین وثلثمائة حدثنا احمد بن محمد بن الحسین الفارسی حدثنا عبدالله ابن محمد بن یعقوب قال: قرأت علی ابی عبدالله محمد بن خزیمة حدثنا جابر ابن عبدالله النهشلی بمکة حدثنا شفیق بن إبراهیم البلخی حدثنا حماد بن أبی حنیفة عن أبیه عن إسماعیل بن ابی خالد عن قیس بن ابی حازم عن جریربن عبدالله عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: إنکم سترون ربکم کما ترون هذا القمر لیلة البدر لاتضامون في رویته فإن استطعتم أن لاتغلبوا علی صلاة قبل طلوع الشمس وقبل غروبها فافعلوا قال حماد بن أبی حنیفة حدثنا إسماعیل بن أبی خالد و بیان بن بشر عن قیس بمثله ورواه عمرو بن شمر الجعفی أبوعبدالله عن إسماعیل.

ترجمہ حدیث:

''ہم سے ابوالحسن علی بن الفضل بن طاہر البلخی نے حدیث بیان کی انہوں نے ہم پر اس کی املاء ۳۲۲ھ میں کی (انہوں نے کہا) ہم سے احمد بن محمد بن الحسین الفارسی نے بیان کیا ہم سے عبداللہ ابن محمد یعقوب نے بیان کیا انہوں نے کہا میں نے ابوعبداللہ محمد بن خزیمہ پر قرات کی ہم سے جابر بن عبداللہ النہشلی نے مکہ میں بیان کیا ہم سے شفیق بن ابراہم البلخی نے بیان کیا ہم سے حماد بن ابوحنیفہ نے بیان کیا انہوں نے اپنے والد امام ابوحنیفہ سے روایت کیا انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد انہوں نے قیس بن ابی حازم اور انہوں نے حضرت جریر بن عبداللہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب تم اپنے رب کو دیکھو گے جیسے (بدر کے) چودہویں رات کے اس کامل چاند کو دیکھتے ہو تم اسے

دیکھنے میں کوئی دقت محسوس نہیں کرو گے اگر تم سے ہو سکے تو دھیان رکھو (غفلت کی وجہ سے) تم سے طلوع آفتاب سے پہلے والی نماز (فجر) اور غروب آفتاب سے پہلے والی نماز (عصر) چھوٹنے نہ پائے (کہ کہیں تم دیدارِ الٰہی سے محروم رہ جاؤ۔)''

(روية الله دارقطني ص: ١٠٩ حديث نمبر ١١٨)

تخریج حدیث:

(١) بخاری، الصحيح، كتاب مواقيت الصلاة باب فضل صلاة العصر ١: ٢٠٣ رقم ٥٢٩ ايضا في ١: ٢٠٩ رقم: ٥٤٧

(٢) مسلم، الصحيح كتاب المساجد ومواضع الصلاة باب فضل صلاتي الصبح والعصر والمحافظ عليهما ١: ٤٣٩، رقم: ٦٣٣

(٣) ترمذی السنن كتاب صفة الجنة باب ماجاء فی رؤية الرب تبارك و تعالىٰ ٤: ٦٨٨ رقم: ٢٥٥٤

(٤) ابوداؤد السنن كتاب السنة باب فی الروية ٤: ٢٣٣ رقم: ٤٧٢٩

(٥) اعتقاداهل السنة اللالكائی ج٣ص٤٧٧

(٦) الحجه ابوالقاسم اسماعيل ٢٥٤

(٧) مسند ابی حنيفة ابو نعيم الاصبهانی ص٥٥

(٨) جامع المسانيد مترجم ج١ ص ٣٣٨

(٩) مسند امام اعظم حصكفی مترجم ص ١٧٦.١٧٧

(١٠) ابن ماجه حديث نمبر ١٧٧

(١١) ابن حبان حديث نمبر ٧٤٤٢

(١٢) السنة عبدالله بن احمد ص ٢٢٠

(١٣) طبرانی كبير ص ٢٢٢٧

(١٤) سنن الكبرىٰ نسائی ج١ ص ٤١٩

(١٥) مسند احمد ج٣ ص ١٦

(۱۶) الایمان ابن منذر ج۲ ص ۷۹۳

حکم حدیث:

یہ روایت صحیح ہے بہت سے محدثین نے اس کو نقل کیا ہے اور کئی صحابہ سے مروی ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی ابوالحسن علی بن الفضل بن طاہر بن نصر بن محمد البلخی ہیں۔ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد ج ۲ ص ۴۷ میں ان کا ذکر کیا ہے یہ ثقہ ہیں۔

دوسرے راوی ......احمد بن محمد بن الحسین الفارسی ہیں۔ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد ج ۵ ص ۱۲۶ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ خطیب کے علاوہ ابونعیم اصبھانی نے طبقات اصبھان ج ۳ ص ۵۲۱ میں ابوالقاسم عبدالکریم بن ابی الفضل محمد رافعی قزوینی نے التدوین فی اخبار قزوین ج ۳ ص ۳۸ میں علامہ ذھبی نے میزان الاعتدال ج ۱ ص ۲۹۸ تاریخ الاسلام ذہبی ج ۲۷ ص ۱۹۴ میں حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی نے لسان المیزان ج ۱ ص ۳۰۱ پر ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ مختلف فی ہیں۔

تیسرے راوی......عبداللہ بن محمد بن یعقوب ہیں۔ ان کا ذکر ابن عدی نے الکامل ج ۴ ص ۷۰ میں علامہ ذہبی نے سیر اعلام النبلاء ۱۵ ص ۴۲۴ وتذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۸۵۴ میں الاشاد ج ۳ ص ۹۷۲ میں طبقات الحنفیہ ج ۱ ص ۲۸۹ میں ان کا ذکر موجود ہے۔ یہ ثقہ ہیں۔

چوتھے راوی......ابوعبداللہ محمد بن خزیمۃ بن محسان بخاری ہیں دار قطنی کے علاوہ ابونعیم اصبھانی نے بھی اپنی کتاب مسند ابی حنیفہ میں ان سے روایت لی ہے۔

پانچویں راوی......جابر بن عبداللہ النھشلی ہیں۔ دار قطنی کے علاوہ محدث ابونعیم اصبھانی نے مسند ابی حنیفہ ص ۵۵ میں ان سے روایت لی ہے علامہ فاکھی نے اخبار مکہ ج ۲ ص ۳۰۴۔ ضیاء المقدسی فی الاحادیث المختار ج ۱۰ ص ۱۳۔ ابن حبان نے ثقات ج ۸ ص ۲۴۷ میں ان کا ذکر کیا ہے یہ بھی مختلف فی ہیں مگر محدثین نے اس کو ثقہ کہا ہے۔

چھٹے راوی......ابوعلی شفیق بن ابراہیم البلخی ہیں۔ طبقات الحنفیہ ج ۱ ص ۲۵۸۔ لسان المیزان ج ۳ ص ۱۵۱۔ تاریخ دمشق ابن عساکر ج ۲۳ ص ۱۳۱۔ سیر اعلام النبلاء ج ۹ ص ۳۱۳۔ تاریخ

اسلام ذہبی ج ۱۳ ص ۲۲۸۔ پر ان کا ذکر موجود ہے یہ صوفیا کی طبقہ میں بھی بہت شہرت رکھتے ہیں۔

ساتویں راوی...... حماد بن ابی حنیفہ ہیں۔ یہ امام ابوحنیفہؒ کے فرزند ہیں ابواسماعیل ان کی کنیت ہے علامہ ذہب نے بڑے اچھے الفاظ میں اپنی تصانیف میں ان کا ذکر فرمایا ہے۔ سیر اعلام النبلاء ج ۶ ص ۴۰۳، میزان الاعتدال ج ۲ ص ۳۵۹۔ تاریخ اسلام ذہبی ج ۱۱ ص ۱۰۱۔ ذھبی کے علاوہ ابن حجر نے لسان المیز ان ج ۲ ص ۳۴۶ پر ابن خلکان نے وفیات الاعیان ج ۲ ص ۲۰۵ میں طبقات الحنفیہ ج ۱ ص ۲۲۶ پر ان کا ذکر کیا ہے یہ ثقہ ہیں۔

آٹھویں راوی...... امام ابوحنیفہؒ ہیں ان کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

نویں راوی...... اسماعیل بن ابی خالد ہیں۔

اسماعیل بن ابی خالد بجلی احمس ابوعبداللہ کوفی المتوفی ۱۴۶ھ یہ طبقہ اربعہ کے راوی ہیں اور ثقہ ہیں آئمہ صحاح ستہ نے ان سے روایت لی ہے انہوں نے حضرت انس بن مالک اور سلمہ بن اکوع کو دیکھا ہے یہ اسماعیل بن عبدالرحمٰن سدی۔ زکوان ابی صالح السمان۔ زربن حبیش اسدی مسلم بن کھیل۔ طلہ بن مصرف، عامر شعبی عبداللہ بن ابی اوفیٰ۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ۔ عمرو بن حریث مخزومی ولید بن سریع وغیرہم سے روایت کرتے ہیں ان سے جریر بن عبدالحمید، حفص بن غیاث حکم بن عتیبہ، سفیان ثوری۔ سفیان بن عینیہ شعبہ بن حجاج۔ معتمر بن سلیمان ہیثم بن بشر و وغیرہم نے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن مبارک نے سفیان ثوری سے روایت کی کہ انہوں نے کہا لوگوں میں سے حفاظ صرف تین ہیں۔ اسماعیل بن ابی خالد۔ عبدالملک بن ابی سلیمان اور یحییٰ بن سعید انصاری۔ ابوبکر بن ابی خیثمہ نے یحییٰ بن معید سے روایت کیا کہ میں نے اس سے سنا جس نے عبدالرحمٰن بن علوی سے اسماعیل بن ابی خالد کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا وہ ثقہ ہیں۔ یحییٰ بن معین نے کہا وہ ثقہ ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا وہ ثقہ ہیں اور کوفی تابعی ہیں وہ ایک صالح آدمی ہیں انہوں نے پانچ صحابہ کرامؓ سے سنا ہے۔ نسائی نے کہا وہ ثقہ ہیں یعقوب بن شیبہ نے کہا وہ ثقہ وثبت ہیں۔ ابوحاتم نے کہا وہ ثقہ ہیں۔

(خلاصہ تہذیب الکمال ج ا ص ۴۵۸، ۴۶۰ تاریخ الکبیر امام بخاری ج ا ترجمہ نمبر ۳۵۱
تہذیب التہذیب ج ا ص ۲۹۲)

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کرنے کا ذکر ہے اہل سنت کے ہاں اللہ تعالیٰ کے دیدار کے متعلق یہ نظریہ ہے کہ دنیا میں تو یہ ممکن نہیں لیکن آخرت میں ضرور ہوگا۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں:

اور اللہ تعالیٰ کے دیدار کرنے پر تمام اہل السنۃ والجماعۃ کا اجماع (اور اتفاق) منعقد ہو چلا ہے۔ (تفسیر مظہری ج ۱۰ ص ۱۴۱)

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں:

اس مسئلہ میں یعنی خدا تعالیٰ کا دیدار مومنوں کو قیامت کے دن نصیب ہونے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین عظام اور اسلاف اُمت کا اتفاق اور اجماع ہے۔ آئمہ اسلام اور ہداۃ انام سب اس پر متفق ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۵ ص ۸۱ پ نمبر ۲۹ مترجم مطبوعہ نور محمد کراچی،

☆☆☆

الفوائد تمام رازی میں سے

امام ابوحنیفہؒ کی مروی ایک حدیث

(۷۸)......عورت کے ذبح کا حکم

متن حدیث:

أخبرنا أبو سعيد محمد بن أحمد بن بشر المهذاني أنبأنا عبدان الجواليقى ثنا زيد بن الحريش ثنا أبو همام عن مروان بن سالم عن أبي حنيفة عن حماد عن ابراهيم عن علقمة عن عبدالله أن النبى صلى الله عليه وسلم أكل ذبيحه امرأة

ترجمہ حدیث:

''ہمیں ابوسعید محمد بن احمد بن بشر المہذ انی نے خبر دی، ہمیں عبدان الجوالیقی نے بتلایا، ہم سے زید بن الحریش، ہم سے ابوھمام نے بیان کیا انہوں نے مروان بن سالم، انہوں نے امام ابوحنیفہ، انہوں نے حماد، انہوں نے ابراہیم، انہوں نے علقمہ اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا حضور نبی اکرمؐ نے عورت کے ذبح کیے ہوئے جانور کا گوشت کھایا۔'' (الفوائد تمام رازی جلد ۱، ص: ۲۷۰ حدیث نمبر ۶۶۳)

تخریج حدیث:

(۱) مناقب ابی العوام ص ۲۳۶
(۲) مسند ابی حنیفه ابو محمد حارثی ج۱ ص ٤٨٦
(۳) مسند ابی حنیفه ابن خسرو بلخی ج۱ ص ۲۸۳
(٤) بخاری باب انهر الدم من القصد حدیث نمبر ٥١٨٢
(٥) ابن ماجه باب ذبیحة المرأة حدیث نمبر ۳۱۸۲
(٦) مصنف ابن ابی شیبه ج۱ ص ۳٤٠
(۷) مسند امام اعظم حصکفی مترجم ص ٦٣٢
(۸) مسلم حدیث نمبر ٤٥٤٧

(۹) ابو داؤد حدیث نمبر ٢٦٦٨

(۱۰) ترمذی ص ١٥٦٩

(۱۱) جامع المسانید مترجم ج۳ ص ١١١ حدیث نمبر ١٥٣٥

حکم حدیث:

اس سند سے یہ روایت ضعیف ہے۔

تحقیق حدیث:

اس حدیث کی سند کے پہلے راوی ابوسعید محمد بن احمد بن بشر المھذ انی ہیں ان کے حالات نہیں ملے۔

دوسرے راوی......عبدان الجوالیقی ہیں۔ان کے حالات بھی نہیں ملے۔

تیسرے راوی......زید بن الحریش ہیں ان کے حالات بھی نہیں ملے۔

چوتھے راوی......ابوھمام ہیں ان کے حالات بھی نہیں ملے۔

پانچویں راوی......مروان بن سالم ہیں ان کے حالات بھی نہیں ملے۔

چھٹے راوی......امام ابوحنیفہؒ ہیں۔

ساتویں راوی......حماد بن ابی سلیمان ہیں۔

آٹھویں راوی......ابراہیم نخعی ہیں۔

نویں راوی......علقمہ ہیں۔

دسویں راوی......حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہیں۔

(ان سب کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔)

شرح حدیث:

اس سند سے تو یہ روایت ضعیف معلوم ہوتی ہے کیونکہ صاحب کتاب سے لیکر امام ابوحنیفہ تک رجال کے حالات معلوم نہیں اور امام صاحب سے لے کر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تک سب ثقہ ہیں۔اس سند کے علاوہ اس روایت کی بہت سی سندیں ہیں اور اس مفہوم کی روایت

بخاری و مسلم میں بھی موجود ہے۔ جس میں عورت کے ذبح کا ذکر ہے۔

بنی سلمہ کے ایک فرد نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو خبر دی کہ کعب بن مالک کی ایک لونڈی مدینہ کے بازار والی پہاڑی سلع نامی میں بکریاں چرایا کرتی تھی اتفاقاً ایک بکری کو کچھ صدمہ پہنچا وہ مرنے لگی تو اس لونڈی نے ایک پتھر توڑا اس سے بکری کو ذبح کر ڈالا لوگوں نے یہ مسئلہ بارگاہِ نبوت میں پیش کیا تو آپؐ نے اس کے کھانے کی اجازت دے دی۔

(بخاری کتاب الذبائح)

اس سے ثابت ہوا کہ عورت کا ذبح حلال ہے اور امام ابوحنیفہؒ کی روایت بھی یہی بتا رہی ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت کا ذبیحہ حلال ہے یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے ذبیحہ کا گوشت تناول فرمایا:

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

کہ آپ نے فرمایا: ذبیحة المسلم حلال، یعنی مسلمان کا ذبیحہ حلال ہے۔ اور اس حدیث کو امام ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں روایت کیا ہے اور اس پر تمام علمائے اسلام کا اجماع ہے کہ عاقل مسلمان جو ذبح کر سکتا ہوں اس کا ذبیحہ حلال ہے۔ اس میں مرد اور عورت برابر و یکساں ہیں۔

معجم الصحابہ ابن قانع میں سے

امام ابوحنیفہؒ کی مروی ایک حدیث

(۸۰)......غیر شرعی تجارت کی اقسام

متن حدیث:

حدثنا إسحاق بن الحسن الحربی ناالحسین بن الربیع البورانی ناابن المبارك عن أبي حنيفة عن يحيى بن عامر عن رجل عن عتاب ابن اسید ان رسول الله صلى الله عليه وسلم بعثه إلى مكة فقال: انههم عن بيع مالم يقبضوا وعن ريح مالم يضمنوا وعن شرطين في بيع وسلف

ترجمہ حدیث:

''ہم سے اسحاق بن الحسن الحربی نے بیان کیا (انہوں نے کہا) ہم سے الحسین بن الربیع البورانی ہم سے ابن المبارک نے بیان کیا انہوں نے امام ابوحنیفہ انہوں نے یحییٰ بن عامر انہوں نے ایک شخص اور انہوں نے حضرت عتاب بن اسید سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مکہ بھیجتے ہوئے فرمایا: لوگوں کو ان باتوں سے منع کرنا غیر مقبوضہ شے کی فروخت سے، غیر مضمونہ شے کے نفع سے اور بیع وسلف (قرض) میں دو شرطوں سے۔''

(معجم الصحابة ابن قانع جلد ۲، ص: ۲۷۰ حدیث نمبر ۷۹۲ ترجمہ عتاب بن اسید بن ابی العیص)

تخریج حدیث:

(۱) ترمذی کتاب البیوع باب ماجاء فی کراهیة بیع مالیس عندك حدث نمبر ۱۲۳٤

(۲) سنن نسائی کتاب البیوع باب شرطان فی بیع حدیث نمبر (٤٦٣١-٤٦٣٠

(۳) کتاب الآثار ابی یوسف ص ۱۸۲

(٤) کتاب الاثار امام محمد ص ۱۶۱

(۵) كتاب الحجه على اهل المدينه ج٢ ص ٦٥٤

(٦) مسند ابى حنيفه ابو نعيم اصبهانى ص ٢٦٧

(٧) ابن خسرو بلخى مسند ابى حنيفه ج٢ ص ٩٠٥

(٨) جامع المسانيد عربى ج٢ ص ١٣ حديث ١٠٣٣

(٩) جامع المسانيد مترجم ج٢ حديث ١٠٣٣ ص ٣٤٨

(١٠) سنن الكبرىٰ بيهقى ج٥ ص ٣١٣

(١١) مسند ابى حنيفه حارثى ج٢ ص ٩٢٠

(١٢) ابن ماجه باب النهى عن بيع ماليس عندك وعن ربع مالم يضمن حديث ٢١٨٨

(١٣) ابو داؤد باب فى الرجل بيع ماليس عنده حديث نمبر ٣٥٠٤

(١٤) ترمذى باب ماجأفى كرهية بيع ماليس عندك حديث: ١٢٣٤

(١٥) سنن الكبرىٰ نسائى ج٣ ص ١٩٧

(١٦) نسائى المجتبىٰ بيع ماليس عندالبائع

(١٧) ابن حبان ج ١٠ ص١٦١

(١٨) معجم الاوسط ج٥ ص ٦٦

حکم حدیث:

یہ روایت اس سند سے ضعیف ہے۔

تحقیق حدیث:

اس سند کے پہلے راوی......اسحٰق بن الحسن الحربی ہیں۔ان کا ذکر تاریخ بغداد ج ٦ ص ٣٨٢،البدایہ والنہایہ ج ١١ ص ٧٨،لسان المیز ان ج ١ ص ٣٧٠ یہ ثقہ ہیں۔

دوسرے راوی......الحسن بن الربیع البورانی ہیں ان کا ذکر تہذیب التہذیب میں ہے۔

تیسرے راوی......عبداللہ بن مبارک ہیں ان کے حالات گزر چکے ہیں۔

چوتھے راوی......امام ابوحنیفہ ہیں ان کے حالات گزر چکے ہیں۔

پانچویں راوی...... یحییٰ بن عامر ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی نے اپنی کتاب الایثار بمعرفة رواة الاثار مطبوعہ الرحیم اکیڈمی کراچی کے ص ۴۱۵ حرف الیاء میں ذکر کیا ہے لکھتے ہیں۔

یحییٰ بن عامر عن رجل عن عتاب بن اسید وعنه ابو حنیفة قال الحسینی صوابه عن یحییٰ وهو ابن عبیدالله عن عامر وهو الشعبی قلت ویحییٰ بن عبیدالله هو المعروف بالجابر له ترجمة فی التهذیب

ابن حجر نے اپنی دوسری کتاب تعجیل المنفعة ج ۱ ص ۴۴۴

چھٹے راوی...... عتاب بن اسید صحابی ہیں۔

شرح حدیث:

یہ روایت اس سند کے ساتھ ضعیف ہے۔ امام محمد نے اپنی سند سے کتاب الآثار اس روایت کو نقل کیا ہے وہ اس طرح ہے۔

محمد قال اخبرنا ابو حنیفة قال حدثنا یحییٰ بن عامر عن رجل عن عتاب بن اُسید رضی الله عنه ......الخ

حضرت عتاب بن اُسیدؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ان سے ارشاد فرمایا تم اہل اللہ یعنی اہل مکہ کے پاس جاؤ اور انہیں چار باتوں سے روک دو۔ (۱) اس چیز کے بیچنے سے جو قبضہ میں نہ ہو۔ (۲) اور اس چیز کے نفع اٹھانے سے جو انسان کے ضمان میں نہ آئے۔ (۳) اور بیع میں دو شرطیں لگانے سے (۴) اور بیع میں قرض سے۔ (کتاب الاثار مترجم ص ۵۳۵ باب التجارة والشرط فی البیع حدیث نمبر ۷۳۰)

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام محمد نے فرمایا: ہم ان سب کو اختیار کرتے ہیں۔ یہ جو فرمایا کہ بیع اور قرض سے منع فرمایا۔ تو اس کی شکل یہ ہے کہ کوئی شخص کسی سے کہے میں تمہارے ہاتھ اپنا غلام اتنے اتنے میں بیچتا ہوں اس شرط پر کہ تم مجھے اتنے اتنے روپے قرض دو، یا یہ کہے کہ تم مجھے قرض دو اس شرط پر کہ میں تمہارے ہاتھ اس چیز کو بیچوں گا یہ درست نہیں۔

یہ جوفرمایا بیع میں دو شرطیں لگانے سے۔اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کوئی چیز اس وقت ہزار درہم میں بیچے اور مہینے کے بعد دو ہزار درہم میں اس پر عقد بیع ہو یہ بھی جائز نہیں ہے۔

جو چیز ضمان میں نہ ہو اس کے نفع سے منع کیا۔اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی چیز خریدے اور قبضہ کرنے سے قبل اسے نفع کے ساتھ بیچ دے اس کیلئے ایسا کرنا درست نہیں۔اسی طرح یہ بھی درست نہیں کہ کسی ایسی چیز کو قبضہ میں لینے سے پہلے بیچے جو اس نے کسی سے خریدی ہو۔ یہ سب امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔سوائے ایک مسئلہ کے مکانات و زمین وغیرہ کے بارے میں وہ فرماتے ہیں اسے خریدنے والا قبضہ کرنے سے پہلے بیچ سکتا ہے اس لئے کہ یہ چیزیں اپنی جگہ سے اِدھر اُدھر منتقل نہیں ہوتی۔امام محمد نے فرمایا کہ ہمارے یہاں دوسری چیزوں کی طرح یہ بھی جائز نہیں ہے۔(کتاب الاثار مترجم ص۵۳۶)

☆☆☆

سنن الکبریٰ نسائی میں

امام ابو حنیفہؒ کی مروی ایک حدیث

(۸۱)......جو شخص جانور سے بدکاری کرے اس پر زنا والی حد نہیں

متن حدیث:

اخبرنا علی بن حجر، قال: انا عیسی بن یونس، عن النعمان یعنی ابن ثابت ابی حنیفة، عن عاصم هو ابن عمر عن ابی رزین عن عبدالله بن عباس قال لیس علی من اتی بهیمة حد قال ابو عبد الرحمن هذا غیر صحیح وعاصم بن عمر ضعیف فی الحدیث.

ترجمہ حدیث:

خبر دی ہم کو علی بن حجر نے وہ فرماتے ہیں خبر دی ہم کو عیسیٰ بن یونس نے وہ ابی حنیفہؒ نعمان بن ثابت سے وہ عاصم سے جو ابن عمر ہے، وہ ابورزین سے وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: جو کسی جانور سے بدفعلی کرے اس پر حد نہیں۔ ابوعبدالرحمٰن فرماتے ہیں یہ حدیث غیر صحیح ہے اور عاصم بن عمر حدیث میں ضعیف ہے۔ (سنن الکبریٰ نسائی ج ۴، ص ۳۲۲، باب من وقع علی بھیمۃ، حدیث نمبر ۷۳۴۱)

تخریج حدیث:

سنن الکبری نسائی کے علاوہ بھی یہ حدیث کئی محدثین نے نقل فرمائی ہے۔

(۱) سنن ترمذی مترجم ج۱ ص ۷۴۸، ابواب الحدود، باب ما جاء فیمن یقع علی البهیمة میں اس بارے میں دو مختلف حدیثیں موجود ہیں، ہم یہاں پر دونوں نقل کرتے ہیں تاکہ بات سمجھنے میں آسانی ہو۔ ملاحظہ فرمائیں:

پہلی حدیث:

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو

چوپائے سے بدفعلی کرتے پاؤ اسے قتل کردو اور جانور کو بھی ہلاک کردو۔

(نوٹ: یہاں تک تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے اور آگے ابن عباسؓ کا قول ہے۔) حضرت ابن عباسؓ سے کہا گیا کہ جانور کو کیوں قتل کیا جائے انہوں نے فرمایا اس کے متعلق میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہیں سنا۔ لیکن میرا خیال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتر نہیں سمجھا کہ جس جانور کے ساتھ ایسا فعل کیا گیا ہو اس کا گوشت کھایا جائے یا اس سے کوئی فائدہ حاصل کیا جائے۔

اس حدیث کو ہم صرف عمرو بن ابی عمرو کی روایت سے جانتے ہیں وہ عکرمہ سے وہ ابن عباس سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔

دوسری حدیث:

وروی سفیان ثوری عن عاصم عن ابی رزین عن ابن عباس رضی الله عنهما انه قال عن اتی بهیمة فلا حد علیه.

سفیان ثوری عاصم سے وہ ابی رزین سے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا جو آدمی چوپائے سے بدفعلی کرے اس پر حد نہیں۔

(امام ترمذی ابن عباس رضی اللہ عنہما کی دونوں حدیثیں نقل کر کے فرماتے ہیں)

کہ ہم سے یہ حدیث روایت کی محمد بن بشار نے، انہوں نے کہا ہم سے روایت کی عبد الرحمٰن بن مہدی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے روایت کی سفیان ثوری نے، اور یہ پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ امام احمد اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے۔

امام ترمذی نے دوسری حدیث کو زیادہ صحیح قرار دیا ہے اور عاصم پر کسی قسم کی جرح نہیں کی۔ ترمذی میں اس روایت کو عاصم سے ثوری نقل کر رہے ہیں اور سنن الکبریٰ نسائی میں عاصم سے امام ابوحنیفہ نقل کرتے ہیں۔ یہ روایت امام ابوحنیفہ کی تائید کرتی ہے۔ نسائی نے جو ابوعبدالرحمٰن سے یہ نقل کیا ہے کہ یہ روایت غیر صحیح ہے۔ درست نہیں ہے۔

(۲) سنن ابو داؤد مترجم عمر فاروق سعیدی، ج٤ ص٤٠٦، کتاب

الحدود باب فیمن اتی بھیمة میں بھی یہ دونوں روایتیں موجود ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی حدیث:

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کسی چوپائے سے بدفعلی میں ملوث ہو اس شخص کو قتل کر دو اور اس کے ساتھ اس چوپائے کو بھی مار ڈالو۔

(عکرمہ کہتے ہیں) میں نے ان (ابن عباسؓ) سے کہا کہ چوپائے کے قتل کی کیا وجہ ہے۔ آپ نے کہا میرا خیال ہے کہ اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکروہ جانا کہ اس کا گوشت کھایا جائے جب کہ اس کے ساتھ ایسا کام کیا گیا ہے۔

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ یہ حدیث قوی نہیں ہے۔

دوسری حدیث:

ابورزین حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص چوپائے سے ملوث ہو اس پر حد نہیں ہے۔

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ عطا نے بھی ایسے ہی کہا ہے۔

حکم کہتے ہیں کہ اس کو کوڑے لگائے جائیں مگر اس تعداد میں کہ حد کو نہ پہنچیں۔

(یہ اصل میں تعزیر ہے زنا والی حد نہیں ہے)

حسن بصری کہتے ہیں کہ ایسا آدمی زانی کی مانند ہے۔

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ عاصم کی حدیث عمرو بن ابوعمرو کی روایت (۴۴۶۴) کو ضعیف کرتی ہے۔ (ابوداؤد مترجم ج ۳ ص ۴۰۶، ۴۰۷)

(نوٹ: یہ ۴۴۶۴ نمبر پہلی حدیث کا ہے۔)

ابوداؤد کی یہ حدیث بھی امام ابوحنیفہ سے مروی روایت کی تائید کرتی ہے۔ ابوداؤد نے یہ روایت عاصم کے شاگرد ابوبکر بن عیاش سے نقل کی ہے۔

(۳) مشکوٰۃ شریف میں ہے۔

اسی (ابن عباسؓ) سے روایت ہے انہوں نے کہا جو شخص چارپائے کے ساتھ بدفعلی

کرے اس پر حد نہیں ہے۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے۔

ترمذی نے سفیان ثوری سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا یہ پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے اور وہ یہ حدیث تھی کہ جو چار پاے کہ ساتھ بد فعلی کرے اس کو قتل کر دو۔

اہل علم کے نزدیک عمل اس حدیث پر ہے۔

(مشکوٰۃ مترجم ج ۲ ص ۱۶۹، کتاب الحدود تیسری فصل حدیث نمبر ۳۴۲۸)

مصنف کی دیگر کتب